



DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. $\Delta 73$

168 N3

Ac. No. 2807/4

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of 5 Paise will be collected for each day the book is kept overtime.



حمد رب العالمین خالق السموات والأرضین جل جلالہ وعظمیٰ

ہے تیسری ذات کا ہر دو بر تو
تو اوٹھ جاتے سن تو کا تو ہم
کو اوٹھ کو انا اللہ یا ہو اللہ
ہیں بے فتنے تری جانب سے تباہ
کشش تیری نہو جب تک مدد کا
تو آوے کی بہت جلدی سر خاک
کہ کینچیں اپنی جانب سے استہ
نہیں محنت رہ تو پا بگل ہیں
کہ جنبش کر سکے اس جا سے اوس
جہم جا ہے اوسے جنبش میں لاد
جو نیشا پور میں تے مرد نامی
کیا صحت ہے عزم جگ کعبہ
وہیں سے ہو گئے کعبہ کو راہی
نقطہ ہم یہ تھی اوس کے توکل
کہ میرا حال بھی ہے اسی

خداوند اتر اجلوہ ہے ہر سو
اگر دے کرین ہستی خود گم
یہ ہے اک ذات باقی ہے جو آگاہ
ہے تیسری ذات اک خورشید تلبان
شیبہ دسویں او کی پر ہے بیکار
وہا لیں گر کوئی شے سو کے افلاک
سب گیا۔ او نہیں جذب اتنا نہیں ہے
ترے اوصاف ہادی و متصل ہیں
ہے کیا مقدر سو پا بگل کا
مگر تیری نسیم رحمت آوے
جناب خواجہ قطب الدین جامی
چراغے پہرتے تے صحرایں گلہ
نہی فرصت کہ آوین شہر میں ہی
لیا کچھ ہی نہ سیماں خجشل
ولیکن لگے خط و دستوں

ترجمہ

میں ہوتا مشغول یہ اندر جسد کا ہوئی حالت مری و سدوم و گرگون میں ہوں محسوس وہ ظالم ہے میرا انجیر نامہ میں اپنے وہ راعی	نہا آئی کہ لا تسد مع الله ہوا جاری مری انگہوں کے بیچ میں جاتا ہوں جسد ہر او سے بلایا عزیزوں کو ہے لگتا یہ ربانی
رباعی	
بادوست بگزار شد مری بگزی دلدار بطعنت گفت شربت یادار بلدے کو تہا رسے اپنی جانب سے ہیجا تو نے پنا خاص نایب	برگل نظر سے گندم از بخیری ز خسار میں انجیر او تو دگل نگری ہے ہیجا تو نے پنا خاص نایب سے ہیجا تو نے پنا خاص نایب
نعت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات	
اللہ ہے ہر شے میں عین رحمت وہ مادی کون ہے ختم الرسل ہے کہتا حق میں اس کے ایزد پاک نہا می ہنسیا کا ہے وہ سر تاج ہنیں معراج میں کوئی ہمسر ہیں اعجاز محمد گونہ گو نہ قیامت شہادت میں یہ تبار نہ تھا جہت وہ خود ذات احد تھا ہے دنیا میں وہی انسان کامل کردن اسحاق کا اس کے بیان کیا اگرچہ تھا وہ اک انسان اقی سے اور کتے کا وہ سر تاج گرچہ تھا وہ مٹا ہنشاہ کو نین	کہ ہیجا مادی راہ شہر معرفت محصول رہنا ہے جسد و دل نہو تا تو نہو تے ارض و فلک ہوئی حاصل اسی کو خاص معراج محمد کا شریک اور او کا ہمسر ہیں اسحاق اس کے معجزہ کا نمونہ کہ تھا شق ہو گیا ماہ جہانگیر جہا نہیں جیلوہ گردہ آخوند تھا کہ خالق اور خلقت سے تھا دراصل کہ خود قرآن ہے تاج او کا گرام الکتاب اس کی ہی حامی ملوک اسلو تہا می دیتے تہیج تھی او کی خاک سجودہ گاہ کو نین

نعت سید المرسلین

گر شان و تجل سے تہی نفس
غریبوں مفلسوں سے تہی محبت

عرض حاجت بجناب سالک اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

<p>رسول اللہ میں ہوں مشتاق دیکھ ہو حاصل تیرے در کی خاک بوسہ سی کردن میں اپنی جان تیرا بن چہر ہے اسی موت عین زندگانی تم آخر رحمۃ للعالمین ہو قیامت کو جو اوٹے شور محشر مجھے جہنم سے تلے اپنے جگہ دو ہو میں جب ناسہ اعمال تیرا بن جہان رہے رہوں میں آگے ساتھ تقریب جوئی میں ہوں گرچہ گستاخ دوام کرائی ہیں آمادہ جھسکو خدا کی ہود سے رحمت تجھ نازل</p>	<p>کرین کچھ خود ہی میرا چارہ کا ترے در پر ملن تو جسے عہد سی یہی میری مرعات ہے سر اسر مہیہ مرنا جیات جہاد دانی مری حاجات کے ہی تم ضمین ہو پریشان ہوں خلائق اور مضطر کمر بستہ شفاعت کو مری ہو مرانا نہ ہوں دہن ہاتھ میں دان میں افتادہ ہوں بکڑی خود مرانا تہ دے امید اسے شاخ در شاخ کہ میرا ہاتھ اور دامن ترا ہو ہوں تیرے آل و صحابہ و شیخ</p>
---	--

مناجات بحضرت قاضی الحاجات

<p>یا الہی ہے تو طاقت بخش اپنے عہد فان کا مجھے دے علم در دے جھسکو ہو جو بے دردا مرغ جان کا ہو قوت تیرا ذکر ہوں جو لاحق مکارہ دنیا صبر نہ شکر ایک ساتھ ہوں</p>	<p>مجھے صبر و سکون کی طاقت بخش رکھ نہ توجہ سے مجھے بے علم دل جو ہو تیرے عشق میں نالان ذکر میں ہوں دل میں کوئی فکر واسن صبر چاک مت کرنا اسی دامن میں ہاتھ ہوں دونوں</p>
---	--

<p>تیرے عسرفان معرفت کا کیا تو عطا کر بقا بعد فنا دل تجھے مشوق سے بھر دے مجھ پر غالب نہو کہی شیطان غوث اعظم ہو رہنا میرا محی دین رسول طہری اولیاء سے زمانہ کا مستجاب یا الہی میرے محفوظات پر ترے لطف سے یہ ہے ناموں سیرا دل بند میرا تخت جگر وہ محمد علی خان کہے میرے دل کا وہی ہے چشم و چراغ عمر طبعی نصیب ہے اوسکے وہ مرے باغ دل کا سبز نال ہو بی فساد کی بہت کا اسی چند اوند مستعان دین</p>	<p>ہو شہستان دل کا میری چرخ ہو جسے دائم و ہمیشہ بقا نفس الزاٹ سے بری کر دے نفس ہووے نہ رہن مہمان فیض ہو مجھ پر متصل اوسکا دائے ویشہ عسفی و نبی معرفت کا وہ جگر یہ خزان گنہہ رکھتے ہیں نگر نگر ہوں یہ نزدیک خاطر اور اثر سیول قرۃ العین اور نور رب رکھتا ہوں میں عمر عین رحمت کا روح اور مستور در داغ تیرے قریب قریب ہوا دے برہ در اس سے ہو جو جگر تجس و نہ اس سے ہو جد کر یہ میرے ہی عاصم دل</p>
--	--

در سبب تالیف کتاب کی طایبان امر موجب البابت

خادم القدر از تہہ بلایے خوان صوفیان با جہان بندہ علیم احمد علی خان بندہ احمک نقیبی
چنینو انعم اللہ مورخ طایبان حقیقت یونہی کان طریق معرفت کی خدمت بارت میں عرض پرزور
کر کل انسان دو قسم کے ہیں ایک سعید ازل کہ من سعید سعید فی بطن امہ جس شخص کی نسبت
سعادت لکھی ہے وہ ہر حال میں سعید ہی ہو گا دوسرے شقی ازل کہ من شقی شقی فی بطن امہ
سعید ہی دو قسم ہیں ایک سعید مادر از جو میں ابتدا ہی سے نامر سعادت پائے جاتے ہیں جب فرزند پیدا ہو

اصلوٰۃ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ جس وقت نماز سے جان بچا ہوا ہے تھے باہر نکلتے چو چوہے
 ستاروں کو دیکھ کر اونٹوں سے گمان کیا کہ یہی میرے خدا ہیں جب سب سے بڑا ستارہ یعنی چاند نکلا تو ان کو غیا
 کر ز کہ بتایا کہ خدا ہے کیونکہ یہ بڑا ہے جب سورج نکلا تو گمان فوسی ہوا کہ یہ ضرور ہی خدا ہے کیونکہ یہ دس
 ہی بڑا ہے مگر جب بھی دیکھا تو بول دئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَلَمَّیْن مِنْ دُبَّیْ یَا یَا اِلٰہَ الْاَوَّلِیْنَ کُوْیَا رَمٰیْنِیْ کَ تَا
 اٰخِرُ وِہی سعادت زلیٰ رہنما ہوئی اور دلی یقین سے فرمایا کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْہَیْ لِلدِّیْنِ فَطَرَّکَ اللّٰہُ تَوَّابَ
 وَکَلَّکُمْ حَنِیْفًا مِّنْ خَالِصِ بَعْدِکَ سَاۡتِرَہٗ دس خدا کی طرف منہ پیرتا ہوں جسے زمین و آسمان اہل جانہ
 تاسے پیدا کئے فَضَّلَ الْاَنْبِیَاۡ خَاتَمَ الْمُرْسَلِیْنَ سَوَّلَ الْعَلَمِیْنَ کُوْکُرَ جَالِیْسٍ اَلْکِیْ عَمْرٍ مِّنْ حِیْ نَّازِلٍ مَّوٰی کَرِہِی
 سعادت زلیٰ کسٹھی ہر ہر غمائی کی مساحت کی خبر مددگار ہی شوق الصدقہ ہوا ابتداء ہی بَانِ لَادِتِ اِنَّا
 بعثتْ نَبَکَ لَیْ اِیْسَا مَرْطُوْرٍ مِّنْ اَیَّامِ مَنَافِیْ شَانِ نَبُوْتِہٖ ہُو۔ آیت محمد میں ہی جو خیر الامم کی صحابہ
 ایسے ہوئے ہیں جو بار بار زانو دلی تھے۔ عارف نامی حضرت مولانا جامی قدس اللہ سرہ فتوحات اللاس میں حضرت
 شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی کے مناقب میں لکھتے ہیں کہ حضرت قاضی طریقت ابو عبد اللہ صومعی فرمائی ہر
 کہ جب میرا بیٹا عبدالقادر پیدا ہوا اسنے ماہ رمضان میں دن کی دودھ نہیں پیا ایک فہرہ کے سبب بل
 رمضان کہانی نہ دیا دوسرے روز عبدالقادر نے دودھ پیا آخر معلوم ہوا کہ وہ روزِ رمضان میں شامل تھا کہ
 سعید زلیٰ وہ ہیں جو ابتدا میں گمراہ ہوئے ہیں مگر کسی مرد کامل کی صحبت ہدایت سے انکی غفلت کا پردہ دھڑکا
 اور نور سعادت ازل انکے تھمیر چلے درخشان ہوتا ہے انکی مثال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم ہیں جو شریعت
 کے بعد ایمان کے نور سے منور ہوئے یا منور فانی عظام جو رشداً کامل کھدیے کے مشرف ہو کر منزل مراد کو
 پہنچ گئے۔ ہمیں شک نہیں کہ طلبہ پہلے طالب کی طرف سے ہونی چاہئے کیونکہ پیاسا چشمہ کے پاس جا کر
 چشمہ پیاسے کے پاس نہیں جاتا طلبہ کا صادق ہونی چاہئے پھر مطلوب حاصل ہو تا ہے مگر طلب
 شَدِیْعًا وَجَدَ فَوْجًا جَوْدُوْرًا تَاۡمُرَ کُوْشِشَ کَرِہِی اُسکو مطلوب حاصل ہو جائے مگر کہیں حال کے
 برعکس ہی ہوتا ہے سبب الایسا ہے سامان مہیا کر دیتا ہے کہ مطلوب کے دل میں خود بخود جذب پیدا
 ہو جائے جو طالب کی مہذب کر لیتا ہے۔ یہی حال اس خادم الفقہر اکلے ہے کہ معمولی ایام مکتب نشینی میں
 وَاللّٰہُ یَبْطِلُ اللّٰہُ مَطْلَالَہٗ یَاۡکَہِمَا عَلٰی رَاسِیْ وَکَرَسِیْ اَخِ الْمَکُوْرَ مُمَحَّدٌ خَانَ سَلَمَۃً اللّٰہُ
 اَلْحَمْدُ لَیْ کَرَسِ لَوْ مَضَر دیکھ واسطے عالم عامل عارف کامل بحر وفا کان ہنسا سوختہ عشق و شہین

حیف چشمزدن صحبت نواز احمد شد
ابو تک دس صحبت کی لذت جیسے بچ انہما

انہی غیر مترقبہ آنکی حاصل ہوتے تھے کہ اپنے نیاں دوسا رہے اور خدا کے ہمیشہ جان کے ساتھ ہے۔ اس صحبت کا نتیجہ اگرچہ بینہ نہیں ہوا کہ یہ خاک رسناں شرف میں سے کوئی منزل ملی کر گیا ہو یا قال سے حال کے رقبہ کو پہنچ گیا ہو البتہ یہ ضرور ہوا کہ اس گروہ پر شاہد کی محبت دل میں پیدا ہوئی اور انکی محبت سے ہر بات سے انس ہو گیا یہ بھی اس خاک رساں کی خوش قسمتی و سبب بخشتی ہے کہ ایسے عالی شان فرقہ صفیہ کی جانب ہل میں پید ہو گئی آئمۃ موع من لحبۃ ہر ایک شخص کا حشر اس کے ساتھ ہو جسکو وہ پیار کرنا ہے۔ انسان دنیا میں اسلئے آیا ہے کہ مجاہدہ ریاضت و عبادت میں محبت اسی حال کے آخرت میں غلو و اٹمی سرور جادوانی سے بہرہ نہ ہو۔ ایک نو دلدار انسان جو اسی غرض مقصد کے کم عدم کلی مسافت کے کسر و جود فانی میں آیا ہے اور اس خندہ درخشاں منزل کے نشیب و فراز سے بالکل اگانہ نہیں اس سے بڑھ کر اور کسکی خوش نصیبی و کیا یہ سبکتی ہے کہ او سکا ایک سیاقا فائدہ بجا ہے جو اسی کا ہم مقصد ہم غرض ہو اور اگر اسی شناسائی کے تمام مراج طحی کے سفر آخرت کے تسلی طیار ہو یہی محبت جو بالآخر تقاضی مصابحت و محبت ہوتی ہے اور جانا نہیں کے اخلاق کر میا و ذبیہ کے ایک دوسرے کے جذبے کی مستعد و آمادہ ہوتی ہے اور یہ استعداد بعد فنا ہی آتی ہوتی ہے اور یہو اطرز زندہ لوگ مشائخ و اولیاء کی قبور پر رقبہ کرتے ہیں اور دنیا و صلحا کے مزار کے جوا میں جگہ پلنے کی آئی رز دکتے ہیں امام الا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو معلوم تھا کہ حضرت رسول کیم علیہ النجۃ و التسلیم زنا و خرا ج کا تین کہ طوبی اللہ علیہم کلہم بذکر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ہر اون و شخص کو جو بنیوں کے درمیان میں ۔ یہ اشار ہے کہ حضرت کے روضہ مبارک میں ہوگا حضرت ابو بکر و عمر کے اور کوئی شخص نہ ہوا گا اور قربت میں حضرت عیسیٰ علی نبیا و علیہ الصلوٰۃ و السلام جب آئیں گے اور اہل اہل بیت و اہل بیت کے اور بعد ازاں اسی

روضہ مقدس میں حضرت عمر بن الخطابؓ کے پہلو میں دفن ہو گئے یہی خفی بین مزیں التبتین کے سہوکار
حضرت شیر خداؓ نے روضہ مقدس میں دفن ہونے کی تمنا کی اور ارشاد فرمایا کہ میرے جنازہ کو اونٹ پر سوار
کر کے کوہ نجف اشرف میں چڑھیں، حضرت عائشہؓ یہ یقہ وفا طعنہ ہر رضی اللہ عنہا اور حضرت بطلحہؓ کو
خدا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے صاف علم حدیث کے گورتنائی مگر ناکام ہے۔ یہ حال تو احوالہ روضہ
مقدس کے اندر کلمے باہر کی زمین کے واسطے ہیں سلاطین امرا و شاہان و اولیائے تنائی مگر کامیاب ہی ہوئے
جنگِ جنت بیدار بننا چاہے حالِ مصلیٰ نے اس لئے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس مبارک مین دفن
کے واسطے جگہ ملے کمالِ صبر و جدوجہد و جانکاهی کی اور اپنا تمام مال و جباسی میں صرف کر دیا آخر وہ کی مراد
بر آئی اور اسے قبر کی جگہ مل گئی اس نے وصیت کی کہ میری گور پر میت لکھیں و کتبہ صحرایہ لکھیں
خبر عیندیہ القاصدین لکھا کہ ہے جو ہر پیر و مولانا و ہر پلانیے بیٹھا ہے۔ یا اسی میرا نساخہ دل اس
قوم کی شمع محبت سے منور کر اور حضرت کے روضہ اسی قوم کے ساتھ مجھے محذور فرمایا اسی ایک کما اصحاب
کہنے کے ساتھ جو تیرے دوستان خاص تھے چند قدم پلا تہا و ہنوں نے اس کو قبول کر کے اپنے سایہ شجارت
میں لے لیا میں ہی تیرے دونوں اصناف و مجالِ صدقت اتھا کی دوستی کا دعوے کرتا ہوں بحیرت انبیا و
جان پاکی لیا و صفا کہ اس خاک کو اس قوم کی صحبت سے مجبور نہ کرے اور جو نظرِ حریفہ فقط اس قوم پر ہو

یارب برائیسم ز حسان چہ شود
صد گسر کہ از کرم سلمان کردی
اسی صحبت و محبت کا نتیجہ تھا کہ جب وفات

فرمائی ہے مجھے بھی اسی سے محروم ہو گیا
راہی دہیسم بسوسے عسان چہ
یک گسر بگر کنی سلمان چہ شود

شہر کے چوہ اشعنان ہری میں بارت مزار پر انوار کا اردہ سے لٹکتا عین میں جنبہ پوش کیا تو کیا
کہ مزار اہل کمال خام ہے احاطہ بھی نہیں ہے حجرہ میں مریدان صفا کیش و طالبان ارادت اندیش حکشی
کرتے ہیں در بطورہ خانہ کے زمین و زبنا ہے بارش سے خراب ہے لمبے ہیں حال اور صحیح ہے جہاں مجاہد
اور وار و و صا و آرام کرتے ہیں حج نہایت فسون کا ایسے اکمال ہر خدا کی بعد مرگ کا یادگار اس خوش حالی
میں دکھائی دے دل میں غم مصمم کر لیا کہ اس مزار پر تو اگر جو مرجع کا قہ نام نہ یارت کا مرید اور صدقہ لیا
سے ضرورت پتہ نہ آوے گا یہ عین اخلاقی شناسی میں سزاوار ہے کہ ہم فانی لوگ اپنی چند روزہ سکونت کے
لئے تو نچھٹے مکان بنوائیں اور آپسے مردانِ بائند کے جو زندہ جاوید میں مراقد و مضامین سے خراب نہ

ایک شب غم ناخیز ہوتا کہ صبح کو روپیہ ضرور روانہ کر دوں گا ماسی سوچ بچار میں تھا کہ کون کونسی عمارت ضروری ہے اور کس نقشہ پر بنوانا چاہیے کیا کینٹن غالب لگنی اور انکھ لگ گئی خواتین کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لیٹن مجلس سے جسمیں اکابر علماء واعاظم اولیا جمع ہیں جو صاحب مجلس کے مدد نشین تھے ان کا لباس گروسادہ تھا مگر عربی وضع کا معلوم ہوتا تھا اس شکل و شباہت اور ثقافت کا آدمی جس کے بشرو سے بے انتہا انوار الہی تجلیات متناہی تھیں بانی درخشان ہوں اور جس کے کمال عجب کے ساتھ عالم قرار و تمکین بھی دو خوش بدوش ہوئے عمر بھر کہیں نہیں دیکھا مگر وہی صاحب جمع ہی اس مجلس میں تھے مگر خاموش تھے اور جیسے کہ صیر حیات میں دلیل انحراف سے کمال اتساق اس وقت ہی اتہ میں تھی ہر جذبہ میں جا کر دریافت کر رہا تھا کہ یہ مجلس کیسی ہے اور کون اصحاب اسمیں وقت بخش ہیں مگر مجلس کے وقت میں کچھ بول نہ سکا گویا میرے منہ پر دھڑکتی لگ گئی مجھے اس مجلس میں جان نہ ہوئے کچھ بہت دیر گزری تھی کہ حضار مجلس میں اس مسئلہ پر مباحثہ شروع ہوا کہ آیا ترویج دین ستین و اثبات قرآن و سنت افضل ہے یا ایسے شعائر قائم کرنا جس سے اسلام کی شان و شوکت بڑھے یعنی ایسے کاموں کو روپیہ صرف کرنا یا ملاوٹ دینا جیسا کہ اصل دین کی اشاعت مقصود ہو جیسے قرآن شریفی حدیث و تفسیر دیگر علوم و دینیہ کو اصل زبان عربی میں یا ان کے ترجمہ کو غیر زبانوں میں شائع کرنا جس سے علوم ان اس استفادہ ہوں بشرطہ یا ایسے کاموں جن سے اسلام کی ظاہری شان و شوکت بڑھے جیسے سائید و مقبور الیہ اس کے نقش و نگار سے مزین آنے سے مطلقا کرنا شعائر قدیلین و شکرنا وغیرہ یہ مباحثہ دیر تک جاری رہا مگر فیصلہ کوئی نہیں ہوا۔ بالآخر حضرت مدد مجلس کمرے ہوئے اور نہایت ہی مختصراً دلائل سے کہ ایسی کبھی میرے گوش آئے تھی یہ فیصلہ دیا کہ اشاعت دین اصل ہے اور شوکت اسلام اس کے لئے اصل نزع پر مقدم ہے یعنی تکمیل اشاعت دین کے بعد اگر کچھ مقدرت ہو تو شعائر شوکت اسلام قائم کرنا بھی کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اسی فیصلہ پر مجلس برخاست ہو گئی میں بقیہ شب اور اس کے بعد بھی کئی روز تک غرض فکر میں رہا اور اس مدد مجلس کے فیصلہ پر اہل کتاب و آخر دین نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ فیصلہ غلطی و اہم آسانی ہے جو مجھے آمادہ کرتا ہے کہ میں جس طرح کے مخططات طینیات و کلمات اکیات کو جو پروردہ آغوش تربیت و معرفت و خلاصہ قرآن شریف و لیس حدیث نبوی میں کجا جمع آؤں تا اگر طالبان رشاد و مریدان باعقاد ہمیشہ ان سے مستفید نہ ہوتے میں اور اپنے خیال سے جو بھی برا ہے اس سے

خلعت اجابت و شرف قبول سے محروم نہ رہیں گے کہ نیک سایہ حق صحبت فراموش نہیں کر سکتا

گلے خوشبو سے در حمام روز سے بد گھنٹہ کہ شکی یا عبیری گفت اس گلے ناچیز بودم جمال ہنشین در سن اثر کرد	رسید از دست محسوبی بدستم کہ از بوسے دلا دیز توستم و لیکن بہ نئے با گل شستم و گرنہ سن جهان خاکم کہ ہستم
اسی باب میں حضرت مولانا رحمہ فرماتے ہیں	
نان مردہ چون حریف جان شود ہیزم تیرہ حریف نار شد یل چون آمد ہر یا بھر شد نگہ مرہ چون کہ شد در دیدگان چون تعلق یافت نان با بولہ بشر نان چودہ رفسرت باشد آن مجاہد موم و ہیزم چون حریف نار شد	زندہ گرد و نان و عین آن شود تیسگی رفت ہمہ انوار شد دانہ چون آمد بسوزج بد شد گشت بنیاد شد آنجا دیدہ بان نان مردہ زندہ گشت و با جسر در تن مردم شود نان روح شاد ذات تسلطانی او انوار شد

سبب تالیف ایک یہ بھی تھا کہ ۱۲۵۵ھ ہجری میں اقامت خود نے جناب مولوی صاحب جوم کی تقاضا
نیفہ سے ایک مجموعہ شہر کیا تھا جس میں یہ کتابیں شامل تھیں پنج گنج فقہ صوفیہ کافی دسی حرفی قطبہ
مجموعہ شریف قرلیات مولود شریف رسالہ کلید توحید و تاجات عجبات مجموعہ شجرۃ سلسلہ نقشبندیہ
تسبیح نامہ خراجگان نقشبندیہ تاجات نقشہ اولیا حضرت امام مولود شریف وغیرہ انکے مطالعہ سے مریدان
الہدایت کیش مطالبان ہمدقت اندیش جو اکثر ضلع جنگ و ماندان روغیہ درہ رود و ملکون میں پہلے پہلے
میں نقشبانیان باطنی سے مستفید ہوئے یہی درخواست کی کہ حضرت کی تصانیف شریفہ کا دوسرا حصہ بھی نظر
افروز ناظرین باعث افادہ لایں شدہ لکھیں ہوا انکی درخواست کو رد کرنا ترک اسبب کیا کیونکہ وہ میر برزید
قابل تعظیم و تکریم اور بہت باقیہ دست گرفتہ حضرت جنت مقیم اور انکے قائم مقام وجائیں میں
سبب تالیف ایک یہ بھی تھا کہ عطاء و صوفیہ کرام سے کلمات اور انکے حالات کے بیان سے
مربوہ ان کے دل کو تقویت حاصل دینی سے عارف نامی نولینا جامی قدس سرہ و نفعات الانس کے دیباچہ

اسکی تفصیل یوں تحریر فرماتے ہیں قال السید الطایفہ جنید بن محمد الصوفی قدس سرہ حکایتا
الشیخ جنید من جنود اللہ عز وجل یعنی للقلب حکایات مشایخ ایک شکر ہے اُنکے لشکر و
جو مددوں کے دلوں کو تقویت دیتا ہے جنید سے کسی نے پوچھا کہ حکایات مشایخ سے کیا قایدہ ہوتا ہے
جواب یہ کہ حضرت حق جل و علانے ارشاد فرمایا ہے وَكَلَّا نَقْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْأَنْبِيَاءِ
نُحْبِسُ بِهٖ فَاذْكُكْ ہم تجھے پیغمبروں کے قصے اور حکایتیں سناتے ہیں اور انکے احوال سے تجھے خبر دیتے ہیں تاکہ
تیرے دل کو ان سے نبات و قرار ملے اور جو کچھ کوئی بیخ و مصیبت لاحق ہو انکے احوال مانجیا کر سن کر تیرا
دعا کرے کہ ایسے ہی بیخ و مصائب نہیں ہی لاحق ہونے ہیں اور وہ ادھر صبر کرتے رہے ہیں اور تحمل و
توکل کو مقدم جلتے رہے ہیں پس ان حکایات سے تیرا دل ہی صبر و تحمل کی نعمت کا مال ہو جائیگا اس طرح
مدد و کمال دل پر دل اور مدد و کمال احوال اور قول شکر تربیت تقویت پاتے ہیں اور ان کا غرض قوت بڑھنے
اور اس غرض و قوت پر ہمیشہ ثابت و قائم رہتے ہیں اور بلا امتحان کے وقت اپنی کامیابی یافتہ پر شکر و
نالاں نہیں ہوتے شیخ دوستان حق تعالیٰ کی حکایتوں سے دل میں اس کردہ کی محبت پیدا ہوتی
اور جو کچھ سبب کے ساتھ نسبت حاصل ہوتی ہے انکو دُرُتُ حُدُوثِ الثَّقَاتِینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کسی نے پوچھا کہ اس شخص کا کیا حال ہے جو کسی قوم کو دوست نہ کرے نہ ملے مگر انکے سے اعمال دوس
صادق نہیں ہوتے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ اَوْ مَعَ مَنْ سَاوَدَ ہو گا جسکو وہ محبت کرے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے رو بہ ہوگا کہ قیامت کے دن بندہ اپنی ہر اعمال و مغفلی سبب یا یوں نہ اسیدہ گزرتی
فرمایا اسی پیر بندے فلان محلہ میں فلان عالم اور فلان عارف کو تو جانتا تھا بندہ جو اب گمراہ جان جاتا
تھا اپنے کرم سے حق تعالیٰ فرمایا کہ تجھے اس کے طفیل میں بخش دیا جب یہ شافعی نسبت حاصل ہوئی
ہے اور موجب نجات ہوئی ہے تو دوستان حق تعالیٰ کی محبت اور انکی پیروی کیوں سوجھتا ہے برکات
ابو العباس عطا کا قول ہے کہ اگر تم حق تعالیٰ کی دوستی اختیار نہیں کر سکتے تو اس کے دوستوں کی دوستی
تو قاصر نہ رہو کیونکہ بیشک الواقع اسی کی دوستی ہے فیصل میں اس حمزہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیں کہ قیامت کے دن
خداوند تعالیٰ اپنے بندہ سے کہے گا یا ابنِ آدم اَمَّا زُهْدُكَ فِی الدُّنْيَا فَاِنَّمَا طَلَبْتَ الْعِزَّ لِنَفْسِكَ وَ
لَكِنَّ هَلْ عَادَيْتَ ہٰی عِلْمًا وَاِیْتَمَنَّا لِنِ وَلِیَّا اسی ابنِ آدم اگر تو نے دنیا میں ہر کیا تو یہ اپنے
نفس کی عزت کو واسطے تھا کیا یہ سے لے کسی کے ساتھ دشمنی یا دوستی ہی کی تھی اس گروہ کا کیا

کے سننے سے یہ بھی فائدہ ہر کہ جب کسی کو ہدایت الٰہی شامل حال ہوئی ہے تو وہ اس کے افعال و اعمال کو ہر
افعال و احوال کے ساتھ موازنہ کرتا ہے اگر اپنے اعمال میں قصور و نقص پاتا ہے تو اس کے پورے کرنے کی کوشش
کرتا ہے اور ان کے مراتب و درجات پر فائز ہوتا ہے شیخ الاسلام ابو اسماعیل عبداللہ نصاریٰ کا قول ہے کہ ملاقات
سعادت یہ کہ کھانا طلب کرنے کے حالات منتظر ہو اس کو کمال اتباع و لذت سے دور حاصل ہوتا ہے اور مدتی
دل سے اس کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے کسی فعل سے اس کے دل میں انکار نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت شیخ فرید الدین عطار سیلاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی محبت کی برکت سے عاصیوں کو
معفرت نصیب ہوتی ہے چنانچہ عجیبی عمار جو ہر کے امام اور شیخ عبداللہ نصاریٰ کے ہمارے جیسے انتقال ہوا
تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا پوچھا خدا تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا کیا خطاب فرمایا اسی عجیبی تو نہایت
سخت گیر و دریا پرست کے لائق تھا لیکن تو ایک مجلس میں ہمارے پیش کش رہا تھا ہمارے ایک دوست کا
گزرا اس مجلس میں ہوا یہ کلام سن کر اس کا دل خوش ہو گیا اس کے طفیل مجھے بھی بخشید یا شیخ ابو علی دقائے
کسی نے پوچھا کہ مردانِ خدا کے حالات سن کر یہ کہہ فائدہ ہے جبکہ ہم عمل میں نہ رہیں کہہ سکتے فرمایا ہاں دفعہ سے ہر اول
یہ کہ سننے والا کھانا طلب ہو گا اس کی ترقی و تہمت ہو جائیگی اور طلب میں ترقی ہوگی دوم اگر کسی کو خیال ہوگا کہ میں
بھی نیکو کاروں میں ہوں اس کا خیال باطل ہو جائیگا اور اپنی نیکیاں بدی معلوم ہوں گے لکھنؤ کی جیسا کہ شیخ
محمود کا قول ہے کہ تَزِنِ الْخَلْقَ بِمِثْرِ زَانَاتٍ وَ زِنِ نَفْسَكَ بِمِثْرِ اَنْثَى الْمُؤْمِنَةِ لَيْسَ لَكَ فَضْلٌ اَمَّ
وَ اَفْلَاحٌ لَسْتَ لَيْسَ بِاَنے ترازو میں لوگوں کو نہ تول بلکہ اپنے تئیں و ان عدل کے ترازو میں تو آ رہے ہو چھوٹا
فضل اور اپنا افلاس نظر آ گیا اور فرماتے ہیں اگر کوئی شخص مجھے کوئی ناشائستہ بات کہے تو اس کے خون کا
پیا سا ہو جاتا ہے اور عمر بھر اس کا کینہ تیرے دل سے نہیں جاتا جبنا شائستہ باتوں کا یہ اثر ہے تو نہ ہر جگہ
اولیاء اللہ کی شائستہ باتوں کا ہر اچھا اثر ہو اگرچہ سمجھو اس کا اثر محسوس نہ ہو شیخ عبدالرحمن اسکا بیٹے کسی
پوچھا کہ ایک شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور معنی نہیں سمجھتا، پھر قرآن کا کچھ اثر ہوتا ہے جو ایسا کہ ایک شخص
دعا پیتا ہے اور اس کے خواص سے آگاہ نہیں دافعہ خود اثر کرتا ہے ہر پھر قرآن کیوں اثر کرے گا اور معنی سمجھنے
والے پر تو وہ اثر کرے گا کہ سچاں اللہ شیخ ابو علی سینا کہتے ہیں کہ یہ سب و اثر زمین میں ہوتا تو اس لئے برائے عمل
کی باتیں سنوں یا اس کے دستوں میں سے کسی کی کیا فائدہ نصیب نہیں آتا آدمی ہون کچھ لکھ پڑھ نہیں سکتا
میری آرزو ہے کہ کوئی ایسا شخص ملے جو اس کی باتیں کہے اور میں سنوں میں کہوں اور وہ سارے اگر بہشت میں

ایسی باتیں بنوئی تو بوعلی اوسین سرگز قدم نہ رکے گا۔ اور فرماتے ہیں کہ یہ باتیں میں جیسے دین آدمی کے لیے ہر
سرد ہو جاتی ہے اور اوسکی ہوس عاتی رہتی ہے آخرت یا آتی ہے حق تعالیٰ کی دوستی دل میں پیدا ہوتی ہے
انسان راہ جمع کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے محنت و ہرجولے میں درخیر مرد فردا اور فرامین درو۔

جو این شان الہی بینم ازوے | معاذ اللہ کہ داسن منیم ازوے
اور فرماتے ہیں کہ خواجہ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عند ذلک الصالحین منزل الرحمة
جس مجلس میں صلحا کا ذکر ہوتا ہے وہاں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ اسی طالبان صادق غور کو راہ
خوض فکر کی آنکھوں سے دیکھو کہ جیسے لطیفہ کے صرف کرد حکایات میں اس قدر فوائد حاصل ہوتے ہیں
تو انکی صحبت خدیت سے کیا کیا لطائف نعمای الہی و عجائب افکار تاہی منجلی و مشکف ہونگے مشکوی

ہر کہ خواہد ہشتینی با خدا	گوشتین اندر حضور اولیا
از حضور اولیا کر گبلی	قویا کی زانکہ جسزوی کلی
چون شوی دراز حضور اولیا	در حقیقت گشتہ دور از خدا
امی دل آخار و کہ با تو روشنند	در بلا تا مرترا چون جو مشنند
در میان جان ایشان خانہ گیر	در فلک خانہ کند بدیر شیر
خاک پاگان لیسیم دیوارشان	بہتر از عام و گل و گلزارشان
بندہ یک مرد صاحب دل شوی	بہ کہ برفرق سر شاہان روی
رو بچو ہمال را از سفیلے	ہین غدا سے دل بہ ہم از دلے
ہشتینی مقبلان خود کیاست	چون نظر شان کیسبانی خود گجاست
نارخندان باغ را خندان کند	سجوت نیکانستہ نیکان کند
مگر تو سنگ صخرہ و مر مر شوی	چون بصاحب دل سی گوہر شوی

حق جل ذکرہ کے انعامات شکار تو کیسے چھوڑ دیتا رہیں کہ اسکے دوستوں کی صرف ایک حکایت
سے تمام اہل مجلس معرور و مرت ہوتا ہے جو شخص ایسے ذکر نہا و گیا اور چند لمحہ کے واسطے
سدا نوان کی بہت سطر سبذوں و مشغول کر گیا اسد نہیں کہ خود اوسی کو دہشت و ہمت سے محروم کر دیتا
شاید اس صحنہ گنگا کو بھی اس نادرہ سے جو طالبان رشد کے لئے کہو لایا ہے کچھ فائدہ پہنچے

گامچے نازنین کہ یہ کار دست بند میرے ہاتھ سے بن گیا میں کیا اور میرا کہم کیا دون

کیا فائدہ فکر و غم سے ہوگا	ہم کیا ہیں جو کوئی کام سے
جو کچھ کہہ ہوا ہو اگر مے تیرے	جو کچھ ہوگا ترے کر مے ہوگا

سبب لپیٹا کہ یہ بھی تھا کہ سر شاگردان شید میں سے ایک شیخ میران بن سید بنون نے پچھن سے میرے سر تعلیم و تربیت پائی ہے اور تیری بیٹی ہے میں ان میں سے کسی کا سونے والا ہے میں چوٹی ہی میں زر و زور و بہت خیال ہے ذہن ایسا ہے کہ حسین بن علی کی تحصیل کی طرف توجہ اپنے ہون بہت کم ہوتی ہے بعد ضرورت اس سے بہرہ کی حاصل لیتی ہیں فارسی کی ہر وجہ کتابوں پر عبور کر کے انگریزی کی طرف توجہ دیتے ہو اور میں ہی گفتگو کرنے اور چٹنی وغیرہ لکھنے میں کافی مہارت پیدا کر لی۔ اب طب کی جانب طبیعت کا سبب ان سے افسوس ہے اور یہی بہت جاہل علمی و عملی استعداد حاصل کر لیں گے۔ کچھ عرصہ علم تصوف کی جانب طبیعت جمع ہوئی ہے تشریقات ایسی عمل میں صرف ہوتی ہے مگر افسوس ہے کہ لاہور میں علماء سے متفق و اہل الہدایت کو کمالی دیتے ہیں ان کے ملازمت مقادیر کیا اور قبور سمجھ کر اٹھا کر نامہ لکھ کر ہیں اور ان کے خلفاء و جانشین بھی اکثر موجود ہیں مگر اس علم سے محض یہ بہرہ ہیں البتہ تشریفات و شاخص میں اور میں کیا حاصل ہے ایک مجلس سامعین میں کہی جا خانقاہوں کے سجاد نشینوں کو ابھارے نہ دیکھ گئے اگرچہ ہر گنگ بھی تو صرف اڑنے جہان کے واسطے کر دلی یاد الیہ یا دال میں پائی نہیں ہے

کہی لپیٹ ہوں سے اور مجھے ہیں کہی نور الون گیم	انہی ہی بد مزاجی بہ خطہ یہ تجسمہ کو
اوجھاوے زمین سے جگہ ہے آسمان سے	انکے اخلاق ایسے ناپاک ہیں کہ بازاری

آدمیوں کو بھی نیکے جان حلب سے شرم آتی ہے ناز و زور سے ایسے بہا گئے ہیں جیسے شیطان لاجول کا شرم و دریا کے واسطے ہی اونے کوئی نیک کام نمود میں آتا۔ وائیرہ اسلام سے تو خارج ہوتے۔ اب حالت میں طارفتن لوہاں ملاو سی کے ساتھ اپنے ارادہ کو ترک دراپنی بہت کو قادر بنا پڑتا ہے اور ضرر کتب علم تصوف کی دستگیر سے اس منزل کو جمیع ہزار درہزرا گشتیان میں طے کرتا بہت ہے۔ میان میران بخش ہی اسی شمشاد میں پڑے ہوئے تھے کہ کیا کرین اور کس صورت کے فایز لہرام ہوں جو مجھے بھی اس عام حاتمہ دل سے شوق ہے اور گاہ گاہ دستان ہزار کی صحبت میں انہی سابل کا جرجا بہتا ہے اسلئے اس نے مجھ کوئی دفعہ نہ استل کہ کوئی ایسے لہا پشایہ زون جو ہندی ہو نہ ہو

کے لئے شمع راہ ہوتا ہے۔ جس کے سرزدوست جناب قطب عمر دراز صاحب قاضی سابق ڈیپٹی سیکریٹری
لاہور جو ایک سنی سیدہ و شریفہ النفس آدمی ہیں انہیں مجھے اردو محفل کے ایک لیٹرس ڈیپارٹمنٹ میں

ہزار خوشی کہ بکرا نہ از خدا باشد

ذی سے ایک سن بجائے کا شاپا

وہ بھی یافت صحبت موقوفہ کرام سے شالی درمالان میں اپنا حال دیوں بیان کرتے ہیں کہ ایک نانا تھا
جس کو چونتیس سہنیتیں ہیں اس کے عرصہ گزارنے سے جالندہ میں ایسی صحبت کے خوب چکھٹے رہتے تھے سائیں آگیا
صاحب کے سوان پر بیان ہے خالصانہ کے مرشد اور نگہ پر حضرت غلام محی الدین خالص صاحب کے روزنامہ

لایا کرتے تھے اور عصر مغرب کی نماز پیدایں لکھتے تھے موقت میں جل طلب سائل پیش کر کے جواب سے

مستفید ہوتے تھے اگرچہ یہاں شیخ شریف مولے آدناہ عصر مغرب کے جسکے پانچ صوفیات خود

حضرت غلام محی الدین خان ہی تھے اور کولی اسمہ و اثر نہ تھا اور باقی سب ہی کیفیت تھی جسکو اہل توحید کی

زبان میں مذکور کہتے ہیں اور بجای جمیع تہذیب کے پریشانی حاصل ہوتی تھی مگر ہر سو یہ صحبت غنیت تھی

لاہور میں توحید حالی کو کجا توحید قال کہ ہی کہیں نام و نشان میں پایا جاتا ہے پنجاب کے اور کئی شہروں میں جو

دو شان خدا پایا جاتا ہے مگر ہم قاصر بہ تعلقات مسائل عنایت نبوی ہمارے ہیو دیکھتے ہیں کہ ہر شے

لاش میں قدم ہی اوٹھا سکیں انہیں عرض اس تقریر سے آٹا ہی ہی مشا تھا کہ اس علم میں کوئی کتاب

لکھی جائے جو جامع ہو اور مختصر اور سیر علیہم کلمہ ہند و طلبا ہی کا مل فائدہ اوٹھا سکیں حافظ صاحب نے

مجھ بطریق لامتناہی شہودہ بزرگوں کہتے کہ کسی نیک کام کی ترغیب تحریر کے وسط ایسا لکھتے ہیں یہ

فرمایا کہ سابق میں جو کتابیں آپنے لکھی ہیں ان کے سالہ فضلہ نقد لیکر کے نقصان فساد لیکر کی تشریح

کیفیت خون خون کی اصلاح مصداق خون وغیرہ کے بیان میں ہے اور کتاب معمول احمد یہ خون

جراحی میں ہے اور میں جلد و ن میں ہے۔ اس میں تمام قسم کے زخموں مدد مون اور پوڑے پھنسیوں کا

علاج مندرج ہے چپک خسرہ کان کی بیماریاں انگوٹوں کا بنانا ہتھکڑیاں اور آتش سے زاک سنگ مثانہ و در گردہ

آمراس مخصوصہ تال و مردان وغیرہ اور ہر ایک قسم کی دستکاریاں وغیرہ شرح و بطور کے ساتھ بیان کی گئی

ہیں اسکا حجم چھینٹا تیرہ سو صفحہ کے قریب (سید و نون) چپک شائع ہو چکی ہیں (رسالہ تکمیل) مکتبہ

جو ایک سو قاضی الشیخ رسالہ ہے اور صاحب پٹیری کشمیر خفطان صحت) پنجاب کے نگرانی میں باہر شائع

ہوتا ہے۔ اس میں ہی حکمت و طبابت کے مختلف سائل و مسائل درج ہیں رسالہ مدد حیات

یہ حفظان صحت میں ایک مبسوط کتاب ہے اسکے دقیق مسائل نہایت ہی آسان اور سیرج اہل علم عارف
 میں بیان کو بہین خصوصاً آپ ہو اور قد کے مسائل جو صحت انسانی بلکہ اصل زندگی کے لئے اشد
 ضروری ہیں علم کے مخصوص اس بنائے ہیں کہ ہمیشہ دہائی بیمار یوں کا زور رہتا ہے بہت عمدہ اور وصفت
 کے ساتھ بیان کئے ہیں یہ کتاب بہین طبع ہے (علی غیا القیاس اور کتب ایسے کام ہیں جو صرف نبوی
 فائدہ اور نمود کے لئے آپ کے ہاتھ سے طور میں آئے ہیں اگر مولوی صاحب کے رسالہ کا کتب ہر آپ اپنے معلوم
 جو حضرت معلما رحمہ کے افادات یاد رکھو مسائل سے حاصل ہوئے ہیں اور علم تصوف میں نہایت معتبر اور
 قابل قدر ہیں ضمیر کر دیں جو علم اناس کے نزدیک سنگ اور عنہ اللہ ماجور ہو گئے علاوہ اسکے مغربہ زائے
 آئینہ اللہ ہے کہ آپ صاحبزادہ بلند قبائل خستہ خصال فرہ باصرا و عجب می فرہ ناصیہ بخت بلند می قدو
 خاندان سعادت سلالہ درودان عزت شمع شبستان بختیاری چراغ دودہ کامکاری نور دیدہ دولت بخت
 جگر قوت بلند مکان صاحبزادہ محمد علی خان فقہ اللہ علیم الادب ان دیار کسندنی عمرہ و قدرة ام
 اللہ ہور والازمان جگاسن سوخت لغایت یزد و احوال سات سال کلمہ عنوت غانہ خرمی سے حلو
 گاہ بلوغ میں قدم رکھیں گے اور اگر ناسید ضعیفی و فوق آتی شامل ہوئی تو آپ کے ذخائر علوم و فنون کے
 جو آپ نے بڑی شقت و نہایت عرق و زہری محنت سے جا بجا سے تلاش کے فراہم کئے ہیں بارشہ نشین
 ہونگے تو اس علم تصوف کے بجز غلامہ علوم اولین آخرین اشرف اہل مشرب شمع عجبین محمود
 نہیں گئے۔ ایسے دوست صادق کے ارشاد کی تعمیل سے بقول سعدی شیرازی آرزو در دل بخت
 جبلت و کفار و ہمین سہل پہلو ہی کرنا سنا رہتا ہے لکھا اور جو کچھ دل میں بہار زبان قلم کے چلا کر اخلاص
 دہرے العطیات میرے اس ناچیز بیان کو خلعت قبول سے محلق فرما دے اور وسیلہ نجات اخروی جو
 قرب سرمدی بنا دے۔ ان نقوش پریشان کا نام جو اس کج معجزانہ لہو بیان کے قلم سے فہ
 تحریر پر مستم و مستقوش آئے ہیں اسرار الصوف ہے چونکہ عید الفرضی کے باعث اصل دست
 بر نظر تالی نہیں ہو سکی اور توبہ و تحریر کے ساتھ ہی ساتھ کار پر دان مطبع کے ذوالہ کیا جاتا ہے اسلئے
 عجب نہیں کہ کسی جگہ سلسلہ بیان میں بے ترتیبی یا بے ربطی واقع ہوئی ہو یا کوئی فرد گزشتہ ہفتہ
 آیا ہو۔ ناظرین سے یہ کہہ چاہتا ہوں کہ انشا اللہ انکس عاصی کے زلاک و گزشتہ فرادینے

نکات چند در بیان ولایت معرفت و تصوف

چونکہ اس کتاب میں ولایت معرفت و تصوف پر بحث ہوئی اسلئے ضروری ہے کہ پہلے دلی عارف و صوفی کی تعریف کی جائے عارف نامی حضرت مولینا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ولایت کے معنی میں سیر اور ولایت دوسرے ولایت عامہ اور ولایت خاصہ ولایت عامہ میں تمام مومن شریک ہیں اللہ وَلِیُّ الدِّیْنِ یُخْرِجُ خُصْرَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ خداون لوگوں کی دلی در قریب جو ایمان لائے ہیں اون کو اندھیرے سے نکال کر نور کی جانب تہائی کرتا ہے اس آیت ثابت ہو گیا کہ جو شخص صدق الہی ایمان لاتا ہو ولایت ربہ کو فائز ہو جاتا ہے اور ولایت خاصہ ان ایسا لوگ کے ساتھ مخصوص ہے جو دراصل حق ہو گوئی میں فی عِبَادَةِ عَمَلٍ فَتَجْعَلُ الْعِبَادَةَ الْحَقَّ وَیَقَاتِلُ بِهِ فَالْوَلِیُّ هُوَ الْفَائِزُ فِیْهِ وَالْبَاقِیُ بِیْہِ دَلَالَتِ خَاصَّہِ بہنشی ہیں کہ بندہ حق میں فنا ہو جاوے اور اس کے ساتھ باقی ہو اور دلی جو شخص ہے جو اللہ کی ذات میں فانی اوی کے ساتھ باقی ہے اس تعریف میں فنا اور بقا دو لفظ واقع ہوئے ہیں انکے معنی ہی نہیں نشین ہو ضروری ہیں بقا کے معنی میں نہایت سیر الی اللہ و بقا کے معنی میں نہایت سیر فی اللہ اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ ہے جبکہ انسان صحرے و جدو دہستی کو یکبارگی قدم صدق کے ساتھ قطع کرے یعنی اپنی ہستی سے کلی گزر جائے اور سیر فی اللہ اور سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے جبکہ بندہ کو فنا و مطلق کچھ بعد ایسا وجود حاصل ہو چکے ساتھ وہ الہی اخلاق پائی میں مبدوم تر بنی کرتا ہے اس مقام کی تشریح ابوعلی جو جانی نے یون کی ہر اولیٰ تھو الْفَائِزُ مِنْ جِلَالِہِ وَالْبَاقِیُّ فِیْ مُشَافَہَةِ الْحَقِّ وَلَمْ یُکُنْ لَکَ تَحْزَنُ نَفْسُہُ اِخْبَارًا وَکَا مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ قَرَارٌ دلی میں جو اپنے حال سے فانی ہو اور شاہد حق سبحانہ و تعالیٰ میں باقی ہو اور اپنے نفس سے خبر دنیا اور اپنی ذات کی حکایت بیان کرنا اس کے امکان باہر ہو اور سو ذات باری تعالیٰ کے او سے آرام و قرار نہو ابراہیم دوم رحمہ اللہ نے کسی شخص پر چاکہ تو دلی بتایا جاتا ہے اسے کہا ان چاہتا ہوں منہ را با لَکَ تَحْزَنُ نَفْسُہُ شَیْءٌ مِنَ الدُّنْیَا وَکَا خَرَجَ وَافْرَغَ نَفْسُکَ لِلّٰہِ لَعَالِیْ اِقْبَلْ بِرُجْہَاتِ الْبَیْدِ دُنْیَا عِشْقِی کی خواہش جو ہے کہ کسی خواہش تجھے حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور سے باز رکھے گی اور بچے نفس کو حق تعالیٰ کی دوستی کے واسطے رنجش دین سے خالی کر دتا تمام تعلقات قطع کر کے خدا کی طرف متوجہ ہو جب یہ اوصاف چھ میں پائے جائیں گے تو ضروری اللہ ہو گا سیر فی اللہ میں ہے وَفَرَمَنْ مَشْرُطُ الْوَلِیِّ اَنْ یَّکُونُ مَحْفُوظًا کَامًا

مگر نہ ایسی غفلت ہو کہ بالکل فراموش ہو سکے یا ایسے نال سے یہ شاہدہ و معاینہ حاضر ہو جائے اور
فاعل مطلق فعل ہو کہ واسطہ و رابطہ کی مختلف صورتوں میں شناخت کرے اور کو متعین و متعین
اور معرفت سے فاعل کا معین ہر اس کا سر نہ صرف بہر جہت خاصہ ہے کہ نتیجہ تیسرے بزرگ کسی کام پر لگانا
اور یہ غفلت ایسی ہے کہ بالکل ناپاں ہو اور بندہ تاخیرات افعال کو واسطہ و رابطہ کے حوالے کرے
اور یقین کرے کہ جو فعل ناپاں حقیقی سے فاعل میں ہے وہی فاعل کے طور پر کسی کوئی نہ کوئی بدینہ و درجہ
مثلاً ذات باری تعالیٰ کی صفت ذاتی مطلق سے قطع نظر کر کے کہ کسب اعتبار و فاعلی کرے اور کوئی مانتی
لاہی اور مشرک خفی کہتے ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص قبیحہ معنی بیان کرتا ہو اور اپنے
ایسا ظاہر کرنا ہو کہ گویا بجز خود میں متغیر ہو اور کوئی دوسرا شخص اسے موجد نہ ہو کا انکار کرے اور اس
بیان سے اسکو بدینہ و بزرگ کہے کہ یہ تیرا حال نہیں ہے بلکہ غور و فکر کا نتیجہ ہے تو وہ فی الفور راجع ہو
جائے اور انکار کرنے والے کی طرف غصہ کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور یہ زمین بابت کہ یہی غصہ منکر کے قول
کی تصدیق کرتا ہے اگر یہ شخص نے الواقع عارف موجد ہوتا تو بے شہادہ و کو یقین ہو جاتا کہ انکار کی
صورت میں فاعل مطلق ہی جلوہ کرے۔

معرفت آدمی کے کسی مراتب میں اول ہر ایک فعل کا از فاعل حقیقی کی طرف سے جانے جیسا کہ اوپر مذکور
ہو اور وہ ہر ایک فعل کا اثر جب تعینی طور پر جانے کہ فاعل حقیقی کی طرف سے تو غور کرے کہ یہ
اداسکی کوئی صفت کا نتیجہ ہے سو وہ ہر ایک صفت جو تجلی و منكشف ہو اس سے فاعل حقیقی کی
مراد و مشا کو دریافت کرے چہاں ہم جان لے کہ میری معرفت میں جنہ علم آتی ہے اور اپنے تیلین علم
و معرفت بلکہ انہی ہستی سے خارج کرے اور کل طہ پر مابل ہو جائے چنانچہ بندہ ہر سے کسی نے پوچھا
معرفت کیا چیز ہے فرمایا **وَجَوَّجَتْ لَكَ عَنْكَ قِيَامٌ عَلَيْهِ** جب فاعل حقیقی کے ہر ایک کا قیام ہو
ہو جائے تو تیرا علم نیست و نابود ہو جائے اور صرف تیرا جبل بانی ہو جائے۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ
کچھ اور بھی فرمائیے جو قریب الغم ہو فرمایا **هَوَالَهُ اَرْفَعُ وَالْمَعْرِزُفُفْ دَهْ خَوْصِي عَارِفْ** ہر خود
معرفت ہو کوئی دوسرا نہیں یعنی ہر ایک عارف کی اپنی ہستی قائم ہے دعویٰ باقی ہے اور وہ اپنی مٹانی
توحید سے دہلی کو دور کرنے سے عرفان حاصل ہوتا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قوال ہے
عرفت سرانہ سرانہ یعنی صفات عبودیت سے استلاہت میں فنا کر کے میرا اپنے رب کے سوا مانا ہے

جہاں تک مراتب قرب پہنچتے جاتے ہیں عظمت الہی کے آثار زیادہ تر وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور علم حیل و شیر حاصل ہوتا ہے اور معرفت ترقی کرتی جاتی ہے اور جبریت پر جبریت برپا جاتی ہے اور عارف و سیدم لغزے مارتا ہے کہ قربِ رُذنی کجیست؟ کیا اسی سیر پر درگاہِ راجی؟ ہیں سیری حیرانی زیادہ کر اسلئے کہ اس حیرانی میں اسکو ہر دم نیا لطف اور نئی لذت حاصل ہوتا ہے خور و خواب صبر و قرار جاتا رہتا ہے عارف اپنی ہستی اور حق پرستی سے کلی بچ رہتا ہے

آن بود شمعِ حیرتِ محمود	کہ انشی برف از رخِ مقصود
لغاتِ جمالِ قدسِ قدم	ہر نقاد ز اوجِ نفوسِ و کرام
ہر زمانِ لعلِ دگر بینی	ہر نفسِ میوہ دگر جبینی
سازوتِ استلامِ آن لغات	فارغ از سبغاتِ مختلفہ
خورد و خوابتِ تمام برابند	بر تو در مائے فیضِ کثائت
کم شوی جاودانِ ہستی خویش	سادہ گردی بت پرستی خویش
صد بد و نیک بگز و بست	کہ باشد ز خویش تن جز بست

معرفت کے متعلق جو کچھ پہلے بیان کیا ہے یہ معرفت کا علم ہے نہ اصل معرفت کیونکہ معرفت ایک جدا ان امر ہے اور زبان اوسکے بیان کرنے سے قاصر ہے البتہ علم معرفت کا مقدمہ ہے یعنی معرفت بدون علم کے حاصل نہیں ہو سکتی اور علم ہے معرفت کا کارہ اور مقبول ہے۔

شناخت صوفی و متصوف ملاستی و فقیہ

طبقات مردم لجاؤ اختلاف درجات تین قسم ہیں قسم اول، دلیل کامل یہ طبقہ ربک اعلیٰ و اولیٰ قسم دوم سالک طریق کمال یہ طبقہ متوسط اور ریاضت قسم سوم عوام مقیم اور یہ طبقہ درجہ تین افضل و کثر ہے۔ طبقہ دہم سقرانِ بارگاہِ الٰہی اعمالِ خیر میں ربک سابق ہیں اور سالک کیا بارگاہِ تاج ہیں اور مقیم اشراق و جہاں شلال ہیں و مہلک کمالانِ انبیاء سے فروتر ہیں انکے دو کردہ ہیں کردہ اول مشایخ صوفیہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ متابعت کے سبب تہ وصول کو پہنچ گئے ہیں اور حصول کے بعد متابعتِ پیغمبر صلعم میں رہتے دعوتِ خلق کا انکو امر و اذن ہوا ہے یعنی جہت طبع طبقہ انبیاء علیہم السلام

کمال معرفت الہی کے باعث امداد و خلق اللہ کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور طریق وصول الی اللہ کی ابتدا کرتے نہیں اس طرح یہ گروہ بھی ایسا نادر دن کو مقصد صدق میں جبکہ حاصل کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور اپنے ساتھ اور کئی آدمیوں کو تیار کر لیتے ہیں انہی لوگوں کو صاحبزادہ کہتے ہیں یہ خود بھی کامل ہیں اور دوسرے کو بھی کمال کے رتبہ پر پہنچا دیتے ہیں جمعیت و تفرقہ ان کے لئے یکساں ہے اگر وہ دوم و فرقہ ہے جو گروہ اول کی طرح کمال کو تو پہنچ گیا ہے مگر ہدایت نہ پہنچا لے گا کام اون کے پر نہیں ہوا اور سچ جمعیت میں ایسے مستغرق ہونے کے حاصل تفرقہ پر انکا کوئی اثر نمودار نہوا اس کے وہ کو صرف کامل ہوتے ہیں کمال سنیں کہہ سکتے ہیں اہل سلوک بھی دو قسم ہیں ایک وہ جن کا مقصد اس حد و جہد تک دو سے مقصد ہے یعنی ذات باری تعالیٰ ہے دوسرے وہ جو آخرت کے طلبگار ہیں پھر طالبان ذات باری تعالیٰ کی دو قسم ہیں متصوف اور ملائم متصوف وہ لوگ ہیں جو صفات نفسانی میں سے کسی صفات سے نجات چاہتے ہیں اور صوفیہ کرام کے کسی صفات و حالات پر وارد ہو گئے ہیں اور ان کو صوفیہ کے انتہا مقام سے اطلاع حاصل ہو چکی ہے مگر مہو زبانی بعض صفات نفسانی اور زمین باقی ہیں صوفیہ اہل قرب صوفیہ کے انتہائی تمام پر نہیں پہنچ سکے ملائم صوفیہ فرقہ ہے جو اخلاص کی عایت و صدق کی حفاظت میں نیت جب و جہد مبذول کرتے ہیں اور طاعات و خیرات کو نظر خلافت سے پہنچانے کا جہد جیتے ہیں فرائض تو فرائض ہی ہیں انکا تارک عاصی اور منکر کافر ہے یہ لوگ فاضل و فضائل کا اور ان کا بھی لازمی سمجھتے ہیں انکا حالات میں یہ خیال ہوتا ہے کہ طاعت میں اخلاص کے معنی بخوبی متحقق ہو جائیں اور سوا ذات باری تعالیٰ کے جبکہ وہ طاعت و عبادت کرتے ہیں ان کے اعمال و احوال سے کوئی شخص واقف نہ ہو جو طرح ایک عالمی ظہور و معصیت کو خوفناک سمجھتا ہے یہ لوگ ظہور طاعت کو خوفناک سمجھتے ہیں تاکہ اخلاص میں غفلت نہ آوے بعض اصحاب نے ملائمتی کی یہ تعریف کی ہے کہ ملائمتی وہ شخص ہے جو نیکی کو ظاہر نہ کرے اور بدی کو چھپا دے نہیں مگر اس تعریف کے بندہ مولف کے نزدیک استخفاف شریعتی لازم آتا ہے جو تعریف پہلے بیان کی گئی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ریاضے پر ہنر کرے اور طاعت میں اخلاص کو مقدم سمجھے نہ یہ کہ خلافت شیخ و زید یقانہ معاشرت کو اپنا شعار بناوے اور ظاہر کرے کہ ملائم فرقہ کا صوفی ہے حضرت حمدون قصار امام اہل ملائمتیہ باوجود اسکے انکا اتفاقاً و روح اسد جہد تک تھا کہ سہل تہتری جنید بغدادی نے ان کے حق میں فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیغمبر ہی جائز ہوتی تو حمدون قصار پرنازل ہوتی آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک نے کسی کے ہاں ہمان تھے میزبان

کسی ضرورت سے چند ساعت کے واسطے باہر گیا آپ کو ہرزہ کا غدکے ضرورت پیش آئی الجھانے پر وہ
 کاغذ باہر ہینڈیکے یا حمدون نے کاغذ دپس کر دیا اور کہا کہ اس کاغذ کو استعمال میں لانا اور انہیں کیونکہ لک
 حاضر نہیں اور معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا۔ اہل ملامت ہر ایک معاملہ میں آداب شریعت ملحوظ رکھتے ہیں
 نہ یہ کہ زندہ مشربون کی طرح بیباکانہ شرع کی بوجہ سستی کریں پس بقول ابو سحیل عبدالعہ انساری شیخ الاسلام
 ملامتی کی یہ تعریف معنی چاہئے کہ خدا کے کام میں خلق کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ انھیں ہر چیز پر یہ طاعت
 عزیز الوجود اور شریف النحی اس طرح ہر پہن یا قصہ کیونکہ وجود خلق کا حجاب کلیتہً دور نہیں کیسے ناچار مشاہدہ حلال
 و معاینہ تجلی تفرید سے محروم رہتے ہیں اسلئے کہ خفا علی اعلان و سر احوال کے یہ معنی ہیں کہ وجود خلق اور وجود
 ہنوز اسکی نظر میں باقی ہے، جب تک یہ باقی ہے توحید متحقق نہیں ہو سکتی صوفیہ اور ملامیہ میں فرق یہ ہے کہ
 صوفیہ اعلیٰ تہ میں جذبہ عنایت الہی کے کلیتہً انکو اپنی خودی سے محال لیا ہے اور خلق اور انسانیت کا حجاب اعلیٰ
 انکو ہٹ کر دیا ہے طاعات و خیرات جو انوسلی ظہور میں آتی ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ کیا افعال ہے یا غفلت کا
 وجود انکی مشاغل میں منجمل ہے بلکہ وہ یقینی حالتیں ہیں جو کچھ ہر ماہر ہے وہ آپسی کر رہے اسحالت میں نہ اعلیٰ
 خیر کے ظاہر کرنے یا چھپانے کے پابند نہیں ہوتے بلکہ مصلحت وقت دیکھتے ہیں اگر ظاہر کرنے میں مصلحت ہو تو
 ہے تو ظاہر کرتے ہیں اگر اخفا میں مصلحت دیکھتے ہیں اخفا کرتے ہیں پس ملامیہ مخلص ہیں اور صوفیہ یہ ہیں جنہیں
 جذبہ الہی خود غلام کر لیا ہے اِنَّا اخْلَصْنَا هُمْ بِنِجَاتِ الصَّلَاۃِ اسی کی شان میں **طالبانِ اخلاص**
 ہی چار گروہ ہیں تاؤ فقرا، خادما، عباد، ترادوہ لوگ ہیں جو نور ایمان دنیا، بقایا کے ساتھ جمال آخرت کا شہاد
 کرتے ہیں اور دنیا اور کو قبیح نظر آتی ہے دنیا کی فانی زینت انکو سچ معلوم ہوتی ہے اور جمال ماقبلی حقیقی کے شہاد
 رہتے ہیں یہ لوگ صوفیہ سے اسلئے سچے ہے کہ ان میں نہ اپنے خط نفس میں جمال حق کے محروم رہتے ہیں
 اسلئے کہ بہشت جبکہ طلبگار ہیں خط نفس کا مقام ہے وہ نہا مانتہ تہیہ الا نفس بہشت میں وہ خیرین
 ملینگی جنکی نفس امارتس کرتے ہیں اور صوفی جمال نزل محبتات علم ربلی کے شاہد ہیں دونوں جہانوں کے
 آزاد ہے جس طرح دنیا چڑھتا بیٹھا ہے اس طرح آخرت سے بھی نہ ٹوڑ چکا ہے غرض صوفی جی ابد ہے مگر او کا ریدہ خط
 نفس کے واسطے نہیں **فقترا** وہ لوگ ہیں جو باطنی نبوی ہیں کسی چیز کے لک نہیں اور فضل و صفا
 الہی کی تلاش میں دنیا کی سب چیزیں ترک کر دیتے ہیں درس تراکبات تین جہڑوں میں سے ایک تھا ہر اول جا
 تخفیف حساب یا عرف عذاب کیونکہ جو چیز انکے استعمال میں آتی ہے بالاسب ملامت ہوگی یا حرام سے حلال

دھڑ سبب لانم ہے اور حرام کے دھڑ عقاب دم فضل و ثواب کی توقع اور اس امر کی امید کہ سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوں کیونکہ حدیث میں ارادہ ہو چکا ہے کہ فقر انبیاء سے پانسو برس پیشتر بہشت میں داخل ہو جائیگا۔ سو ہم طلبہ جیسے خاطر و فرغت لے لے کہ حضور قلب کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوں۔ فقر فقرہ ملامتیہ و صوفیہ اسوجہ سے چھپے ہوئے ہیں کہ فقر خواہان بہشت طالب غفلت میں اور یہ دونوں فقرے خواہان حق میں فقر میں ایک در مقام ہی ہے جو ملامتیہ و صوفیہ کے مقام سے برتر ہے اور وہ صوفی کا خاص صفت اسکے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ صوفی کا مقام برتر ہے لیکن فقیر کا مقام ہی اسکے مقام میں شامل ہے اور یہی سبب ہے کہ صوفی کو فقیر کے مقام سے جو کرنا لابدی ضروری ہے جس مقام میں صوفی کا گز رہو گا صفوت و نقادوں کو اس مقام سے نکال کر برتر مقام میں پیدا دیں گے اور اپنے رنگ میں رنگ لگی یعنی صوفی کو ہر ایک مقام سے خواہ وہ کبسا ہی فقر ہو گزرنے پڑتا ہے لیکن اس کی ہمت بلند جو ابتدا سے طمع نظر و پیش نہاد خاطر ہے وہ ان سے نکالے اور نہ اس کے مقام میں ہو پناہ دیتی ہے پس جب فقر کے مقام سے گزرتا ہے تو اس میں ایک اور صفت پیدا ہوتا ہے وہ کیسے جسے عمال و احوال و مقامات کے اپنی جانب موکنا ترک کر دیتا ہے اور کسی چیز کا مالک نہیں رہتا۔ یہاں تک اپنی ہمت سے بھی گزرتا ہے کہ نہ اس کا وجود رہتا ہے نہ ذات نہ صفت نہ خود نہ وجود نہ قادر نہ ہوتا ہے یہ اصل فقر کی حقیقت ہے جس کی ضلیت مشائخ بیان کرتے آئے ہیں جو کہ فقر کی تعریف میں بھی بیان کیا گیا ہے فقر کی رسم اور صورت ہے: **مسل فقر شیخ ابو عبد اللہ خفیف فرماتے ہیں اَلْفَقْرُ عَدَمُ الْاَمْلَاكِ وَالْاَلْفُ** **الْحَرُوجُ عَنْ اَحْكَامِ الصِّغَاتِ** یعنی فقر کسی چیز کا مالک نہ ہونا اور احکام صفات سے نکل جانا ہے یہ تعریف جامع و مانع ہے اور فقر رسمی حقیقی دونوں پر صادق آتا ہے فقیر اور صوفی میں فرق یہ ہے کہ فقیر ارادت و حفظ نفس میں مجبور ہے اور صوفی کو کوئی ارادت نہیں ہے اگر فقیر ہے تو اس کی ارادت ہے اور غنی ہے تو اس کی ارادت ہے صوفی کی ارادت عین ارادت حق ہے خدام وہ لوگ ہیں جو فقر و طالبان حق کی خدمت اختیار کرتے ہیں حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا کہ اسی داؤد جب تیرے دیکھو کسی کہ وہ میرا طالب ہے تو اس کی خدمت اختیار کر خدام آدھے ذرا بیض کے بعد اپنی وفات الیسو کا مومن میں صرف کر دینے ہیں جسے فقر کو فراغ خاطر و مرتقہ الحال حاصل ہوا دیکھ لے امور معاش و معاد میں سامان ہم ہو پناہ دے ہیں ان کے دھڑ ملامتی حاج الیہ و سائل سے ہیا کرتے ہیں جو شرع شریف میں مذموم ہوں مثلاً بعض کہنے سے ہیں اور بعضی درویشہ کر لی بعضی بطریق فتوح اور فتوح اصطلاح صوفیہ میں ایک نہانہ ہے جو مرد پر

پیشکش کرتا ہے جبکہ اوسکو پہر کی توجہ سے کوئی عقدہ حل ہو جاتا ہے فی الواقع یہ حل مشکل کا شکرانہ ہوتا ہے نہ پہر کی توجہ کی اجرت۔ آجکل فتوح کی خوب ہی مٹی خراب ہو رہی ہے ہمارے ملک میں ایک قوم ہے جو سادات یا پیر زادہ کے نام سے مشہور ہے انکا پیشہ یہ ہے کہ سال میں دو دفعہ اپنے مریدوں کے ہاں دور کرتے ہیں ان فرقہ خواہوں کی طرح دہرنا دیکر بیٹھ جاتے ہیں اور جب تک چار روپیہ توجہ نہ لے لیں اور تھکے نہیں اور کمر اس بات کی کچھ پروا نہیں کہ مرید کے گھر میں کہاٹے کو ہے یا نہیں کہی کہی انکے ساتھ مریدوں کا ایک قافلہ ہوتا ہے اور ذرا ٹکٹے بھی ہوتے ہیں مرید کو طوعاً و کرہاً رکے لئے سامانِ سد میا کرنا پڑتا ہے۔ اب یہ کیفیت دریافت کرنی باقی ہے کہ مریدوں کو ایسے پیر جن سے کیا فتوح حاصل ہوتی ہے اور یہ جزیرہ کچھ برس سال کیوں بنایا پڑتا ہے یہ پیر بڑہ لوگ ہیں جنکے بزرگوں میں سے کوئی شخص کسی نایاب میر جی صاحب کے ہتھ چکا ہو گا اور اوسکی طرف جو عات خلعت کثرت ہوئی ہوگی اوسکی اولاد اوسکا بدل اوسی لکیر کو پیٹے جاتی اور اوس بزرگ کے مریدوں کی اولاد کو موروثی کاشنکار تقسیم کرتے ہیں اگر مرید فتوح اور کرنے میں پس پیش کرے تو دھکی دیتے ہیں کہ تم مجھے اپنے نام کا کلمہ چہرے لینگے اور تیرا ستیاناس کر دینگے اور خود یہ حضرت پیر دستگیر کھڑک پڑنا ہی نہیں جانتے ہیں حال مرید کلمے۔ ان پیر دن میں سے جبکہ فی مرتبہ ہے تو اوسکی اولاد موروثی جایا دہی طرح مرید تقسیم کر لیتے ہیں کوئی کہنا انکے نزدیک کچھ عظیم ہے اور اس پیشہ کی کمالی اور گدالی کے ٹکڑے کو حلال طبعیات کو نہیں انکے مرید ہی عجب بے خوف ہیں جو انکے دام تزدیر میں آجاتے ہیں اور پشت پشت انکے ہنوس میں ہنسے رہتے ہیں ایسے پیر اس فعل کے ٹیک صدق میں مولف

کہتے ہیں یہ کہ ہم ہیں آل رسول	لیکن انکا یہ ادعا ہے فضول
آل ہے شرع کا جو ہو پا بند	گرچہ ہو زید و عثمان کاف نہ
نہ نماز اور نہ روزہ سے وقف	برہمنے ہیں جب نہ عارف
لوٹری پہنے گی جو شیر کی کمال	شیر کو نہ سمجھے گا یہ جبال
نے تحقیق یہ فرقہ ہے رہزن	انکے شر سے خدا رکے ایمن
لوٹنے کو کمالا ہے یہ ڈہنگ	نہیں اس پیشہ سے انہیں کچھ تنگ
کیوں نہ معلوم انکی ہو غفلت	کسیوں کی جو کرتے ہیں غث
مسخر ہے کوئی کوئی ہے طریف	اسہ بہ فخر ہے کہ ہم ہیں شریف

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دینے اور قبول کرنے میں خادم و مخدوم دونوں کی نظر حق پر ہوتی ہے کہ دینے والے والا وہی ہے جو کہ خادم کا رتبہ بھی بہت بلند ہے اس لئے بعضوں کو اشتباہ ہو گیا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی رتبہ کے ہیں مگر فی الواقع دونوں میں فرق ہر اور وہ یہ ہے کہ خادم کا رتبہ برا کا رتبہ ہے اور مخدوم مقرر لوں کا رتبہ رکھتا ہے کیونکہ خدمت کے لئے میں خادم کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ثواب آخرت حاصل کرے اور شیخ مراد حق پر قائم ہوتا ہے اپنے نفس کی مراد اس کو کچھ سرکاز نہیں ہوتا عجیب یہ کہ لوگ ہیں جو بنظر ثواب آخرت بعد اس کے فرائض نوافل و اوراد و طایف پر سوط کے لئے تین یہ وصف صوفی میں ہی موجود ہوتا ہے لیکن تائب غرض و مطلب ہر تائب کیونکہ یہ لوگ خدا کی سبش خدا کے واسطے کرتے ہیں کسی نبوی آخر دی غرض کے واسطے۔

واضح ہو کہ بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ واصلان کے دو گروہ ہیں اور سالکوں کے چھ یہ آئمہ گروہ ہوئے انکے علاوہ تو گروہ درہی ہیں جو ان آئموں کے ساتھ مشابہت کسے ہیں اور انہیں سے سرکاپ کی مشابہت سہی ہے یا جہولتی جو نہ کہ مشابہت کروہوں کا بیان بہت طویل ہے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کے واسطے چند ان مفید اور ضروری بھی نہیں اس لئے اس کو نظر انداز کرتے ہیں اور صرف چند گروہوں کے بیان کے افکار کرتے ہیں جو مشہور ہیں۔

مجذوب یہ وہ گروہ ہے جو واصلان فرقہ دوم سے جو صاحب شاد و نہیں اور ہدایت خلق کا کام لیتی رہتے ہیں ہوا سہی مشابہت کسے ہیں ہنوز یہ لوگ صفات نفسانی کی نفی کلیتہ نہیں کیے چکے ہیں اور تلبش آفتاب طلب سے اونکے وجود میں قلق و مضطرب ہے اور پرتیہ اس کے کہ اوپر کوئی مقام تکشف ہو اور فنا میں قرار و تکرر حاصل ہو کہ کسی کو کشف کے لڑکی کوئی چمک انکی نظروں میں پہر جاتی ہے اور باغ وصال سے کوئی خوشبو کی لہٹ مشام دل کو معطر کر جاتی ہے اس وقت انکی نفس کی گذشتہ دس فرہیں چھٹ جاتی ہے اور اس خوشبو سے اونکے دل کا قلق و مضطرب کب قید فرد ہو جاتا ہے اور فی الجملہ رحمت تکلیف حاصل ہوتی ہے کہ جب یہ نور کم ہو جاتا ہے اور خوشبو اوڑھ جاتی ہے تو پہر وہی نفسانی صفات اور حرارت طلب اور قلق شوق عاید ہو جاتا ہے اس وقت سالک بہت سہٹا جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ یکبارگی صفات وجود کا با اوتار کر بحر فنا میں غرق ہو جائے اور پہر یہ رنج و تعب باقی رہے چونکہ یہ حال ہنوز اس کا مقام نہیں ہوتا بلکہ کہی کہی اوپر وار ہو جاتا ہے اور باطن اس کا اس حالت کا سخت شتاق ہوتا ہے اس لئے اس کو سچا ہے

مجدد و اصل کہتے ہیں کہہ ہی کہہ ہی اس قدر غلبہ شوق میں حالت سکر ہو جاتی ہے اس وقت یہ تکلیفات شرعی سے معذور سمجھا جاتا ہے کہہ ہی کیا رکھی لعلات تجلیات اس کثرت اور در شور سے مشاہدہ میں آتے ہیں کہ تمام عمر سکر ہی میں گزار جاتی ہے مثلاً اھل الجہار ابین التجلی والاسفار

میں نمایندہ می بایند نیاز

وہیں حیرت و بخود ہی آہجہ آئینہ ساد کہا دیا و
کشوش سے دہن ناز کے اوسے بنی میں سے شاہ
مجھے سا قیام آتشیں کا یہ جام کیسا پلا دیا نہ
جو لکھا بڑا تانا بیا نے سود و صاف بل سے بہلا دیا

تو نے اپنا جلوہ دکھائے کو جو نقاب سے ڈھکا
وہ جو نقش باکی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
رک پہ میں آگ بڑکائی ہنسی کے بڑا سہی تر
میں جی کے کتب عشق میں سب مقناں لیا
زنا و قہر ہی و صلمان جو کے نزدیک و غم غمی

مجدد و بان اصل سے مشابہت کا دعویٰ کرتا ہے مگر سر اسرہ جو کہ ہے یہ لوگ استغراق بحر فنا و ہستیا کے عین توحید کا دعویٰ کرتے ہیں اور حرکات و سکنات کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے کہتے ہیں کہ ہمارا حرکت کو اڑکی سی ہے کہ جب تک اس کو کوئی نہ ہلائے حرکت نہیں کرتا یہ حید یہ بات صحیح ہے مگر فی الواقع یہ لوگ کا حال نہیں بلکہ صرف بانی مقال ہے کیونکہ اصل نشا اوں کا یہ ہوتا ہے کہ جو خلاف منہج اور نواہی اداں سے سرزد ہو لوگ انہ پر طعن کریں اور سمجھیں کہ جو حرکات ان سے سرزد ہوئی ہیں ان کے اختیار سے باہر ہیں اصل عبداللہ جسے کسی نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ میرے تمام افعال و اعمال خدا کے ارادے اور عین ظہور ہیں آتے ہیں مگر کیا کہ کو اڑکی حرکت محو کر کے ارادہ سے آچنے فرمایا کہ اگر اس قول کا قابل یہ شخص ہے کہ اصل شریعت کی احکامات و حدود و احکام عبودیت کی حفاظت کرتا ہے تو وہ صدیقان میں سے ہے اگر ایسا شخص ہے کہ مخالفت احکام شریعت سے پاک نہیں کرتا وہ زندقہ اور یہ بات سوچنا ہوتا ہے کہ اپنے افعال کو خدا کے حوالے کر کے اور بے دین بن کر خلقت کی مامت کے قابل نہ ہو سکتے۔ جو لوگ مابینہ فرقہ کے ساتھ مشابہت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی اسی صوفی میں یہ لوگ دعویٰ اخلاص کرتے ہیں اور اہل حق و غور میں کوئی دقیقہ فردگزشت نہیں کرتے کہتے ہیں کہ ہمارا حق غرضاً ہے نہ غفلت میں بلکہ مشق اور ہم لوگوں کی نظروں سے گریز میں حق سبحانہ باری علی کے لیے نیاز ہے اور ہماری معصیت اور کبہ ضرر نہیں ہو چننا معصیت اوں کے نزدیک سو کے ان کے نہیں کہ کسی کی لازماً ہے کہ اسے اور طاعت میں ہی ہے کہ کسی کے ساتھ حسان کیا جاوے خواجہ شمس الدین جانی غفرلہ ازہی کے اس قول پر ہونا عمل ہے۔

مباح و رنجے آزاد و ہر چہ خواہی کن	کہ در طریقت ماغیر ازین گناہی نیست
-----------------------------------	-----------------------------------

فلت در یہ روزہ فرقت ہے جو ملائکہ ملائکہ کے ساتھ سچی مشابہت کہنے میں یہ لوگوں خلقت کو ملامت یا تعریف کی کچھ پروا نہیں کرتے انکی اکثر کوشش یہ ہوتی ہے کہ یہ عبادت کی پابندی ہو تو بہرہ و آداب مخالفت کی قیود سے آزادی حاصل ہو فراتر خاطر و طیب قلب کے حال کمال سرمایہ ہوتا ہے زیادہ عبادی ماسم ان سے ادائیں ہو سکتیں بظاہر و طامات کثرت کے ساتھ ان سے ادائیں ہو سکتے اور سوا اولے فرایض کے اور کسی عین پر مشغول کرنا ان کے نزدیک ضروری نہیں و بیوی مال و اسباب کی زیادتی کو پسند نہیں کرتے اور نہ مال جمع کئے ہیں صرف خیر و سندی و نیک قناعت کرتے ہیں مزید احوال کے خواہاں ہو یا نہیں ہوتے یہ اصل قلندر ہیں و فرقہ و ملائکہ کے ساتھ مشابہت حقہ کہتے ہیں۔ دونوں میں فرق یہ کہ ملامتی جمیع نوافل و فضائل کا بجالانا ضروری سمجھتا ہے اور ایسی عبادت کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھتا ہے اور قلندر فرایض اور کرنے میں قاصر نہیں رہتا اور نوافل و فضائل کو ضروری نہیں جانتا اظہار و افعال اعمال کا ہی پابند نہیں حضرت شاہ بوعلی قلندر باطنی تہی قدس اللہ سرہ العزیز انہی قلندر و نہیں سے تھے مگر ہمارے زمانہ میں ایک فرقہ ہے جو قلندر کہلاتا ہے اور اسلام کا جو گردن سے اوتار کر بے ننگ و نام اور بد قلاش بن بیٹھتا ہے بجائے اولے فرایض کے پکار پکار کر کہتا ہے نہ کہ روزہ نہ مہر نہ ہر گناہ یا مسجد نہ کر سجدہ نہ شرب نہ بنگ جس جو آجائے مباح ہے جامع مسجد کے شہد کو بھی انکی صحبت سے عار ہے عسری

ای عسری بجایان زائد کج باشند	او بند زہد و تقویٰ محرم قلند
------------------------------	------------------------------

معلوم نہیں بہ نام انہوں نے اپنے لئے خود تجویز کر لیا ہے یا کسی نے مستحضر سے رکھ دیا ہو روزہ اصل میں یہی ہے

نکات چند در بیان توحید صنایع الہیہ و کرامات الہیہ و تجلیات و رویا و غیرہ

بیان توحید

توحید کے مراتب بیان کرنے میں اکثر اہل تصوف کے اقوال مختلف ہیں کسی نے تین کسی نے چار حتیٰ کہ بعض صحابہ نے گیارہ مراتب بیان کئے ہیں مگر ہم اس باب میں چار نامی حضرت مولینا جامی قدس سرہ السامی کے قول پر اکتفا کرتے ہیں جو ترجمۃ العارف کے حوالہ سے لکھتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ توحید کے چار مراتب ہیں اول توحید اسمانی دوم توحید علمی سوم توحید حالی چہارم توحید الہی توحید نیسانی یہ ہے کہ نہ زبان سے انوار کرنا

اور دل سے تصدیق کرے کہ جسطرح قرآن شریف نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ہر ایک
 اسی طرح ذات باری تعالیٰ جل جلالہ الوہیت کی صفت میں صلی اللہ علیہ وسلم جو حقیقی وہی ہے اس کے ساتھ
 کا استحقاق کسی کو نہیں اور اس توحید سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ موجد مخبر کی تصدیق کرتا ہے اور جب کے
 صدق کا اعتقاد کرتا ہے۔ یہ توحید علم ظاہر سے حاصل ہوتی ہے اور اس پر ایمان ہونے والا شریک جلیس ہے
 نجات پاتا ہے اور سلک اسلام میں مسلمان بن جاتا ہے متصوف بھی اس توحید میں تمام مومنوں کے ساتھ
 شامل ہیں مگر دوسرے اوصاف مرجع خاص دینی میں پائے جاتے ہیں منفرد ہیں **توحید علمی** یہ توحید علمی
 سے جو کہ علم یقین کہتے ہیں حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ بندای طریق تصوف میں انہر یقین جاتے
 کہ جو حقیقی و موثر مطلق سوا خداوند جل جلالہ کے اور کوئی نہیں اور جملہ ذات و صفات و افعال ان کی ذات و
 صفات و افعال میں ناجز ہیں ہر ایک ذات کو اسی کی ذات مطلق کے نور فروغ ہے اور ہر ایک صفت اسی کی
 صفت مطلق کے نور کا پر تو ہے چنانچہ جہاں کوئی علم قدرت ارادت سمع بصیر پائے یقین کرے کہ ہر کسی
 کے آثار علم قدرت ارادت سمع و بصیر کا ایک اثر ہے اور تمام اوصاف و افعال کے اسی پر قیاس کرے یہ توحید
 و متصوفہ کے اوایل مراتب میں سے ہے اور اس مرتبہ سے مشابہ ایک مرتبہ ہے جسکو عام لوگ اپنی کوتاہ نظر
 اور بخیری سے توحید علمی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ توحید علمی نہیں بلکہ رسمی ہے جو درجہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے
 اور وہ یہ ہے کہ ایک ذات کی اور زمین آدمی کتاب کے مطالعہ یا سماع سے توحید کے معنی کا تصور کرے اور توحید
 کی صورت کا نقشہ اس کے دل میں مرتسم ہو جائے اور پھر وہ بحث و مناظرہ کے وقت کوئی معنی مانگ لگا کر
 اور دیوانہ کی سی بڑا مار دیا کرے اور حال توحید کا اوس میں کچھ پتہ نہ پایا جاوے۔ توحید علمی اگرچہ توحید عالی
 مرتبہ میں فروتر ہے لیکن توحید عالی کا سیکھنا اثر اس میں ہی پایا جاتا ہے ہیو اہل یہ موجد اکثر ذوق
 و سرور میں رہتا ہے کیونکہ توحید عالی کے لمبائے سے اس کی ظلمت رسوم کی قدر دفع ہو جاتی ہے چنانچہ
 بعض اوقات اس کے جو روابط افعال الہی میں قطع نظر کر لیتا ہے مگر ہر وقت اس کی یہ کیفیت نہیں
 رہتی کیونکہ ظلمت جو دہن زبانی ہوتی ہے ہر حال اس توحید سے شرک خفی کی قدر دور ہو جاتا ہے۔
توحید حالی یہ ہے کہ توحید کا حال موجد کی ذات کا وصف لازم بن جاوے جو کہیں مفارق نہواؤ
 رسوم و جود کی تمام یا زیادہ تر اشیاء نور توحید میں گہل جاوے اور توحید کا نور اس کے حال کے نور میں مستتر
 ہو جاوے جیسا کہ لوگ ایک نور آفتاب کے نور میں مستتر ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں موجد کا وجود مشاہد

اسی صفت پر ہے گا کل شے ہا لکے والا جزا سو او کی بی خبر مالک سے تیب مضاع
کا صیغہ اس لئے ایشاد فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ علامہ ایشاد وجود اسے وجود میں آج مالک سے کسی دوسرے
از پناہ ہونے والا نہیں جو لول محبوب میں نہ ہو کہ اس عارت کے مشاہدہ فردا قیامت کو ہو گا
کہ اب باب بصیرت اصحاب شاہدہ بو سنگارے رہن میں سے رہائی پا چکے ہیں وہ اس وعدہ کو عین نقد
خیال کرتے ہیں تو یہ آیت جو تیسری ہے ۔ ۔ ۔ اور تیسری بتلایا کہ تیسری اصل وجود کے ناقص ہے ۔

بیان توحید بطرز جدید

بعض صوفیہ کے کہتے ہیں کہ توحید کی تفسیر اس طرح ہے کہ وہ ذاتی شغنی اور افعال ہے اور باقی
تین قسم میں توحید ہی توحید ہی محقق ہو گا ۔ ۔ ۔ یہ لایہ بیان میں وجودی و شہودی کے ذکر نہیں آیا اس لئے
کہ توحید کی بات ہے توحید شہودی ہے کہ اس کی حاجت پر وہ علمانی رفع ہو جائے گا بعض
مکے شغلات نورانی حاصل ہوتے ہیں جب طالب کے دل کی کمینہ بطلان سے دوچار ہوتی نہیں اور اس کو
کامل یقین ہو جائے کہ کچھ محبوب ہی کچھ توحید ہے کہ کچھ ۔ ۔ ۔ یہی بیان تجلی ہے مگر اس دریت
کے وہ طالب کوئی کیفیت نہیں ہوتی سو صرف وحدانی ہوتا ہے توحید کثرت میں متفرق رہتا ہے
نہ توحید کلام جو وہ کہتا ہے کہ توحید کی کوئی تیز باقی نہیں رہتی ہے ہرچہ اندوت میرسد
کہ توحید توحید مستحق ہو جاتا ہے توحید وہی ہے کہ سالک وجود مانند راہ کی خوشی توحید
میں مستور ہو جاتا ہے اور شاہدہ و شہود کہ توحید وہی ہے یہاں کثرت اس توحید میں سالک شل جاو
نہ توحید ہے کہ توحید خبر نہیں کہ توحید کے وقت کہاں ہے سونے کے وقت سو رہتا ہے
میں کا موقع ہو تو رہتا ہے ہنسنے کا موقع ہو تو ہنستا ہے مارا و سکوان سب باتوں کی خبر نہیں ہوتی
پہنچتا ہے کہ توحید محی الہین عی نے اپنے یاروان سے لوچا کہ میرا یہ سال کوئی ناگزیر اگر کوئی امر خلاف
شرعیت تو ظہور میں نہیں آیا یا روئے کیا نہیں آیا اس سال میں اس عالم سے بالکل بے خبر رہتا
خلاف شریعت کسی امر کا سرزد نہ ہونا اس کی دلیل ہے کہ حضرت شیخ نقاشی محمدی کے رتبہ سے شرف
تھے حیدر بنصور علی کی ہی یہی کیفیت تھی علاوہ ذالض کے زندان میں شہید توحید کے توفیق
اور کیا لڑتے تھے کسی نے پوچھا کہ حیدر بنصور کا توحید کا جو ہے تو یہ نماز کی ہے جواب دیا کہ ہر اپنی

آپ جلتے ہیں منصرف سے جملہ امور بے اختیار صادر ہوتے تھے رسومات بشریت اس سے کثیراً الگ ہو چکے تھے اور حجت میں اسے کچھ تمیز نہ تھی اس لیے وہ بڑے شوق کے ساتھ رقصاں مچا کر رنج و افسوس سے توجہ ہوا تاہم اعضا ایک ایک کر کے کاٹے گئے مگر وہ بہر حال متغیر ہوا۔ اگر رنج و حجت میں تمیز نہ ہوتی تو وہ اس آسانی سے یہ تکلیفِ دہانت نہ کرتا اور خالہ جان کا گھر نہیں ہے۔ یہ کچھ کہنے اور لکھا یہ توحید اور وحدان کی تعریف تھی اب ہم ایک فنونی میں جو احوال مقدسہ کی برکت سے البتہ یہ صفحہ کاغذ پر جلوہ گر ہوئی اس سے ہر ایک ایفہ کا عقیدہ ظاہر ہو گا صرف

توحید	ہے یہ توحید مطلق الٰہی نہیں اور نہ کوئی شریک سہیم ذات اور نہ کسی یگانہ بیکت ہے جس جگہ ہو گا واحد عددی	۱۰۔ کہ خدا ہے یگانہ بے ہمتا پاک ہے جدت سے وہ نور قدیم مگر اعداد سے مبرا ہے بضرورت بابت ہوگی دولی
توحید	صوفیان کرام نے اسے ہر وہ ذاتی صفاتی و فعلی ہیں جو عدد ہی نہیں قسم اسی دوست اک درجہ دی شہودی دوسرا	مرتبہ تین میں بیان کئے انہی تقسیم ہے تمام ہوئی منزل کو لے لو اور چوڑا دوست اہل تحقیق جان تیسرا ہے
توحید	ابن توہم بیان فعلی کا کہ نہیں جز خدا جو ہے عامل بخشنا کما ناپسنا اور لینا مارنا مرنا اور جیلنا ناہی	صوفیا سے کرام نے ہے لکھا جملہ فعل کا کوئی عامل بیٹھا اوٹنا جاگنا سونا ہیں یہ سب فعل ذات کے اور نہ کسی
توحید	غیر کوئی جو کر سکے یہ کلام غیر کو سمجھو گے جو تم فاعل فاعلیت کا ہر کو کیا مقدور سن صفاتی کا حال الٰہی	غیر مثال مطلق الٰہی سلام ہوگی نسبت یہ سب سب اسل ہے وہ مختار اور ہم مجبور کہ ہے موصوف ایک ذات خدا
توحید	نہیں اس کے سوا کوئی موصوف	ہے فقط اور یہ یہ صفت موصوف

	<p>ہے وہ محیِ حقیت اور بسنا وہی خالق ہے اور وہی زاق مانع و معطی و صغیر و کبیر کب بحرِ اوس کے اور کب بحرِ زمین پاؤ گے جو کمال اوس کی ہے ای جو انفراد صاحبِ قبال ہیں یہ سب ایک ہی نہیں دیگر جلوہ گر ہر جگہ وہی ہے ہی وہی صاف ہے وہی موصوف ہے لیکن ہی ہی مکان ہی ہی ہے وہی آفتاب اور مہتاب جن انسان دیو و حور و ملک خادم و شیخ سب ہی ہے ہی وہی کعبہ ہے اور کشت وہی نہیں جہنم ذاتِ مطلق و احد جلوہ گر ایک ذاتِ مطلق ہے ہمہ اوست کا ہیں دم بہرتے کہ عوالمِ محض ہیں شامل مختلف ہے اگرچہ انکی نمود برتتیں فرق کچھ حقیقت میں ہے خیالی یہ خلائفِ صورت جو کر دیگی سمجھنے میں تہیل جس سے ہیں چند صورتیں موجود</p>	<p>ہے وہ محی اور فساد و انا وہی موجد ہے اور وہی خلاق بانظر و مغنی و علیم و قدیر جتنے اوصاف ہیں اوس کے ہیں سب حال و جلال اوس کی ہے وحدتِ الٰہی کا ہی سننے حال یعنی ذاتیں یہ آہی ہیں نظر نہیں اند کے سوا کوئی وہی عارف ہے اور وہی مستور وہی ہے جسم اور جہان ہی ہے وہی باد و خاک آتش و آب عرش و کرسی میں چرخ و فلک رہنا و مفضل اور مستی وہی دوزخ ہے اور بہشت وہی کفر و اسلام مومن و ملحد جو لکھیں جو کہیں وہی حق ہے معتقد و حدت و جود ہی کے یعنی اس بات کے وہ ہیں سائل زید اور عمر کا ہے ایک وجود فرق کہتے ہیں گرچہ صورت میں چشمِ حق میں سے دیکھنے کا اگر ہم بیان ایک دیتے ہیں شریل فرض کر لے خاک اصل وجود</p>
--	--	---

وحدتِ ذات

وحدتِ وجودی

<p>اشکلاف مشور ہے اینس کو جنسیت میں شریک مین ذون ہوگا صادق نہیں کہہ سہیں بلکہ خاک ہی خاک پاؤ گے یکسر ہوگا کتا ہے تم بنو نہ دو اب کہو اسکو کہ ہے سب اور جام خاک ہی اہل میں ہیں یہ ہر د یہ ہمارے ہی کوتہ نہیں ہے تو وہ خاک ہوگا پیش نظر در حقیقت ہی وہم کی یہ یک نظر آئے گی پردہ مطلق ذات اور بیشک کہو کہ ہم ہیں خدا</p>	<p>مشلا بن گئے ہیں جام و سب یک باطن میں ایک ہیں دون و دون کو گر کہیں کہ ہیں بی خاک ہو جو جام و سب سے قطع نظر یک پس شریعت و آداب خاک کا مطلقاً نہ لو تم نام در حقیقت نہ جام ہے نہ سب یہ نفسین ہمارا وہی ہے یہ یقین جو دور ہو یکسر ہیں یقین میں عسر و بکر اور زید جبکہ ادبہ جاسے وہم کی یہ قات وہ تم اس ہم کا جواب اٹھا</p>
<p>چند و بہت کا میں دم بہرتے این و آن سے ہے پاک اور جدا ہے زمین و فلک کا وہ قیوم رکتا ہے وہ ہر ایک شے کی خبر جملہ مخلوق کا ہے وہ رازق یا کوئی حکمران صاحبید ہوتا فوراً ہے ہر جگہ ساری ہر جگہ آب و ایر و سایر ذات ہے او سکی ہر برتر نہ ہے نہیں او پہ شہرہ مکان ہو تم کو ہے ایمان کہ تم</p>	<p>معقد و حدت نشو و می کے ادب کا یہ عقدا ہے کہ خدا حال ہر شے کا ہے او سے معلوم علم سے او سے کچھ نہیں باہر آسمان و زمین کا ہے خالق گر کوئی بادشاہ عالی قدر کرتا ہے حکم ملک میں جاری ہے اسی طرح خالق قادر اوپہ وارد نہیں کوئی تشبیہ مہر کی طرح ہر جگہ تابان اور کا علم اپنے ساتھ جاوے</p>

<p>ہر جگہ خود نہیں ہے وہ موجود گر تجھے عین ذات آدے نظر بسکہ عشق اور کجا تجھ پہ ہے غائب دیکھے ہے قیس ہر طرف بسبب ہر جگہ لیل کا نہیں ہے جمال ہے شہودی کا الغرض دعوے</p>	<p>بلکہ ہے اور کجا علم نامحدود ہوگا تیرے ہی وہم کا یہ اثر وہی آنا نظر ہے ہر جانب نہیں لیلے و لیکے المے بلکہ ہے قیس کا یہ اپنا خیال کہ ہے واقع میں بندہ غیر خدا</p>
<p>اہل تحقیق صاحب المہینین اور کجا مذہب ہے کہ یہ اشیا غیر حق ہیں یہ از روئے تعین ذات باری ہے اصل میں مطلق فیہ و اطلاق میں ہے نسبت بحر صورت میں موج سے جدا موج کو غیر محض کہ دنیا بھر کے ساتھ موج کا ہے قیام عین محض اور کجا کہیں گے ہم پس تعین میں ہم کہیں گے کجا اہل تحقیق کی نظر میں جن اشیا اور تعین کی وجہ سے اشیا پس لفظ ہر زبان کو غیر کہو یہ مذہب موجد دل کا ہے فرقے اسلام میں بہتہ ہیں بر جو فرقہ ہے شیخ میں ناجی رحمتہ اللہ آپ ہو نازل</p>	<p>دونوں فرقوں کے عین میں ہیں عین حق ہی ہیں اور ہی ہوں در حقیقت یہ عین میں تعین یہ تعین ہے شان و صورت حق موج دریا میں جیسی ہے قرب در حقیقت ہے بحر عین اور کجا ہے سر سر خطا و نازبیا ہو نہ دریا تو موج کا کیا کام ہو گی یہ ہی خطا و جہ انہم در حقیقت میں لولین گے ہمہ است ہے حقیقت میں عین ذات عین ذات مطلق سے ہیں جدا ہوا عین باطن میں پر دہان کہو باقی سب شیوہ لمحہ روح کا ہے جلتے خود کو سب بہتر ہیں بالیقین جان لو کہ ہے وہ یہی اور رضوان حق رہے شامل</p>

وحدتِ جوہی جو اہل تحقیق کا مذہب ہے آج تک تمام شیخ کرام و اولیائے عظام اسی کے قابلِ م
 معتقد رہے ہیں مگر صرف تین شیخ تہم مد تعالیٰ قبول صاحبِ طباطبائی سی ایک شیخ ابو الحسن علی
 دوسرے شیخ علاء الدین ابن النائی تیسرے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی وحدتِ جوہی سے نکاح
 کرتے ہیں حالانکہ حضرت شیخ محی و صاحب کے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ اور ان کے فرزند خورشید وحدت
 و جوہی کے معتقد ہیں بندہ مولف نے کہ تو پہلے سوم از مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی ملاحظہ کیا
 اوس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے اپنی آخری عمر میں یہ عقائد ترک کر دیا تھا
 فرماتے ہیں کہ میان عبدالحق جو خواجہ صاحب معراج کے مرید و نہیں سے نئے بیان کرتے ہیں کہ خواجہ
 صاحب نے اپنی وفات کے چوبیس سال پہلے یہ عقیدہ ترک کیا تھا۔ بہر حال دلائل عقلی و نقلی سے
 مذہبِ اہل تحقیق کی حقیقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ دنیا میں موجود ہے اوس کے لئے وجود ہے و جو
 سے ہرگز باہر نہیں ہر چند اشیاء و صورتیں مختلف ہیں مگر وجود میں سب ترک و نفس وجود ایک ہی
 ہے، دوئی اور کثرت کی اوس میں گنجائش نہیں پس ضرورتِ لازم ہے کہ وجود کلی جو وجود حق تعالیٰ
 ہو اور کوئی غیر نہ ہو ھو لا کول ھو لا اخر ھو الظا ھو الباطن کے یہی معنی ہیں کہ ہر کونیکہ
 سوا وجودِ باری بقول کے کوئی دوسرا وجود مانا جائے تو ماننا پڑیگا کہ وجودِ دوہیں درجہ وجود
 دوہیں تو لازماً ہوگا کہ ایک وجود دوسرے سے متصل ہے یا مفصل اور خدا کی ذات میں اتصال یا انفصال
 جائز نہیں پس ثابت ہوگا کہ عالمِ علین حق اور حقِ علین عالم ہے جو لوگ عالم کو غیر حق سمجھتے ہیں
 بالکل غلطی کرتے ہیں یہ ایک ہم و پندار ہے کہ خدا ہی موجود ہے اور عالم ہی موجود ہے بلکہ علین
 شرک ہے۔ شرک اور توحید میں بعد المشرقین ہے اس پندار کو دور کر دو پہر توحید کی سیر کیو جاوی

تا و تو زہد ار تو ہستی باقیست	میدانِ مقبول کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم	این بت کہ تو پندار شکستی باقیست

اب ہم چند دلائل نقلی جو قرآن شریف و سنتِ انامین و اذ و استماع عظام و صوفیہ کرام کی کتب قدیمہ
 میں مروی ہیں تحریر کرتے ہیں۔

دلائل نقلی و اثبات وحدتِ جوہی

توحید نبی گفت و اول گفت و خدا	ہر وحدت ذات نیست عا شا کلا
-------------------------------	----------------------------

کَمُفَضِّلَةٍ ذَنْبٌ جَبَّاسٌ كَشْفِيٍّ يَپَارُكَرْتَا بَے تو کوئی گناہ او سکوضر نہیں پہنچا سکا کیونکہ جب
 اللہ کسی کو پیار کرتا ہے تو او سکواو سکی ہستی سے نکال دیتا ہے اور بندہ عین حق ہو جائے اور او سکا
 ہر ایک فعل فعل حق ہوتا ہے پھر نہ کوئی گناہ ہے نہ کوئی ضرر نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
 فرمایا ہے لَا تَسْبِقُ الدَّهْرَ فَإِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللّٰهُ دہر کو گالی نہ دو کیونکہ دہر خدا ہے نیز ارشاد
 فرمایا لَا تَسْبِقُ الرِّيحَ فَإِنَّهُ مِنْ نَفْسِ الرَّحْمٰنِ ہوا کو برا نہ کہو کہ یہ خدا ہی تعالیٰ کے سانس ہیں
 ہے نیز ارشاد فرمایا اِنَّیْ لَا اَجِدُ نَفْسًا اَرْحَمَ مِنْ فِیْلِ الْبَحْرِ مجھے مین کی طرح نفسِ حمن کی
 خوشبو آتی ہے یہ حضرت خواجہ اویس قرنی کی طرف اشارہ ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں ہَا اَرَأَيْتَ شَيْئًا اَلَا رَأَيْتَ اللّٰهَ فِیْہِ مِیْنٌ بے جس خبر کو دیکھا او میں اس کو دیکھا۔
 جو وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلال کو خرید کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر بلال کی
 خرید میں مجھے ہی شریکے لو جو اب یا خدا واحد لا شریک ہے یہ قول بہت بلند ہے ہر ایک شخص اس کی
 کنہ کو نہیں پہنچ سکتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ابو بکر کے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں کیا
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا اَلَا رَأَيْتَ اللّٰهَ
 مَعَهُ میں نے جو چیز دیکھی او س کے ساتھ خدا دیکھا عین القضاۃ حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ سے نقل
 کرتے ہیں کہ حضرت فاروق نے فرمایا قرآن مجید میں کہیں دشمنوں اور کافروں کا ذکر نہیں آیا جان کافروں
 کا مذکور ہے وہ ان کافران حقیقی یعنی عارف عاشق مراد ہیں اور دشمنوں سے دشمنانِ ہستی ہو ہوم
 منقسم ہیں یعنی کہ اس گروہ کو اہل ظاہر کافران دشمن سمجھتے ہیں شیخ محی الدین عربی نے اس آیت کی
 تفسیر میں جو ظاہر کفار کی شان میں ہے اِنَّ الدِّیْنَ لَکَ فَرَقٌ اَسْوَاۗءٌ عَلَیْہِمۡمَ اَعَاۡنَ اَنْ تَرٰہُمْ اَوْ
 تُنٰدِیَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ لکما ہے کہ یہ آیت کافران حقیقی یعنی عارفوں کی شان میں وارد ہے یعنی
 ان کافران حقیقی کو ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ کہی ایمان عوام قبول نہ کر سکے حضرت شہ میریانیہ ہیں
 سرہ جبکہ اہل لاہور کے جانب شرق میں میل کے فاصلہ پر ہے آیۃ ختم اللہ علی قلوبہم و علی
 سمعہم و علی ابصارہم غشاۃ و لہم عذاب عظیم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ خاص
 خدا کی شان میں ہے انکے دل پر اللہ نے مہر کر دی ہے کہ کوئی غیر او میں نہ آوے اور ان کی آپس میں غیرت دیکھیں
 اور ان کے کان غیرت سنیں اور اس کفر میں وہ نہیں بڑی لذت و حلاوت ہے حضرت فی النورین

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُ اللَّهَ كَيْفَكَ مِنْ جَوْ
 چیز دیکھی اوسکے بعد خدا دیکھا **شعر** **ہر آن کس** اگر وحدت در مشہود دست
 تختین چشم پر نور وجود است **اصحاب ثنائے** یہ مقبول قول از در عبارت
 بہت فریب ہیں تھوڑا فرق ہو مگر ہر ایک کے درجہ کے موافق ہیں **حضرت علی** کرم اللہ وجہہ فرما
 کرتے تھے مَا رَأَيْتُ شَيْئًا إِلَّا رَأَيْتُ اللَّهَ فِيهِ مِنْ جَوْہِرِ ذَوِکَیْ اَوْ مِنْ خُدا دیکھا۔ نیز فرمایا
 سُبْحَانَ مَنْ اطَاعَهُ الْعَاصِي بِعَصِيَانِهِ مَسْجُودٌ مَنْ ذَكَرَهُ النَّاسُ بِسُبْحَانِهِ اِلَّا بِحُجَّتِهِ
 جو گناہگار گنہگار نے میں ہی اوسکی اطاعت کرتا ہے پاک ہے جو فراموش گار اپنی فراموشی میں ہی اوسکو یاد
 کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ وہ ہر ایک شخص کے ساتھ ہے مگر نہ ایسا کہ اوسکی معیت بطریق حلال یا اتصال یا تقریر
 ہو کہ اس صورت میں وجود لازم آتے ہیں اور وہ غیر ہر شے ہے مگر نہ ایسا فیر کہ اوس سے بالکل جدا ہو
 یعنی خود ہی خود ہے باقی نسبتیں ہر چیز فرمایا کہ اگر علم خاص جو مجھے حاصل ہوا ہے ظاہر کردوں تو
 تمام مسلمان مجھے بت پرست جانیں گیں اور جو برائی میرے حق میں پسند کریں اسے تو اب سمجھیں
 یہاں تک کہ میرا خون حلال مباح جانیں نیز فرمایا اخذْتُ فَيْضَ الرُّسُوبِ بَيْتًا مِنْ الشَّيْطَانِ
 میں نے فیض بوبیت کا حصول کیا یعنی نبوت کے امتاع میں ایسا مستغرق ہوا کہ فیض بوبیت
 مجھے اپنی گود میں لے لیا حکمِ قرآن **اِنَّكُمْ يَحِبُّوْنَ اللَّهَ** فَاتَّبِعُوْنِي يَتَّبِعْكُمُ اَسْمٰی محمد تو اپنی
 امت کو مژدہ دے گا کہ تم اللہ کو پیار کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں خود پیار کرے گا۔ نیز فرمایا
 مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جسے اپنے نفس میں پہچانا یا نہ پہچانا نیز فرمایا عَرَفْتُ رَبِّي
 بہر حق خدا کو میں نے خدا ہو کر پہچانا **حضرت ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم سیکھے او میں سے ایک کہ خلقت میں منتشر کیا اور دوسرے کہ فیضی کما لراک
 بھی منتشر کر دیا تو مسلمان یہ اگلا کاٹ دیتے یعنی پہلا علم ظاہر شریعت تھا اور سکہ نہ تھا کہ وہ ظاہر
 علم حقیقت توحید تھا جسکے ظاہر کرنے سے سب کے دشمن جان ہو جاتے ہیں جو حق پرست ہیں اور جو
 اوّلین قرنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جودیت تمام ہو گئی پھر بندہ کی زندگی و زمانہ اس کے لیے
 اوس میں صفت الوہیت ظاہر ہو جاتی ہے اور بندہ کا فعل عدل حق کا فعل ہوتا ہے **حضرت سید**
الساجدین امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنا خاص ان خاص علم نبویان

ہوں تاکہ علم حق کے اظہار سے جہاں جہنجانہ اونہیں اگر ظاہر کر دوں تو مسلمان مجھے فی الفور کہیں
 کہ یہ بت پرستی کرتا ہے اور میرا خون حلال و سباح سمجھیں اور ہر ایک نبی میرے حق میں ثواب تصور کریں
 اور یہی علم میرے جد امجد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو
 کیا تھا اس قول سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک یہ کہ یہ علم علم توحید تھا کیونکہ علم شریعت و طہارت
 کے ظاہر کرنے سے کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی خونریزی پر آمادہ نہیں ہو سکتا دوسری بات یہ
 ہے بت پرست ہوا علم جلالت گدیز کے کج ذہنات میرے وجود میں موجود ہوگی تو میں ضرور اسکی پیشکش کروں گا
 قول تعالیٰ **وَقُلْ اَنْفُسُكُمْ اَفَلَا تَنْبَصُرُونَ** اور وہ ہمارے نفسوں میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کی آیات کی ہمد و ثناء کرتا ہوں
 کہ بالآخر اسکا قابل خود ہو جائوں گی جب حضور حاصل ہو گیا تو قرآن کو اپنا کلام جانتا ہوں تذکرۃ
 میں ہے کہ حضرت صادق سے کسی نے کہا تمہیں فضیلتیں کہتے ہو عابد ہو یا مہر مہریم ہو یا نیک انہی خدات
 کے قرۃ العین ہو مگر بڑے تسلیم ہو فرمایا میں بکبر نہیں ہوں لیکن میرا ایک کبریا ہے جب میں اسکا بزرگ
 کر دیتا ہوں اسکی کبریا ہی میرے کبر کی جگہ آجاتی ہے اسی ہستی قایم رکھ کر کرنا بیشک اسے مگر اسکی
 کبریا ہی جب تکبر کرتی ہے اور میں نہیں تو کچھ مضائقہ نہیں نیز فرمایا کہ اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ میں نے معاف
 کا سر دریافت کر لیا جبکہ لوگ مجھے دیوانہ کہنے لگے حضرت **براہیم** اوہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
 اگر ایک خطہ ہی ہر اول سے اختیار میں آجائے تو میں ملک و دم کے فتح کر لینے سے اسکو بہتر سمجھوں
 اور اگر بادشاہان روم زمین معلوم کر لیں کہ ہمیں مجھے کیا ذوق لذت حاصل ہوتی ہے تو کم از کم مجھے
 ٹوٹ پڑیں حضرت **فضیل عیاض** رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ امر معروف نہی منکر کیا ہے
 فرمایا ہاں ہی لا بت میں نے نہی منکر جان امر معروف ہے نہ ہی منکر یعنی یہ دونوں لایمت خلق میں ہیں
 حضرت امیر معروف ہے نہ ہی منکر کیا کہ خواجہ شمس الدین تبریزی عرف شمس تبریز فرماتے ہیں
 کہ جہاں توحید ہے وہاں کہن مکن کا کیا کام تیر فضیل ہے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ بیمار ہو جاؤں تاکہ
 نماز جماعت ادا کرنے سے معذور رہوں اسکے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مدام مصلوہ میں ہوا تو کونسا ظاہری
 نماز کی کیا ضرورت ہے یا یہ کہ جب جاصل ہے تو ہر نماز جو دہائی کی علامت ہے بیکار ہے اور بیماری کی
 آرزو و آزار کمال اتباع محمدی ہے کہ بغیر کسی عذر شرعی کے تکلیفات شریعت کے مختلف جائز نہیں ہے نیز

فرمایا عرش و کرسی لوح و قلم پر ایل مکانیل اسر فیال و عزرائیل سب میں ہی ہوں ابرہیم موسیٰ عیسیٰ اور محمد
 رسول اللہ سب میں ہی ہوں۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو شخص مقام کلیت کو پہنچ گیا سین ذات ہو گیا اور اس کے
 ذاتیں اوس کی ذات میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کو خود
 الا اللہ کو کوئی چیز موجود نہیں سوائے اللہ کے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں کہ میں نے تین سفر کئے اور تین علم حاصل کئے پہلے سفر میں وہ علم حاصل کیا جو خاص عام نے قبول کیا
 دوسرے سفر میں وہ علم حاصل کیا جو خاص نے قبول کیا اور عام نے رد کر دیا تیسرے سفر میں وہ علم حاصل
 کیا جو نہ خاص نہ عام نے قبول کیا اور نہ عوام نے بلکہ مجھے ذلیل و خوار اور رسوا کیا۔ بندہ مولف کہتا ہے کہ پہلا
 علم شریعت تھا اور دوسرا علم طریقت اور تیسرا علم توحید جسکو سوا خاص الخواص کے اور کوئی قبول نہیں
 ذوالنون سے کسی نے پوچھا کہ وہ کونسی مخفی چیز ہے جسکے ساتھ عابد کو ذلیفیت کرتے ہیں جواب دیا کہ لطیف
 و ظہور خوارقی بشمار کیونکہ یہ اسباب خود بینی کے ہیں اور نا خدا بینی انکا ثمرہ ہے خود بینی اور خدا بینی

ایک دوسرے کی ضد ہیں منظم	سخن ما و من گویا ما و من
یا تو باشی درین بیان یا یا	من و تو نہیں شکر و تقلید
چہ منسوب یا بل توحید است	نیز کسی نے ذوالنون سے پوچھا کہ عارف کون

ہے جواب دیا کہ تھا اور چلا گیا اسکے یہ معنی ہیں کہ ہستی مہو ہوسے گزرتا ہستی مطلق میں پہنچ گیا اب
 اوسکا کوئی نام و نشان نہیں حضرت ابوعلی قاق رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اسی حالت میں
 تھا جہاں کہہ سکتے ہیں کہ میں تھا اور اپنے ساتھ تھا اور اپنے لئے تھا اب ایسی حالت میں ہوں کہ وہ ہوں
 یعنی میری ہستی مہو ہوسے دور ہو گئی اور ہمہ اوست ہو گیا حضرت بایزید بسطامی رفس سرہ نے فرمایا
 فرماتے ہیں کہ سب لوگ گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور میں لا الہ الا اللہ کہنے سے کیونکہ اگر بعد وصول تک
 پہنچے نیز بایزید نے اللہ کی آوازیں کہا میں الہیت میں بہت بڑا بزرگ ہوں نیز کسی نے بایزید کے
 سامنے بیان کیا کہ قیامت کے روز تمام امت لو اسی محمدی کے نیچے ہوگی بایزید نے کہا خدا کی قسم
 میرا لو اسی محمدی سے زیادہ تر غلطی نشان ہے۔ اسکے یہ معنی ہیں کہ حقیقت محمدی سے ہوتے ہیں
 وہو علی کل شیء و فحیطہ ہر ایک چیز کو گہرے ہوئے۔ نیز کسی نے بایزید سے کہا کہ خدا کے الہ
 ہیں اور لیج محفوظ ہی اور سیکھ ہے بایزید نے کہا لو کہ محفوظ میں ہی ہوں نیز احمد مرتبی بایزید کو

ایک جا نماز تحفہ پہنچا کہ میرا آب نماز پڑھا کر میں بائزید نے کہا اے بھیا کہ میں تمام دنیا و اولیاء علی کی عبادت
 کیجی میں لپٹ کے سر کے نیچے رکھ دو چوڑی ہے مجھے جاننا کی کچھ حاجت نہیں یعنی جو دیتے گزر کر مقام
 الوہیت میں پہنچ گیا ہوں نیز بائزید نے کہا کہ پہلا سفر جو میں نے حج کے ارادہ سے کیا اوس میں
 خانہ خدا دیکھا میں نے جان لیا کہ حج قبول نہیں ہوا اس قسم کے ایٹ تہر بہر سے دیکھ لے ہیں
 دوسرے سفر میں خانہ ^{جنت اللہ} خدا دیکھا میں نے کہا کہ اب بھی تیری حقیقت معلوم نہیں کر کا میں خانہ
 خدا کے ساتھ خانہ کا وجود پسند نہیں کرتا آخری سفر میں فقط خانہ خدا دیکھا خانہ موجود نہ تھا یعنی حق
 میں ایسا مستغرق ہو گیا تھا کہ سوچا اس کے کوئی چیز و کھانا نہ دیتی تھی اس لئے اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک
 شخص بائزید کے دروازہ پر گیا اور آواز دی بائزید نے کہا کہ کو کا رہتے ہو گے بائزید کو جواب دیا کہ اے
 چچا رہ بائزید تیس برس سے میں اوسے ڈھونڈ رہا ہوں اوس کا نام و نشان نہیں ملتا۔ نیز کئی بائزید
 سے پوچھا عارف کو ہی جواب ہوتا ہے کہا حق کو جواب نہیں ہوتا یعنی عارف حق ہے اور حق جواب
 سے پاک ہے نیز نقل ہے کہ بائزید ایک دفعہ توحید بیان کر رہے تھے اور آپس میں جھگڑے جاتے تھے
 اور کہتے تھے میں خود ہی شراب ہوں خود ہی شکر بخور اور خود ہی سانی ہوں حضرت ابو سعید
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدت میں خدا کی جستجو میں رہا آخر اپنے آپ میں اوس کو پایا اب میں انہیں
 ڈھونڈتا ہوں اور نہیں پاتا۔ نیز انہیں کا قول ہے کہ جب یہ حق میں اہل ہو جاتا ہے اور مقام قرب
 میں پہنچ جاتا ہے اپنے نہیں فراموش کر دیتا ہے اگر اس سے کوئی پوچھے کہ تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں
 جا رہا جواب دیتا ہے اللہ یعنی اللہ ہوں اور اللہ میں جاتا ہوں اس مقام کا نام سیر فی اللہ ہے
 حضرت ابو حمزہ خراسانی رحمۃ اللہ علیہ عارف محاسبی کے مکان پر بیٹھے تھے اتفاقاً کبری
 کی آواز سنیں جد میں آگئے اور کہا کہ ^{جَلَّ جَلَالُكَ} جَلَّ جَلَالُكَ حاضر ہوں میں اسی صاحب جلال و اکرام
 نے پھر یہی کہا کہ بیان کر یہ کیا حالت ہے ورنہ ابھی فرج کر ڈالوں گا جواب دیا اے پچا رہے تو کیا
 جاتے سا اسی سال خاک اور آٹے کی ہو سی ملا کر کہا پھر تجھے اس مسئلہ کی کیفیت ظاہر ہوگی حضرت
 ۲ مل بن عبد الستری رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے پوچھا سر و کب میں فی ہوتا ہے جواب دیا
 اوس وقت جبکہ اوس کا خون جلال اور اوس کا مال مباح جانیں اور وہ جو کچھ دیکھے خدا کی طرف سے دیکھے
 اور فتنی اور فانی و مقول سب خدا کی رحمت شامل ہو یعنی مخالف موافق سب کو حق جانتے نہ غیر

حضرت برہنہ خواص رحمۃ اللہ علیہ آتی پالتی مار کر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے
 علوی نے کہا اؤ مکان آگے اندر نہیں جواب دیا کیا جو سیت کی جانب بلائے ہو شیخ الاسلام انہوں
 کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جب تک شان و گلائی ہو جو وہ جو سیت ہی ہو جو وہ برف میں ہی تھے
 کہ میں ہی تھے حضرت ابوالحسن نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص ان کے پاس
 سے پوچھنے نکلی صحبت میں تربیت پائی ہے جواب دیا ابو حمزہ خراسانی کی صحبت میں پوچھا وہ کون
 دیتا ہے جواب دیا ان کا جب شان و گلائی کے بغیر اسلام کیوں اور کہ وہ جہاں ہم ہیں جہاں قرینہ ہے

جامی کل المیزان فی تہذیب و تہذیب

لا فزیل لایک ولا وصل ولا یمن

یعنی دوری و نزدیکی دو گانگی کی مقتضی ہے اور دو گانگی توحید میں شریک ہے نیز نورانی نے فرمایا ہے کہ جب
 حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی لطافت پر نظر کرتا ہے اپنے تئیں حق ظاہر کرتا ہے اور جب اپنی کثافت پر
 کرتا ہے اپنے تئیں غلط ظاہر کرتا ہے یعنی دونوں صورتیں ایک ذات کے جمال میں نیز نورانی سے کہنے چاہا
 کہ عروجیت کیا ہے جواب دیا شاہ ربیعہ بیت نیز کسی نے پوچھا خدا تعالیٰ کے وہ چہرہ کیا دلیل ہے جواب
 دیا خود خدا ہی دلیل ہے یعنی جس کو ہم دلیل قایم کر سکیں وہ خود خدا ہی تعالیٰ ہے عاقبت یہ دلیل آفتاب
 نیز ابوالحسن فرمے مومن کی آواز سنی کہا خدا تجھے ہلاک کرے اسی تئیں کہ تو کی آواز سنی کہا
 کہ تیرا خدا ہے خدا تعالیٰ میری حاضر ہوں نیز حضرت کے واسطے نورانی سنائیں کہ ہاں لوگوں نے پوچھا
 اسی شیخ کی حالت ہے جواب دیا مومن ہے جو کما غفلت اور لوگوں کو سناے اور اپنی اجرت لے کر کے سطر کا
 اور کہنے لگے جو کہہ گا کسی غرض کے واسطے نہ تھا اور نہ اس میں غفلت تھی و ان قرین شیعہ کے کہ تیرے چہرہ
 کوئی چیز نہیں جو اس کے چہرہ کی تسبیح نہ کرتی ہو حضرت ابو جعفر النعمانی رحمۃ اللہ علیہ
 کے سر پہ بیٹھے تھے اور ان کی وفات کا وقت قریب تھا جنہ نے سر اوٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ابو جعفر نے
 کہا یہ بعد اور دوری ہے حق تعالیٰ جہات سے نترہ ہے یعنی قائمات لقاؤا مشہد و خلیہ اللہ حضرت
 سید الطائیفہ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کے دربار کسی نے یہ حدیث سنی کہ کان اللہ و
 و کم نیک من معہ فیہ اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی جنید نے کہا اَلَا ان کا مکان
 اب بھی کیا ہے جیسا کہ تھا یعنی وہ اب بھی وہاں ہے ایا جو نظر آتی ہیں برف ہی ہیں
 نیز سید الطائیفہ کا قول ہے کہ تصوف یہ ہے کہ ایک ساعت بغیر تیار کے ہے لوگوں نے پوچھا کیا

یکدم از دوسه جدا نشینی تو	ساعتی بے خدا نشینی تو
شرک با حق نشستن یقین	خود بخود آتش نشینی تو

نیز سید الطائیفہ سے کسی نے پوچھا کہ عارف کون ہے اور معرف کون ہے فرمایا لَوْ اِنَّمَا عَلِمْتُ
اَنْتَ بِلِیٰحِیَّ کا کوئی رنگ نہیں اور مکانک بھی ہے جو ظرف کارنگ ہے

<p>آنکس کہ ہزار رنگ عالم بجا شست این رنگ ہمہ جو سر و پای بند شست</p>	<p>رنگ سر و تو گویا خود اسی نداشت او بے رنگ است رنگ اوی پادشاست</p>
---	--

تیسرید الطایفہ فرماتے ہیں میں نے اولیت آخریت کا مطالعہ کیا پھر رب کے غائب رہنے کا ہی ہو گیا اور
بالآخر باقی ہو گیا تیسرید الطایفہ سے کسی نے پوچھا کہ توحید کیا چیز ہے فرمایا التوحید شہادۃ لا اله الا
توحید کے معنی ہیں اضافتوں کا ترک کر دینا یعنی جب اضافت و بیان آگئی تو مضاف مضاف الیہ بھی
جود و گمان کی علامت میں ضرور ہونگے پس انکو رفع کرنا چاہئے توحید کے بیان کو نہ کے مطلق صرف
اشارہ کافی ہے زبانی بیان کرنے سے توحید کا حق اد نہیں ہو سکتا تیسرید الطایفہ کی مجلس میں
ایک فرشتہ نے کہا اللہ عیدہ نے فرمایا غیبت حرام ہے یعنی اسوقت تو حاضر نہ تھا اگر حاضر ہوتا تو نام
نہ لیتا کیونکہ حضور میں نام لینا کرک دہ گناہی ہے حضرت سمنون محبت اللہ علیہ السلام نے
پوچھا کہ محبت کیا چیز ہے جوابے یا کہ محبت بندہ کی حق کے ساتھ پوچھتے ہو یا محبت حق کی بندہ کے ساتھ
ابھی میں خضر علیہ السلام کے رد پر محبت حق کا بیان کر رہا تھا ملائکہ سن سکے اور یہاں گئے
حضرت روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محبت یہ ہے کہ آثار و شریعتیں دیکر کے پسند اور پر الوہیت
ثابت کرے یعنی اپنے تئیں معبود دیکھ نہ عابد تیسر روم سے کسی نے پوچھا کہ خدا کے ساتھ انس کرنے کی
کی معنی میں جواب یا کہ غیر بیان نہ کرنا اپنی ہستی سے بھی مشت اختیار کرے یعنی ہوا حق کے کسی کو نہ دیکھو
تیسر روم سے کسی نے پوچھا کہ توبہ کیا چیز ہے فرمایا توبہ سے توبہ کرنا یعنی نیکی بدی سے توبہ خود کو توبہ پر توبہ
کس چیز سے پہلے تائب فعل بد کو اپنی طرف منسوب کرے توبہ سے توبہ کرتا ہے جب اسکو حقیقت معلوم
ہو یا اسے کہ ہر ایک فعل کا فاعل وہی ہے تو چاہیو تبت ہے کہ زمین توبہ کہ کردہ ام اسی توبہ حضرت
یوسف بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ عیسیٰ کا نزول اور عہد کی خارج

کب ہو گا اور یہی جانتا ہوں کہ عیسٰی کس قبلہ کی عورت کو نکاح کر لیکے اور اوست کون پہنچا
یعنی عارف کا علم اللہ کا علم ہے جو کچھ اللہ کو معلوم ہے عارف کو بھی معلوم ہے نیز یوسف کا قول ہے اگر صدق
و اخلاص دونوں میرے غلام ہوتے تو میں انکو فروخت نہ کرتا اگر خوف و جادو دونوں میرا دروازہ
کشکب تاتے تو میں ہرگز دروازہ نہ کھولتا یعنی یہ سب صاف عبودیت میں ہیں انہی نے ہمارے ہونے حضرت
ابوبکر و اسطی فرماتے ہیں کہ ذکر و ان کی غفلت عوام الناس کی غفلت سے بیشتر ہے یعنی عوام الناس کی
غفلت یہی ہے کہ وہ خدا کا نام نہیں لیتے اور اگر نیکو و غور میں ہیں اور ذکر میں ایسے محو ہیں نہ کہ کوئی
اونکی آنکھوں میں جلوہ گر نہیں ہوتا اور اسم میں ایسے مستغرق ہیں کہ کسی کا بھی خیال ہی نہیں کرتا

خوش گرو بود شستن ہر وقت	این قید چه لازم است بر سن ہر وقت
غافل شد از خلق و حق از حق ست	خود را تعب است یاد کردن ہر وقت

نیز دہسٹ فرماتے ہیں کہ اپنے نفس کو ملامت کرنا اور سکھانے کے ساتھ شریک کرنا ہے یعنی نفس ہی فاعل

از اصل حقیقت چو خبر دار شدی	در حضرت حق محرم اسرار شدی
چون فاعل خبر و شر خدا دیدی	و بدی گناہ از خویش گنہگار شدی

نیز دہسٹ اس آیت کی تفسیر میں دیکھائی دیتی ہے کہ لَنْ تَعْبُدُوا لِلْاَوْثَانِ وَ تَعْبُدُوا اللَّهَ اَوْ هُمْ مُشْرِكُونَ اگر انہیں ہے اللہ
پر ایمان نہیں لائے بلکہ وہ مشرک ہو گئے ہیں، فرماتے ہیں کہ شرک تین طرح کا ہے شرک کفر شرک یا
شرک کفر یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان نہیں لائے وہ تو مشرک ہی ہیں مگر جو ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ میں
ربا نہ نظر کرتے ہیں ان لوگوں کو معبود حقیقی کا شرک تینے ہیں جبکہ دکھائے کہ عبادت کرتے ہیں اسی
طرح وہ لوگ ہیں جو صرف ذکر میں مجر رہتے ہیں، مذکور سے قطع نظر کرتے ہیں اور کاسعہ و مہی ذکر ہے
اصل ایمان جو توحید ہے تیغون کے پاس نہیں حضرت شیخ فرید الدین عطار فرماتے ہیں

شرک دو بہت ہم خفی و جلی	ہر دو را پیش تو کم گھم سار
ای سہ لا الہ الا اللہ	خود ز شرک خفی ست آئینہ دار
بہت شرک جلی رسول اللہ	خویشتر ازین دو شرک برآر
چون ازین شرک باخلاص شوی	منوی آن وقت صوفی ستار

بطریقہ صاف کو ذکر اور فانی الرسول سے چارہ نہیں لیکن جب یہ انہیں مقامات کا باندہ ہے گاتو

جمل بیان سے جو توحید ہے محروم رہے نصیب کا۔ حضرت حسین بنصور حلاج رحمہ اللہ علیہ اپنے بیٹے کو جو آخری وصیت کی ہدیہ تھی کہ اسی فرزند جب تمام عالم کسی کسی کام میں مشغول رہتا ہے تو ایسے کام میں مشغول رہے جس کا ایک دن وہ عمل تقلید سے بہتر ہو بیٹے نے پوچھا وہ کونسا کام ہے فرمایا توحید۔ تیر حلاج سے کسی نے پوچھا کہ: وجود دعویٰ خدائی ہر روز چار سو کوٹ نماز کی پڑھتا ہے جواب دیا کہ میرے سوا کون ہے جس کی میں پرستش کروں تیر حلاج سے کسی نے پوچھا تیر اندہ کیا ہے کہا اللہ

نہر علی شق ز ملتہا حدیث۔ عاشقان باندہ ہر ملت خدا۔

تیر حلاج نے فرمایا عارف کا یوں دست نہیں ہونا جب تک کہ فرزندو جیسے تیر کسی نہ کرنے حلاج سے کہا تو نبوت کا دعویٰ کرنا ہے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو نے میری قدر کم کر دی یعنی میں جو خدائی کرتا ہوں تو نبوت کا نام لیتا ہے حضرت ابو الحسن مہر میں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو مشاہدہ حق سے انکار کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو اپنی طلعت و عبادت میں مشغول کرتا ہے یعنی اس کو قابل معرفت حضور نبی دیکھ کر عوام میں داخل کر دیتا ہے حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر جبریل میکائیل سر سے دل میں گزر کرین تو میں زمین سے کھدوں کہ مجھے نکل جائے۔ تیر شبلی نے فرمایا ہے لیس غیب اللہ فی العالم سو اللہ کے عالم میں کوئی موجود نہیں تیر جنید نے شبلی پر خطاب کیا کہ اے اہل زمین غیب بیان کیا کرنا تھا تو انکو منسوب بیان کرنا ہے شبلی نے کہا انا اقول وانا اسمع ہذا فی الدارین خیر میں آپ ہی کہتا ہوں اور آپ ہی سنتا ہوں کیا دونوں جہانوں میں میرے کوئی موجود ہے؟ تیر شبلی نے فرمایا خدا کے بندے ایسے ہی موجود ہیں کہ اگر اپنا آب ہن دروغ میں ڈال دیں اس وقت دروغ کی آگ سو ہو جائے تیر فرمایا میرا جی چاہتا ہے کہ بہشت دروغ کو کیا رہی لغت کر کے نکل جائے نہ کہ بغیر کسی لالچ کے لوگ اسکی پرستش کریں تیر کسی نے شبلی رحمۃ اللہ سے پوچھا کہ زہد دروغ کیا چیز ہے فرمایا زہد غفل ہے اور تقویٰ شکر یعنی جب سب حق ہے تو زہد و تقویٰ کا کیا دخل تیر شبلی سے کسی نے پوچھا تصوف کیا ہے جواب یا شرک تیر مؤذن نے اذان میں کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللَّهِ شبلی نے جوش میں کہا کہ اگر خدا کا حکم ہوتا تو اس کے نام کے ساتھ دوسرے کا نام کون لے سکتا تھا تیر شبلی سے کسی نے پوچھا توحید کیا چیز ہے فرمایا جو کوئی اس سوال کا جواب دیتا ہے محمد ہے اور جو توحید کی تعریف کرتا ہے شرک ہے جو توحید کو نہیں جانتا

وہ کا فر ہے اور جو توحید کی طرف اشارت کرتا ہے وہ بت پرست ہے اور جو شخص توحید سے سوال کرتا ہے جاہل ہے یعنی تحریر و تقریر اس باب میں قاصر ہیں تیز شبلی سے کسی نے پوچھا کہ آپ کبھی خوش حال ہی نہیں ہوئے؟ فرمایا لاں! سوقت جبکہ جانتا ہوں کہ اوسکو کوئی یاد نہیں کرتا یعنی میری خوشحالی اسی میں ہے کہ کبریاں مذکور و مکیوں اور کوئی ذکر نہ کرے کہ ذکر غیر ہے تیز فرمایا دل کو غمر کے دیکھنے سے محفوظ رکھنا شرک ہے۔
یعنی جب غیر موجود ہی نہیں تو محفوظ کس سے کہیں حضرت ابو العباس و قصاب ابو علی رحمۃ اللہ علیہ ابو الحسن خرقانی و ابو عبد اللہ دہستانی نے پوچھا کہ اندوہ الیٰہ یہ تہہ یا شاہد الیٰہ ازل و ابد جواب دیا کہ الحمد للہ سپر قصابان و نون خالتون نے بالاتر ہے لیس عند الذکر صباغ و کا مساء مکین جہان حق ہے وہاں نہ سچ ہے نہ شام حضرت ابو الحسن حصرمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو ابو بکر شبلی کے مرید تھے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو حق اور بقا کے بعد خالی نہ ہو اس کے یہ معنی ہیں کہ صفت ذات کبریائی ہے کہ اوسکو کبھی فنا نہیں حضرت ابو الخیر مالکی رحمۃ اللہ علیہ سے ابو عبد اللہ تحف نے پوچھا کہ خدا کے ساتھ معاملہ کب صاف ہوتا ہے کہا جب معنی لغت ادبہ جاتی ہے یعنی عنیت حاصل ہو جائے اور بندہ نہ رہے فقط خدا باقی ہے کیونکہ عبودیت خدا کے ساتھ شرک ہے تیز ابو عبد اللہ تحف نے پوچھا کہ تصوف کیا چیز ہے فرمایا غفلت کو ہی اللہ کا وجود جاننا دارا شکوہ نے یہی سبایں فرمایا

۴
مکمل
بنی
مکمل
مکمل

ہر چند کہ خلق اگر فت کوئی	غفلت شد بہت بر بہر مستولی
مشغول بحق بہت بقبہ دیانہ	ہر کس کہ بہر جہت کند مشغولی

حضرت ابو عبد اللہ تحف نے فرمایا کہ متقی بہت مشرک ہیں بہت ہے کیونکہ مشاہدہ حق کا طلب ہے اور توحید میں شاہد و شہود کی گنجائش نہیں حضرت عباس بن یوسف فرماتے ہیں جو کوئی خدا کے ساتھ مشغول ہے اوسکے دین و مذہب کا حال کچھ نہ پوچھئے

کار گفتی تو از بے آزارم	این حرف ترا درست می بندام
پستی و بلندی ہمہ شد ہم وارم	من مذہب بقہ دو دولت دارم

حضرت ہشام بن عبد اللہ شیرازی جب نماز کے لئے تہہ پہنچے تھے کہ کسی مغرب کی جانب منہ کرنے سے کہیں مشرق کی طرف اور کبھی شمال جنوب کی جانب اور کبھی زمین آسمان کی طرف متوجہ ہوتے پوچھا تم نماز کیوں نہیں پڑھتے جواب دیا کہ مجھے کئی عارضے ایسے لاحق ہو گئے ہیں کہ میں بعد از نماز

یہی حال حضرت شیخ نقیہ مدیہ خاص الخاص حضرت میرا میر لاہوری کا تھا اور نماز میں ہی حرکت کرتے نظر

پتہ نہ پائے کہ تو درخشاں باشی	تو فردا نیکی لاری کہ مرا نماز باشد
-------------------------------	------------------------------------

حضرت مظفر کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کسی نے پوچھا کہ فقیر کو اس ہے فرمایا **الْفَقِيرُ كَالْمُحْتَاجِ**
النَّفْسِ وَالْإِزْيَافِ فقیر اپنے نفس کا محتاج ہے نہ اپنے رب کا یعنی احتیاج مقضی شہرت کی ہے اور
 آثار شہرتیلا زید و گالی ہے **حضرت ابو سعید الواحیدی** فرماتے ہیں **بِاعِي**

تا دے زاید یدم لے شمع طراز	لے کا کرم نہ روزہ دارم نہ ساز
جون با تو بوم مجار من جملہ نما	چون بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
جسم ہر شک گشت چشم گریست	در عشق تو بے جسم ہے بایہ ریت
از من اثری نماز من عشق اچیت	چون من ہر معشوق شدم عاشق

نیز ابو سعید سے کسی نے پوچھا مردان خدا کو مسجدوں میں ہونڈین فرمایا خرابات میں ہی تلاش کرو
 لوگ مان ہی ہوتے ہیں نیز فرمایا صوفی صوفی نہیں ہو سکتا جب تک تمام خلق اس کا عیاں نہ ہو یعنی
 صفت بویت دہم نہ ہو نیز فرمایا سات موشا سخن نے ماہیت تصوف بیان کی ہے سیکے بہر وکل
 یہ قول ہے **التَّصَوُّفُ صَرْفُ الْوَقْتِ بِمَا هُوَ كَوْنِي** تصوف ایسی چیز میں وقت صرف کرنا ہو جس کے بہر

چیت میں خوب درہنہ قکارہ	دوست بنزدیک دست یار بنزدیک
راہ تو بہر قدم کہ پویند خوشبخت	وصل تو بہر سبک جویند خوشبخت
روے تو بہر دیدہ کہ بنیم نیکوست	نام تو بہر نام کہ گویند خوشبخت

حضرت شیخ الاسلام اسماعیل ابو عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تراجم
 اپنے زہد پر کرتا ہے اور عالم اپنے علم پر صوفی کس چیز پر باز کرے وہ تو خود اللہ ہے نیز شیخ الاسلام نے
 فرمایا کہ منصور نے نا اہلوں کے ہلنے اپنا بید بیان کیا جو اسکے آزار کا باعث ہوئے اور میں اسی باتیں کہنا
 ہوں جو منصور کی باتوں سے بہت بلند ہیں عام لوگ او نہیں سنتے ہیں اور انکار میں کرتے کیونکہ نا اہل میری
 باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ منصور سے شیخ الاسلام کا سخن اس طرح تھا کہ منصور خدا کو اپنی ذات میں
 منحصر جانتا تھا اور شیخ الاسلام سب کو حق دیکھتے تھے دونوں حالتوں میں بڑا فرق ہے

عارف بخود اطلاق خدائی نکلتا	از ذات لطیف خود جدائی نکلتا
-----------------------------	-----------------------------

چون بندہ کسی بود حسد او باشد	چون جملہ خود مستغنی نماید کند
شیخ محی الدین بن عربی فرماتے ہیں کہ خدای تعالیٰ نے قوم انصاری کو ہوا طحی کا فرما کہ وہ خدا کو تین وجودوں میں سمجھ کر رہی تھی اگر کوئی حق دیکھتی کا فرہوتی حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں	
ما تاج افسر از ہر شوق خدا ایم	ابا بادشہ مملکت ہر دوسرا سیم
ہستیم نہ بستیم نہ در قرب نہ بعد	مایم نہ نہ مایم نہ مایم نہ مایم
ما غرق محیطیم در آب بخوشیم	اسی لب اسل تو چہ دانی کہ کجایم
احمد کہ برون رفت جاییکہ مکان داشت	آیا کو کجائی کہ نہ انیم کجایم
بر سر بانہ صدف افان مشق	زیر ہر دارے دکان دیگرست
کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زمان از غیب جان دیگرست
حضرت ابو صامح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید یہ ہے کہ تو آدمین غایب ہو جائے گا کہ وہ تجھ میں غائب ہو جائے یعنی پہلے تو اپنی ہستی سے فانی ہو پھر وہ بجائے تیری ہستی کے ہو گا نیز فرماتے ہیں توحید عینیت میں حاصل ہو سکتی ہے نہ از روی علم یعنی زبان سے کہنا اور چیز ہے اور عین ذات بخانا اور چیز ہے	
گفتگو با چند جامی لب بہ بند	حال ہے بادیہ سودا ز قبل و قال
گردون سینہ داری گوہر ہے	چون صدف در قعر بنشین کن لالہ
چون شوی در حسل را باب نظر	از قال بحال ایت کرد گزر
از گفتن توحید موجد نشوی	شیرین نشود زبان ز نام شکر
حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے نماز کی نیت کی کہ فرہو گیا اور نماز پابندہ یعنی الوہیت و جدانیت سے تنزل کر کے عبودیت میں آگیا یہ صراط میاں نیز صاحب ہوری فرماتے ہیں کہ میں عرض پر پتا اذان نماز منکر تحت الشری میں آگیا اور نماز ادا کی تیر احمد غزالی کے پاس ایک شخص آگیا اور اسے کہا کہ میں بیان لاتا ہوں فرمایا کچھ حاجت نہیں لوگوں نے عرض کیا یا شیخ آپ یہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم لوگوں نے لا الہ الا اللہ کو سلطنت حق کا مندر سمجھ کر کہا ہے حالانکہ یہ اولیٰ معزولی کا نشان ہے یعنی تم سمجھتے ہو کہ ہم لا الہ الا اللہ کہ خدا کو تخت عظمت و جہروت پر بٹھاتے ہیں مگر خدا و اسکی حاکم میں کمر بستہ رہتے ہیں حالانکہ معاملہ برعکس ہے تم شرک میں گرفتار ہو کر اسکو معزولی کا فرمان کر رہے ہو	

جب تک وجودیت باقی ہے توحید قائم نہیں ہو سکتی اور یہ کلمہ موجب حجاب ہے نہ باعث مصال تیر فرمایا جس پر توحید کی تعلیم الہیہ سے نہ حاصل کی وہ زندیق ہے یعنی گناہی میں اہلبیہ کی طرح بارطاعت ڈھلتا اور ملعون مرکب خاص نام ہونا چاہئے حضرت فتح موصولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الہیہ نے مجھے کہا کہ مجھے توحید پر سخت زینا میں فقط تو ہی ہے الہیہ یہ بات کہہ کر خوب دیا یعنی الہیہ کی اوسکی حالت پر حرم آیا کہ یہ چہارہ ہی میری طرح ملامت میں گرفتار ہے حضرت شیخ برگہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات سو دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا آخر کج معلوم ہوا کہ اپنے تئیں دیکھتا تھا حضرت عین القضاۃ بہرامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کو چہا نا اللہ نہیں کہتا اور جو کوئی اللہ کہتا ہے اسے اللہ کو نہیں چہا نا یعنی جب طالب حق کے خیال سے ہستی ہو ہوئی دور ہو جاتی ہے تو اللہ اوسکا حال ہو جاتا ہے زبان سے اللہ کہنے کی حاجت نہیں رہتی بلکہ وہ کہہ ہی نہیں سکتا اور جو کہتا ہے وہ توحید سے بالکل خیر ہے اوسکا اللہ کہنا عین شرک ہے جیسا کہ بایزید کا قول ہے تو یٰ اَیُّهَا النَّاسُ مِنَ الذُّنُوبِ وَتَوَنَّتْ مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ سِوَا طَرِيقِی لَنْ تَزُحَ ۝ وَتَوَنَّتْ مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ سِوَا طَرِيقِی لَنْ تَزُحَ ۝ وَتَوَنَّتْ مِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ سِوَا طَرِيقِی لَنْ تَزُحَ ۝

آن کیے وقت نزع شبلی را	گفت کامی قدودہ صفار دکیار
کہ بگو لا اله الا الله	مغفرت خواہ زائید و دوار
بہشتم درآمد و بشگفت	ہمچو روی بیمار و چہرہ یار
گفت مشوق من نہ مستغنا	نماشاید ز روی رشوت کا
بعد ازین با وسائی و لب جو	بعد ازین ما دیار و بوس وکتا
بعد ازین ما و نغمہ مطرب	بعد ازین ما و خاتہ خسار

جسکی ہستی ہو ہوئی قطع نہیں ہدی وہ مشرک ہر اسی ہستی کو دور کرنا عین توحید ہر جہل مفسد و طلبی

خوش آنکہ لباس ہم شوق مہم	حق را ہمہ خلق و خلق را حق مہم
یہ آنکہ شود قید حجاب اطلاق	در ضمن بقیدات مطلق مہم
کی باشد و کی لباس ہستی شدہ شوق	تا بان گشتہ جمال و جہ مطلق
دل در طرقات نور او مستہلک	جان در غلبات شوق او مستغرق

نیز عین القضاۃ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے مشاہدہ سے تمام مومن کا ذہن بے لگ

کیونکہ اس سید کی خبر نہیں یعنی اصل غرض حال مجددی سے یہ تھی کہ وہ خدا اور بندہ کے مابین برصہ صلت کا وسیع ہو جن کو گون نے جمال مجددی کو مشاہدہ کیا اور اس کی دعوت قبول کی اور سجدہ پیشہ کر فقط زبان لا الہ الا اللہ کہنے سے اصل مقصد پورا ہو گیا اور اس سے آگے کوئی مقام نہیں رہ کا فر ہو گئی کیونکہ نبوت وحدت کا حجاب ہے مگر ان کو اس کفر کی خبر نہیں مومن وہ ہیں جو وہ ما خلقت الجن والانس الا لیسعبدون کا مقصد پورا کرتے ہیں کیونکہ خلقت جن انسان سے اصل غرض ہی ہے کہ وہ خدا کا عرفان حاصل کریں صوفیہ کرام نے بالاتفاق لیسعبدون کے معنی لیسعبدون لئے ہیں کیونکہ خدا کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں اگر سہوئی تو ملایکہ کافی تھے لہذا ان کو صرف عرفان کے واسطے پیدا کیا ہے کہنت کنز العفنیہ افا حببت ان لغرف فخلقت الخلق من ایکس مخفی تا مجھے شوق تھا کہ میں بچاؤں جاؤں پس نے خلقت کو پیدا کیا۔ اس واسطے کسی بزرگ نے ارشاد فرمایا ہے

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	درد طاعت کے واسطے پیدا کیا انسان کو
قدسیانِ اشد شہتِ دردت	دردِ رجز آدمی درخو نہایت

حضرت محبوب بھائی غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں من اراد العبادۃ بعد الوضوء فقد اشرك بالله ومن شرک الله العبادۃ قبل الوضوء فقد اشرك بالله جسے عبادت ختمیا کی بعد وضوء کے وہ مشرک ہے اور جسے وضوء سے پہلے عبادت ترک کر دی وہ بھی مشرک ہے یعنی یہ قول موافق آید کریمہ واعبدوا ربکم حتی یاتیک الیقین بندگی کر اپنے رب کی جب تک کہ ہو پھر تم کو یقین یقین کے بعد عبادت ساقط ہو جاتی ہے علمائے ظاہر نے یقین سے موت مراد لی ہے مگر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول اس کی موافقت نہیں کرتا کیونکہ موت کے بعد عبادت ممکن ہی نہیں شرک کجا صوفیہ کرام نے ہی یقین سے موت ہی مراد لی مگر وہ موت نہیں جس میں کالبد خالی تھا پھر یہ ہو جائے بلکہ وہ موت موقوفہ ہے کہ تم تو اسے بھی کالبد خالی کے فانی ہو جانے سے پیشتر مرنا اور زندگی حق کے ساتھ زندہ جاوید رہنا۔ پھر ہی بنظر ظاہر باقی رہتا ہے کیونکہ حکم موت و اقبل ان تموتوا موت کے مراد یقین کا مل ہے اور یقین کا مل یہ ہے کہ ذات جب جو نہ ہو بلا ایمان ملا۔ اور اس کی جمیع صفات ہر اسماء پر التفصیل یقین کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ ان کا شمار حدیث شریعہ سے باہر ہے البتہ ہر ایک شخص کو اسکی استعداد کے موافق یقین عطا ہوا ہے اور جو یقین

کہ کمال آخری حد عمر تک ہے کیونکہ کمال تام یہ ہے کہ اوسکے حصول کے بعد کسی اور کمال کا حاصل کرنا ممکن نہ ہو اور یہ محال ہے جب تک زندگی باقی ہے حصول کمال دیگر ممکن ہے مثلاً ممکن ہے کہ ایک شخص ایک سال میں عالم ہو جائے دوسرے سال میں عالم فاضل اور تیسرے سال میں افضل العلماء علیٰ ہذا القیاس اگر بھی زیادہ ترقی کرے بغرض جب تک زندگی باقی ہے کمال کو ترقی ممکن ہے اور دوسرے ساتھ اسکا خاتمہ ہونا ہے پس لازم ہوا کہ تادم مرگ عبادت کی جائے زیادہ تر وضاحت کے واسطے ہم بیان کرتے ہیں کہ آیہ و عبد ربک خطابت بآیات کی طرف ہے باوجودیکہ انکو فضیلت و کملیت تار حاصل تھی اور یہ کملیت ابتدائی رسالت میں ماحصل ہو چکی تھی اگر تاہم آخرین عبادت میں مشغول ہے اگر بعد حصول یقین کا کہ عبادت کی ضرورت نہ تھی تو وہ شہنشاہ کوئین عبادت کو بیفائدہ سمجھ کر اسکو ترک کر دے مگر ایسا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ہی شہادۂ کفرۃ عینی فی الصلوٰۃ سیری آنکھوں کی ٹنڈک نماز میں آ رہا کہ عبادت کے یہ آیت تعلیم اس کے واسطے ہے ورنہ بعد حصول یقین کمال انحضرت فرصیت عبادت سے بیکدوش ہو چکے تھے اگر عبادت کرتے تھے تو صرف بطریق نوافل و استحباب یہ عذر بھی صحیح نہیں کیونکہ وہ سلطان الانبیاء یا ایھا الرسول بلّغ ما اُنزل علیک من ربک و ان لم یفعل فمما بلّغتہ نہ سالتک سے مخاطب یا مومنین یعنی ہی رسول ہو چکے لوگوں کو وہ احکام جو تجہیز و تکمیل کی طرف سے نازل ہوئے ہیں اگر تو ایسا نہ کرے گا تو رسالت کا حق پورا نہ کرے گا۔ اس حکم کے بعد صاف کہہ دینا لازم تھا کہ بعد حصول یقین صرف میرے لئے نہ تھا بلکہ فرصت سا قطع ہو گئی ہے اس کے لئے یہ دستور فرض ہے جیسا کہ یقین بعد از ادراج میں خباہت خاتم النبیین نے ارشاد فرمایا کہ ات جارسے زیادہ ایک وقت میں نکاح نہ کرے اور یہ خدا کی طرف سے میرا خاصہ ہے کہ میں جارسے زیادہ نکاح کر لوں۔ جب تو قبل ان تو تو اگے ظاہری معنوں سے قطع نظر کیجائے اور وہی معنی لئے جاویں جو ضنون کے نزدیک مستحق قبل ان تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا اور وہ یہ ہے کہ بعد حصول کے عبادت شرک ہے مگر حایت محمدی جو ہمیشہ طالب صداق کی رہتی و محافظہ ہے ہر وقت ہی اپنا کام کر جاتی ہے اور اسکو دایرہ شریعت کے قدم باہر نہیں کہنے دیتی پس طالب آداب شریعت کی نگہداشت میں بے اختیار ہو جائے بغیر کسی رخ و تعب کے اوس سے تمام عبادات حاصد ہوتی ہیں بلکہ بدول عبادت کے بے چین رہے آرام رہتا ہے یعنی عبادت یقین اور موت و قبل ان تو تو اگے مرتبہ حاصل نہیں ہوا تھا عبادت میں کیسے تکلیف و تعب و رخ تھا

اس مرتبہ کے حصول کے بعد طالب الگ عبادت نہ کرے تو رنج و غیب میں ہو جائے اور بے اختیار عبادت
 اوس سے ظہور میں آتی ہے آیہ کریمہ **إِنَّمَا الْكَبِيرُ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَنْظُرُونَ أَنفُسَهُمْ**
مُلاَقًا لِّرَبِّهِمْ وَأَنفُسُهُمُ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ طاسی مقام پر دل سے یعنی البتہ وہ (عبادت) رہا
 ہے مگر نہ ان پر جبکہ دل لگیلے ہیں جبکہ خیال ہے کہ انہیں ملنا ہے کہنے سے اور ان کو اوس کی طرف لٹو
 جانا ہے یہ لوگ فرط شوق لغاتے رہا تی میں دیوانہ و ستانہ ہو کر خضوع و خشوع کرا تہ سکو یا کو جو مال

تاست نگردی کشی با غم عشق	آری شہرست کند بار گران را
--------------------------	---------------------------

لغاتے حق سبحانہ و تعالیٰ میں جو عبادت ظہور میں آتی ہے اوس میں لذت و لذت درخت رحمت ہے

آفتابین در ہوا دشواریست	ورنہ آنجا رحمت اندر رحمت
ایں کسح اند کہ در زسے زندہ جو	از کف کن جان جان جانے ریو
وان تنے را کش بود جان خلیل	خوش نگردد گر نگردد در عمل

ہر ایک مثال دیتے ہیں جس سے یہ مسئلہ باسانی ذہن نشین ہو جائیگا۔ ایک شخص تیار ہے اور حرکت کرنے
 سے معذور طبیب و سکودایت کرتا ہے کہ حرکت کر د حرکت بغیر صحت بحال ہے یا چون لون بڑی شکل
 حرکت کرتا ہے بالآخر اوس کو صحت حاصل ہو جاتی ہے اور پھر وہ ہمیشہ حرکت میں رہتا ہے اور اس میں اسے
 بجائے تطیف کے رت حاصل ہوتی ہے اگر اوس کو بحیر حرکت سے باز کرنا چاہیں تو ناخوش ہوتا ہے۔
 تیر حضرت غوث الاعظم نے فرمایا مرد وہ جو قضا و قدر کے سامنے متنازع نہ ہو وہ جو قضا و قدر کے ساتھ
 موافقت کرے نیز فرمایا کہ زندہ ایک ساوٹ کا عمل ہے اور قضا و قدر کا عمل ہے اور معرفت یا عمل ہے کہ
 اوس کی کوئی انتہا ہی نہیں نیز حرکت کے وقت اپنے اپنے فرزند شیخ عبد الوہاب صوفی کی کہ التَّحْقِيقُ حَيْدُ التَّحْقِيقِ
فَأَنَّهُ لِبِجَاعِ الْكَيْسِ یعنی تو یہ دنیا کر کہ ہر سبب دنیا و اولیا کا اجماع ہے تکرار تاکید کے واسطے سے
حضرت قاضی ابان الموصلی حمزہ علیہ السلام حضرت غوث الثغابین سے تیر نماز نہیں پڑھتے
 تے قاضی موصلی نے کہا کہ اوس کو ضرورت ہے کہ ناچاہئے نا کا قاضی ابان اپنے نصف سے کسی اور صورت
 میں نمودار ہوا تو توحید پر میں ایک الی کی صورت میرا بد آنرا بفتیہ کی صورت تیر ظاہر ہوا اور کہا
 اسی قاضی کو ان سے قاضی ابان کو حساب ہے چاہتا ہے صوفی میں قاضی ابان کی ہر صوفی صورت کا پتہ

یا ہر ساعتی بد بسبب زار و کار	تا بود صحن و مجالش را غریب سے دل
-------------------------------	----------------------------------

کسوتے دیگر پوشیدہ جلوہ دگر کند	نظری دیگر نماید بر اظہار حق
<p>حضرت شیخ ابن قیام رحمۃ اللہ علیہ کہ حضرت غوث الثقلینؒ میں یہ شخصیت سے مخاطب فرمایا کرتے تھے کہ وہ بارگاہ الہی میں بڑے گنہگار تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سب دن کو سچے چہرہ دینا اور حضرت الہی کی طرف توجہ ہونا گاہ اپنے سامنے نشان قدم دکھانا بھی غیر تالی کہ یہ کہوں شخص سے جو مجھے گئے بڑھ کیا ہے کیونکہ میرا اعتقاد یہ تھا کہ مجھ کو کوئی سبقت نہیں کہنا نہ آئی کہ یہ تیرے بی کی نقش باپ سے کر لیں کہ تم گئی حضرت وزیر ہان بقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ تو کسی اندیشہ نہ کر کہ سو تیرے کوئی موجود نہیں سچائی اور ناجہی کفایت نہیں کرتا جو کچھ کہتا ہے وہ خود کہہ چکا ہے جو کہ تو دہرہ ہوتا ہے</p>	
در رہ پوشیدگی ہرگز مرد	بر سر کوسے کہ باشی فاش باش
<p>نیز آری لایس ضعیف و عیبا و الکفر کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ راضی نہیں کہ اوسے بندے کفر میں گرفتار ہوں پس کوئی کافر موجود نہیں یعنی یہ کی چوٹی اوس کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے لیجائے اور یہ کہ نہیں کہ وہ سو گراہ رہے کسی اور سے نہ پر لیجائے۔ نیز آری الاطلاق کے مکان کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ طلاق سے مراد طلاق فی نیا و آخرت ہے عرف عارف نہیں ہو سکتا جب تک ان دونوں کو طلاق نہ دے حضرت ابو عبد اللہؒ میں رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ابرو صوفیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ عہدیت ایک ہے اگر ظاہر ہو جائے تو ربوبیت باطل ہو جائے یعنی عہدیت سر ربوبیت ہے</p>	
ہے بندہ کجاست صاحب زندہ	ہے ہر کجاست صاحب زندہ
صاحبیت اگر نباشد بندہ	پیشوی ہو عدان شیخ ابن عربی
<p>رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم صکوت ہوتی حق ہے۔ نیز فرمایا پاک ہے جسے ظاہر کین اشیاء اور وہ خود عین ہر شے کا ہے نیز فرمایا کا شک میں جاننا کہ مکلف کو ہے اگر یہ کہ تو اس کو تکلیف کی حاجت کی کہ ہے۔ نیز فرمایا کہ خلقت کو غیر حق کے اور حق کو غیر خلقت کے نہ دیکھو یعنی دونوں ایک ہی ہیں</p>	
ظاہر حق باحق باشد و باطن جائز	بینا لی چشم ابوداؤد اتانش
ایشا بہ یضارہا من ذات بود	کافر بود آنگہ میت ایما تش
<p>نیز فرمایا تبارک و تعالیٰ کہ گناہ کا ترک کرنا گناہ ہے۔ نیز فرمایا مجھے اوس شخص سے تعبیر آیا ہے جو کہ اچھا نہ ہے اور بہ طاعت کرتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جادات نے نباتات و حیوانات میں لکھیں</p>	

وَأَنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا بِشَيْءٍ وَمَحْمُودٌ لِمَعْنَى تَعْنِيَاتٍ بِمَعْنَى مَخْلُوقَاتٍ مِنْ شَيْءٍ كَوْنِي خَيْرٌ مِنْ شَيْءٍ جَوْزٍ وَدَرَكًا لِكَيْ تَأْتِي
مِنْ شَيْءٍ نَكْتِي هُوَ بَعْضِي بَعْضًا كَمَا مَعْرُوفٌ هُوَ مَكْرَهُهُ تَرْخِيفًا عَارِفًا بِرُطَابِ هَرِيقِينَ وَهَرِيقَاتٍ

توحید و شناخت ہر کرا حالی نیت	دور راہ طلب ہمت و عالی نیت
خوش آنکھ میان غیش حق را نیت	اور بہ جا نیت سچ جا خالی نیت

تیر فرمایا مرد وہ ہے جو اپنی عبودیت کا مقابلہ حق تعالیٰ کی الوہیت کرے اور حق تعالیٰ کی الوہیت کا اپنی
عبودیت کے سبط امام محمد خالی اہیا، العلوم میں فراتے ہیں کہ ابدال جو لوگوں کی نظر وں پہنچاں ہن
اسکا سبب ہے کہ علماء ہی وقت کے دیکھنے کی اور نہیں طاقت نہیں کیونکہ علماء اپنی دولت میں اور جاہلان
کے نزدیک عالم ہیں کہنے الواقعہ نیت جاہل ہیں انکے جوہر سے کوئی اہل اللہ سلامت نہیں گیا۔

حق گفت حسین بر سر وار سید	زہد بین بود بشر حہ انکار سید
از شومی شرف نفس طایان نیت	باہر بی دلی کہ آزار رسید

حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جو کہتے ہیں کہ جذبات حق ہیں
ایک چیز بہ عمل تقلید کے برابر ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ ریاضت کے اس تہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ جذبہ کی
حالت میں طالب قصہ فا ذکر دینی سے مکمل جاتا ہے اور سلطان اذ کو قصہ محال کہتا ہے ذاکر مذکور
عاشق معشوق ہو جاتا ہے عشق دلالہ کی طرح دروازہ پر رہ جاتا ہے ہستی مجازی اہلہ عانی اہل اللہ ہستی
حقیقی جلوہ گر ہوتی ہے حضرت شیخ سعد الدین جموی رح فرماتے ہیں

انم کہ جہان چو حقہ در شہ نیت	مین حق ز قوت لہ نیت
کوین در مکان و ہر جہ در عالم نیت	در قبضہ اقتدار گشت نیت

حضرت شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف بہشت میں ہونگے نہ دوزخ
میں بلکہ انکی جگہ اعرف ہوگی حق تعالیٰ نے انکے وصف میں فرمایا ہے وَ عَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ
يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ یعنی یہ ایسی جگہ میں ہونگے جہاں سے بہشت و دوزخ کا حال دیکھ سکیں گے
کیونکہ بہشت و دوزخ جہہ کے واسطے ہیں اور یہ لوگ ات باری میں شکر میں تیر فرمایا کہ عارف جو امر
معروف نہی منکر کی ناکہ کرتے ہیں اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ کی نوحیہ اختیار کر دے اور پھر سے باز ہو۔
حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجری لاجپوری رح کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا

اور درخواست کی کہ آپ مجھ کو مرید کریں فرمایا کہ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ اوستے ہیا ہی کیا خواہیے اور کو مرید کر لیا۔ کہتے ہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مرید ہوئے کہ وہ طوطی خواجہ حسد کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا ہمارا کلمہ پڑھو قطب صاحب نے انکار کیا اور وہیں چلے آئے رات کو خواب میں دیکھا کوئی کتا ہے اسی قطب الدین چشتی نے اپنے تئیں بہت کمر تیرہ میں ظاہر کیا ہے اگر وہ کچھ چشتی اور تودو سیاہی کلمہ قطب صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علم بجا لا کر مرید ہوئے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں سالہا سال جو کچھ حق نے کہا فریاد کیا اب جو کچھ فرید کہتا ہے حق کرتا ہے شیخ المشائخ نظام الدین اولیا دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کچھ یاد ہے کہ روز شناق میں خدا ہی تھے بے جوہر کسی کو کیا تہادہ بوزنی بان میں تھا۔ یہو سٹے شیخ پور گیتوں کو بہت پسند کیا کرتے تھے حضرت شیخ عبدالعزیز بنیاتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ جسے اپنے تئیں پہچانے کو چاہا۔ یہ یہ نہیں فرمایا جس نے اپنے تئیں پہچانے کو چاہا تاہی عرفان اپنی ساخت ہے نہ اپنے تئیں قی کرنا۔

کے کار تو در نہماں حق سے آید	کے قلب کے در عیاں حق سے آید
باید کہ تو عین خویشی زانی حق	فانی شدت چہ کار حق سے آید

نیز فرمایا خدا بنو اگر خدا نہیں ہو سکتے تو خودی میں ہی گرفتار نہ رہو۔ محمد داراشکوہ رحمتہ اللہ علیہ اس قول کو ترنی دیکر یوں فرمایا ہے کہ خود بنو اگر خود نہیں بن سکتے تو خدا بنی بنو تیر شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں

ہم سہ خدا سے پاک پاکیم	بے زائش و بادو آیت خاکیم
پیوستہ زہمت و نیست عریان	عرباں شدہ ایم و جامہ پاکیم
ناخوش بد و چشم سہ نہ مہنیم ہر دم	از پانی طلب غمی نشینیم ہر دم
گویند خدا بچشم سہ نہ توانیم ہر دم	آن ایشاں دست من چہ نیم ہر دم

استاد موصدان حضرت مولانا جلال الدین رومی انسان کی طرف خطاب کرتے ہیں

اسی نسخہ نامہ الہی کہ توئی	وہی آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیردن تو نیست ہر جہ در عالم تب	از خود بطلب آئینہ خواہی کہ توئی

آخر عمر میں جب عرفان و توحید درجہ کمال کو پہنچ چکا تھا مشنوی شریف میں ارشاد فرمایا ہے

	در بشیر و پیش گشتن باب	فهم کن و المده علم بالصواب
حضرت شیخ صدر الدین قونوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق کا باطن انسان کا ایک ظاہر ہے اور حق کا ظاہر انسان کا ایک باطن ہے یعنی باطن ظاہر انسان کا ایک ظاہر و باطن حق ہے حضرت شیخ شرف الدین یانی قتی الشہر بابو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے معنی ہیں غیر حق سے اعراض کیا اور اس ایمان کو ہمیں کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتا نیز اپنے دیوان میں فرماتے ہیں		
دیہامی را در دیم نامے نماز منے گزاریم در خرابات براقے کردم ازو حدت چو بر تے مرا چون نام زندیقی بر آید شرف زنا و تسبیح بی شد بر دایہ قلندر را پیمیا و نکو ترین قلندر را زنا شہا خدا سے را کہ از شہا	و گر ناموس را از من سلاے کہ دے رائے سجدہ کئے قیامے خدا سے را برو کردم بجایے چو ستم نیت ننگ از بسج نامے تو خواہی خواہر شو خواہی غلامے ہر کلت ازو صد قلندہ افتر مین خدا اند قلندر ان قلندر اخذ دین	
شیخ محی الدین بن عربی نے جو فرمایا ہے کہ ہم خدا کی غذا میں خدا ہماری غذا اسو نعمنا سو ہے۔ شاہ شرف کا نام دیوان اویشوی دوزخہ... وحدت وجود کی تحریر میں حضرت شمس الدین کی شہادت ہے کہ شاہ شرف نے فرمایا ہے		
ہر نقش کہ بر تختہ ہستی پدید است دایہ یمن جو بہ زندہ موبے نو	این صورت گہن سنگین نقش است موجش خوانند در حقیقت دریا	
حضرت محی الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ عبارت کتایات بقدر کیم با ین بت ہن دیکھتے ہن		
غیر شمس غیر در جہان نگر است	لاجرم جسد عین اشیا شد	
نیز فرمایا کہ آدمی کسی خیر کو اس قدر دوست نہیں کہتنا جقدر کہ اپنے تئیں یعنی جیہ عینیت کے مقام پہ پہونچے تو اپنے تئیں عین ذات مطلق کہتا ہو اور ذات مطلق سے عزیز ہے لاجرم اپنے تئیں سے زیادہ عزیز جانتا ہو		
دعوی عشق مطلق نشو و نما آدم مشتوق و عشق و عاشق ہر کلمہ است	ہنجا کہ عشق مست انسان کلہ کل چون وصل نہ کنجد چہان کلہ کل	
نیز فرمایا حقیقت خدا دل پہ چہا... مطلق کہہ دی۔ مطلق کہنا یعنی ہر جگہ وہی ہے۔ نیز فرمایا		

یک کار فکندری بسامان نشود	تا صومعه و مدرسه ویران نشود
یک بندہ حقیقہ مسلمان نشود	تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود
عراقی اجزا بدنام کردند	چو سر خویش را کردند خود قاتل
یعنی با سبج اظہار تو خود تیرا ہی ہے اور خود ہی اپنے تئیں ظاہر کر رہا ہے اور ظاہر ہونے کا تجھے خود شوق ہے پھر اگر عراقی یا مسعود کیسی اور نے کچھ کہہ دیا تو کیا بڑا کیا حضرت صاحب الدین کرمانی شہ فرمایا	
در خیمہ لطف بجایم دست	ذا تم زور امی حرف دیر دن ز حدت
علت بگزارانک عدا د است	علت ناصد باد حد آمد حسرت
حضرت شیخ غفر لہ الدین محمد و کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مد با سبی	
چون من تو امین توئی دانی تاک	امی دست میان با جدالی تاک
بہر نقطہ امین غیر غالی تاک	غیر از نو مجال چہ سہ چون اند
حضرت محمود شوکتی رحمۃ اللہ علیہ جو دقایق تصوف و اصطلاحات صوفیہ کے ہمارے مین گانیہ فرماتے ہیں	
بود ز نار بستن عفت ز خدمت	بت ایجا نظر عشق بت وحدت
بود تو جید عین بت پرستی	چو کفر و دین بودت سیم ہستی
از آجملہ ملی بت باشد آہستہ	جو آشیاہست ہستی از مطاہر
اگر شریعت در روی آن تو میرست	وجود اینجا کہ باشد محض خیرست
ہر آنست کہ دین در بت پرستیست	مسلمان کہ بدہستہ کہ بت مہیست
بجا در دین خود گمراہ بودے	اگر شرک مذمت آگاہ بودے
اگر کفر حقیقی شد نہ دار	ز اسلام مجازی گشتہ سہزار
کہ گشتی بت پرست از حق بھی خواست	بدان خوبی رخ خود را بیا رست
نہو کرد و گو گفت و نہو بود	ہمو کرد و دہمو گفت و ہمو بود
برین ختم ست اصل و فرع ایمان	کی بین و یکے گو و یکے دان
حضرت شیخ مغربی رحمۃ اللہ علیہ اشہد یو ان مین جو تصوف کی جہان ہے فرماتے ہیں	
ذاتے کہ صفات اوست کہ ہم ماہم	گنجے کہ طاسم اوست عالم ماہم

ای آنکه توئی طالب اسم اعظم	از ما مگذر که اسم اعظم مایتم
روزت بستم و دم و نمید انستم	شب تا تو غنودم و نمید انستم
ظن برده بخویشتم که من غیر تو ام	من جلد تو بودم و نمید انستم

حضرت شیخ خواجہ علی ہشتی رحمۃ اللہ علیہ جو اقرآن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پیر ہے
فرماتے ہیں کہ اس اہل عبادت ریاضت جاننے کے مذاکار سے بہت نزدیک ہے اور ریاضت و محبت
کا یہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند میلتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ کے پاس علیا
یہاں پر جو تک ہے اسے خواجہ نے فرمایا اگر ہماری صحبت میں ہونا چاہتے ہو تو ایمان سے دست بردار نہ ہو
یعنی ہماری ایمان جو شرک باطنی ہے ہماری نگاہ ہر کام میں آتا نیز فرمایا حق کے واسطے حق کی نفی کر سکتے
یعنی ذات حق کے واسطے صفات حق کی نفی جائز ہے مولانا سعد الدین کی شغری رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ تم اپنے تئیں حاضر کرو یا عین بعین ہے یعنی شاہد و معاینہ کی حاجت نہیں محمد و ارسکوا

وہ نظرست رو بہ چیز کئی	کوری تو چرا بخویش تجویز کئی
حق گشت چو آنکس کو گواہانو	باید کہ نظر بسوے نیست کئی

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند میلتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سایہ ملک بدو اقدس اسرار ازل	کبت و ملک ملک حضرت ازل
فرد یغنی یار در جسام جود	بمسدہ شرابے کہ ہو شمع ربود
از نیابت تا جسمہ عزمہ ام	سرم در سجودت و جان در شہود
در آن جسام دیدم بعین یقین	نبود دست غیر تو غیر سے نبود
چہ غیر و کجا غیر کو نقش غیب	سو سے اللہ و اللہ مانے الوجود

حضرت خواجہ عبید اللہ احمر جو عارف نامی مولینا جامی قدس اللہ ارواحہ کے پیر ہیں
فرماتے ہیں کہ شریعت میں جیسا کہ فیاض النہار پر ہو چکا ہے نماز مذکورہ اور حقیقت میں جیسا کہ فیاض
عارف نے بیان کیا ہے بلوغ کرنے نماز مذکورہ ہے نیز خواجہ حلاوس کی یہی تفسیر فرماتے ہیں عرض
حق من توئی عن ذکرنا کہ یہ آیت عملان حق کی شان میں ہے یعنی ایسی محمد جو شخص ذکر سے کر
مذکور ہو گیا ہے تو اس سے سرور کا ذکر نہ کرنا اس طرح حضرت بیان صریح ہو رہی اس کی تفسیر میں

کہ بہت کند صورتی مری زنی	کہ شکستہ این صورت بانی و ستی
کس نسبت کہ پر سدا این زان چنسا	از بہرہ سازنی چرامی شکنی
شرط عقلست دکار خدا دم زنی	این جہت کہ گفتی تو ز مری زنی
گل اچہ مجال است کہ پر شد گلایل	از بہرہ سازنی چرامی شکنی

عارف نامی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی ارشاد فرماتے ہیں

درہ ایہ دور زمان جزوین کسیت	در سلسلہ کون و مکان جزوین کسیت
من محمود و داود و عیساں ساری	ز ان سے گویم کہ در جہان جزوین کسیت
ای غیر ترا بوسے تویر سے نے	خالی ز تو سچے وہم دیر سے نے
دیدم ہبہ اسان مطلقا	آن جملہ قوی و در بیان غیر سے نے
ہمایہ ہمیشین و ہمہ ہمہ اوست	در دلی گدا و اطمینان ہمہ اوست
در انجمن مہرق و نہا سخاۃ جمع	بائتہ ہمہ اوست شرم بائتہ ہمہ اوست
کہ بادہ و گاہہ جام خونیم ترا	کہ دانہ و گاہہ دام خونیم ترا
جز نام تو بر لوح جہان چیز نی	آیا بکدام نام خونیم ترا
دریدہ عیان تو بودہ من غافل	در سینہ تہان تو بودہ من غافل
از جملہ جہان نشان تو می جستم	خود جملہ جہان تو بودہ من غافل
بودم آن دم بدر می کہ از درون	کہ از انکاک نشان بودہ از باک نشان

تاکہ سے مراد تعینات میں اور پاک سے مراد بوبیت یعنی یہ دونوں موجود نہ تھے اور میں تھا کہ مکہ تہہ ہوتی ان دونوں مراتب پر فائق ہے۔ نیز فرمایا عبادت کو عبادت میں لذت حاصل ہوتی ہے نوہ عبادت میں مشغول رہتا ہے مگر حقیقت حق کا عاید نہیں بلکہ اوس عبادت کی عبادت کرتا ہے حضرت شاہ عالم رحمۃ اللہ علیہ قاضی محمد ریشہ الشہ قاضی محمد نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے کہا میں پوچھا تیرا کیا قول ہے کہا اللہ الصمد پوچھا تیرا کیا حال ہے کہا اللہ احد پوچھا تیری صفت کیلئے کہا کمیلہ و کم ولہ پوچھا تیری قدر کیلئے کہا ولہ کمین لکنوا احد حضرت سبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معراج یہ نہیں کہ نہان ہوا ان بنکر آسمان پر چڑھ جائے بلکہ معراج یہ ہے کہ اپنی حقیقت دریافت کرے

یعنی معراج خاصۃً انبیاء میں بلکہ اولیاء کو ہی ہوتا ہے جسے اپنے نفس کو چھوڑ کر ان کو سوا کرتے ہیں اور سوا کرنے
حاصل ہو گیا آیہ سَمِعْتُمْ نَذْرِي أَفَأَمِنْتُمْ لِي وَلَا يَخَافُنِي الْعَالَمُ نَزَلَ مِنَ رَبِّي فَلا تَهِنُوا

ہر چیز پر بخیر خدا سے نامی چند است	دامی نبی فریب نامی بند است
تکلیف نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ	جو شے زہری پختہ نامی بند است
آنم کہ نذارم بد عالم نامی	ناماقتہ ام بیکہ جو دارا می
کہ خلق و جهان جملہ جو من دیوید	حاجت شد می رسولی و پیغمبر

یعنی توحید و عرفان نہت و بات کا کام کرتا ہے حضرت شاہ محمد عوث گوالیارہی
رحمۃ اللہ علیہ سے شاہ محمد علیہ پوری نے سوال کیا کہ نماز بجزہ کو وقت میں ہوتی ہے اس کے جواب میں
آپ لکھتے ہیں کہ نماز بجزہ اور وقت میں ہوتی ہے جبکہ بجزہ کو خطرہ نہ سمجھیں قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الناس کلہم مؤمنون بالعالمون والعالمون کلہم مہلکاء الخاضعون
والخاضعون کلہم علی خطرۃ عظیمہ الا امة استخون رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرمایا ہے
سب آدمی مہلک ہیں سوا عالموں کے اور سب عالم مرض ہلاک میں ہیں سب مخلص ہیں ایچ اویس
مخلص خطرہ عظیم میں ہوئے اس وقت کے۔ اسی عزیز ابنی عناصر کو دیکھ کہ ہمہ سب شیخی نے تعلق میں
اول ایچ جس شان میں اب جل ملالائے فرمایا ہے کل شیخی میں الماء حق ما یزیدہ حیوانی سے زندہ
ہے اور وہ پانی ماستخون کو میسر ہے دوم ہوا لا یستوی الزیج وانیہ من نفس الرحمن ہو کو برا کہو
ہو النفس من ہے سوم خاک اللہ نعم السموات والارض فدا زمین و آسمان کا نور ہے تیار ازم
موسی صلوٰۃ اللہ علیہ سلسلہ کی بیوی عالمہ تین اور وضع حمل کا وقت قریتہ اک کی ضرورت تھی
ہر چند تلاش کی نہ لی وحی الہیہ فلا نے پہاڑ کے دامن میں آگ ہے جب مہی علیہ السلام کو پیش کو ہر میں
میں ہوئے ایک رخت کیسا چیراں چاک ہی تھی وہ درخت انا کا تھا اور وہ آگ کل انا سے زیادہ تر
سرخ تھی موسیٰ نے بسوقت درخت کو ہاتھ لگایا آگ نے کہ لا انا ربک لا اعلیٰ میں زیر پروردہ رہوں
اور سب سے بڑے رہوں وہی علیہ السلام حیران رہ گئے مہی عزیز کیا کہوں اور کیا لکھو یا علم ہی ہے کہ
سیاہی ہی مہی حضرت شاہ نیاز احمد صاحب نیازی بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

نسی که سرافراشته و عین بهشت است	عزیز که خلوت و هم نشینان بهشت است
---------------------------------	-----------------------------------

از صحت سخن خوبان همین نمود رقم ز بر عشق چو واقف توی یقین دان شاید الم صبیح از زبان صمیم شد بدین مهر حق شد بدین حق آلوده نیتا مدام کف پاره کنی تو بدین یقین ز تری چو یقین نیاز نیست از کو ابر کلام این یار کو پہنچے جا بدیکہ کہیں بکریہ و اکہیں وجہ کہیں پودہ پلہ و دہلہ است کہیں پیچہ بادشہ و تہ نشین اکتہ نیکے واقف ہو بلکہ یہ بونا تکلف ہے دیکتا آپ ہے سنے ہے آپ یہ کی اپنی تھی اے خواہش کرے عوے ہیں نادانی کا	از خط و خال رخ و زلف شکن بہر کہ قید لیل و شیریں کو کون بہر صنم پرست صنم ہم صنم شکن بہر کہ گوش سن بہر او نہ چشم بہر یقین شود تو کین شمع و برہن بہر طریق کہ دین بر پیر بہر صنم تجی کہ دین قت و سخن بہر ہمین خط کہ بہرین چہا و یکہ ہمین فانی کہین بقا و یکہ ہمین مہندہ کہین خدا و یکہ ہمین کاسہ لے گد او یکہ یہرہ یار جا بجا و یکہ ہمینے او سکو سنہا و یکہ نہ کوئی او سکا مسوا و یکہ آب کو طرح بنا و یکہ یہ داروہ کہنجا و یکہ
ولینا و مرشدنا حضرت مولوی نوار احمد صاحب نقشبندی چنیوٹی قدس	
الہدو العزیز سرودتہ بالف سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندان رحم کی مع میں فرماتے ہیں	
اونہا جن ذات عین ذات حق ہے	لما ظہر لون ایدہ کلمہ فاسق ہے
انیرہستان ناز و پازمین چو بجالی زبان میں ہے ارشاد فرماتے ہیں	
اول خبرتے باطن او ظاہر	تین ہے مسوا کیزات قاہر
اوسی اک ذات دمی میں جلد جلو	اوسی وحدت ہے میں کفر و غلو
کوئی شادان کوئی دلتنگ بیگا	کہ ہر رنگ میں اسی دانگ بیگا

ادسی جہلو ہے دیر درمیز چون بچکوں ہے جگر چون	بہت جو دبا و حدت دگر خمن در و ان میں ہی ہے لو بر خمن
اگر ادسی ازین معنی نشت بگوش ای مولوی بن در کمن	بخوان معنی ان الله معنا کہ چون نیست جزد صدور سچان
بکس تختیق این معنی نصوت پر گشتی تو در ساگر دست	کہ صورت بہت معنی را فر دست سے میں شوا سسا تو گدا
بودت تو ایسان تازہ گدا بجز حق نیست دیگر ہستی اخ	مسلمان ہو مسلمان سپیدان ہو الحق کوے خواہی گوانا الحق

بندہ مولف اس قابل نہیں کہ ایسے بزرگوارمہ دان خدا کی مجلس میں مصطفیٰ میں ہی پاک
مگر اپنے پیر روشن ضمیر کے فیوضِ باطنی سے جو کچھ دل محبت ترل پر القاء ہوا ہے حوالہ قلم کرتا ہے

کیا کہیں جسے جھلک کیا دکھا نہ کا یا ان نہیں ہے نام نشان	آیت دار آیتا دکھا نور احمد ہی جا بجا دکھا
--	--

اثباتِ حدیث جو دی میں یہ چند اقوال جو پیش کئے گئے ہیں طلبِ صادق کے لئے کافی و دافی ہیں
اولیاء کرام و صوفیہ عظام رحمہ اللہ جو تمارست میں بیک نہ رہی تہا میں یہ مذہب تواتر و اجماع کو
بہت جگہ اسکے منکرانہ اجماع و سنت کے بغیر باللہ من بشر انفسنا و من سیئات
اعمالنا۔ اللہم و تقنا ولا تحبنا بحضیل ما نحب و نرضی عنہ من سبیل الا قولہ
والاخرین والصلوات والسلام علیہ وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
اللہم احسننا مع زمرہ اولیائک وارحمنا معهم بحسنتک یا ارحم الراحمین

اصنافِ اربابِ الولاية

اسد جل جلالہ کو منظور ہے کہ بیک دنیا باقی ہے برائے نبوی کو قایم رکھے اور بایک معنی مناسب اور
نہایت و با اللہ اس کے ہاں کے ظہور کا سبب ٹھہرایا ہے اس انتظام سے صلی غرض یہ ہے کہ آیا
نہیں و محبت مدنی محمدی ہمیشہ ظاہر موتاقت اور جو غرض مدنی فیاض سے دلت باک سول اکرم صلی

عابد مسلم کو پہنچا ہے اور کاسہ ساقی سے منقطع ہونے بلے فی الواقع نفوس قدسیہ انبیاء و اولیاء الزکوٰۃ
معنی متحی ہیں گو صورت میں متفرق ہیں الفقر کو کفّ و الحاح (فقر است نفس و امین)
اسی اتحاد اور افسانہ ہے مثلاً ایک مکان میں دس چراغ جلائے ہو کر ایک ایک ہو گا گو صورت
ہر ایک چراغ مختلف ہوگی ایک ناکو نچ کر باقی نکالیں تو گودانے صد ہاتھ لگے مگر باقی واحد ہو گا

ایک توحید بر ولی را مسلکست	ایک توحید بر جمیع جملہ ملکیت
و نہان محدود ایک ہاں یکے	جسم شان بسیار لیکن جان یکے

اسی اتحاد و توحید سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے قیام تخت نبوی کا کام ادا کر ارام کی تفویض فرمایا ہے
اور بہ اولیاء ایمان عالم میں تمام دنیا کا نظام انہی سے متعلق ہے اسی کے قدم کی برکت سے آسمان
سے منہ برستا ہے اور زمین سے نباتات لگنے ہیں غرامین کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کی ہی امداد
کرتے ہیں یہ سلسلہ پینے سے آزاد ہیں کیونکہ انہی سے انہیں معنوی اتحاد ہے اسبواطی انکی خوراک
ہوئی ہے انہی سے معنوی مسرت و یار حق سبحانہ و تعالیٰ جسکی فرشتوں کی غذا تسبیح و تہلیل حق
ہے اسی غذا جنیسی ہے صرف لقادہ اللہ پر انکی زندگی موقوف ہے۔ اسی باب لوی معنوی فراتے ہیں

این چہ سرانج شمس کو روشن بود	از آفتابہ سنبہ دروغن بود
تغیر گردون گر چنین دایم بود	نه از طناب استنہ فایم بود
بچنین این قوت ابدال حق	ہم نہ حق دان از طعام و نہ از طبع
جسم شان را ہم ز نور سرشته اند	ما از روح و از ملک بگزینہ اند

انکی تعداد چارہ برابر ہے اور انکو مکتوم کہتے ہیں اسلئے کہ یہ اپنی اپنے مقصود میں اپنے مشغول ہیں کہ ایک دوسرے
کو نہیں پہچانتے بلکہ وہ خود اپنا حال ہی نہیں جانتے اور بالکل خلقت کی نگاہوں سے مسور ہیں انکی
علامہ میں جزا تین درجہ دنیا کا نظام کرنے اور مہمات کو سر انجام دینے میں گویا سرنگانہ درگا الہی
ہیں نظام مہمات متعلق جو حکم و تدبیر ملتا ہے بے کم و کاست اسکی تمیل کرتے ہیں اس گروہ کو خیا
کہتے ہیں۔ پالیس شخص اور میں جبکہ ابدال کہتے ہیں انکی نسبت یہ قول بھی مشہور ہے کہ جب حضرت
مریم عیسا علیہما السلام نے بن بابک سے جنازہ ملی قوم کے اکابر ترس کر جنگل میں جہان مریم نے یہ سچا
تہلکے تاکر اپنے ساتھ گھر میں آدین اور جنگلی درندوں اور ہوک پاس کے عذاب سے بچاؤ دین

مریم نے ان سے کہا کہ میں یون نہیں جا سکتی قوم اور تمام شہر مجھے ملاست کر لگا کر کنواری بنے پیر جانا
 تم میری ہر قوم چالیس لڑکیاں میرے پاس ہیجد میں لوں نہیں مگر شہر میں جلی جا دنگی کوئی میری طرف
 اونگلی اونٹا سکے گا۔ لگا بر قوم تے یہ عقد قبول کیا اور چالیس لڑکیاں جو مریم کی ہمعمر تھیں اوسکے پاس
 ہیجد میں مریم نے ان سے کہا کہ تم چالیسوں ایک ایک پیر گرد میں اور تالو اور ویر کپڑا ڈھانک دو
 اونہوں نے ایسا ہی کیا خداوند سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے اون بچوں
 میں جان الہی بر لڑکیاں جو کنواری تھیں بچے گو د میں لے شہر میں داخل ہوئیں یہ حال دیکھ کر ان
 شہر دنگ ہو گئے اور کسی کو دم مارنے کی مجال نہ رہی چل تن جو مشہور ہیں اور اباب حل عقد ہیں ہی
 ارواح مقدسہ میں لیکن مولف کی نظر سے کسی مستند کتاب میں یہ روایت نہیں گزری۔ رات تن
 او میں جنگ آوار کتے ہیں اور پاتر او میں جنگ آوار کتے ہیں اور تاج و تاج و تاج کے معنی میں تیج
 کے سہارے غیہ کٹر کیا جاتا ہے چونکہ یہ چار کوٹ کا تعلق ہوئے ہیں اسلئے انہیں اور تاج کتے ہیں
 تین شخص او میں جنہیں انقباع کتے ہیں ایک شخص ہے جسکو قطب غوث کہتے ہیں یہ فریضے ایک دے
 کے دشناس ہیں اور یہ انجام مہمات و بھاج مرآت میں ایک دے سر کے ان کے محتاج ہیں قطب یا غوث
 کا مرتبہ سب سے بالاتر ہے اور اوسکو سو پہلے فرقہ کے دوسرے بے قول پر تصرف تسلط ہے غرض
 نصیب کا ہی اوسے احتیاج ہے معلوم نہیں خدا کے علم میں قطبیت و غوثیت کا خطبہ کن کن مقربان بارگاہ
 الہی کے نام پر پڑا ہے اور کس کس غرض نصیب کا نام کا یہ کہ جاری ہوا ہے لیکن مشہور تر نام حضرت
 غوث الاعظم قطب الدین شیعہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے چنانچہ ان کے تصرفات کے بیان
 میں ولینا جامی قدس سرہو السامی فرماتے ہیں کہ شیخ کے مریدوں میں سے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں
 شیخ کی خدمت میں مشغول ہا کرتا تھا اور کثرات کو جا لگا کرتا تھا ایک شہاب حجر سے باہر نکلے میں
 پانی کا ٹالے گیا کہ شاید منور کرین میری طرف التفات کی اور دروازہ کی جانب متوجہ ہوئے خود بخود
 دروازہ کھل گیا آپ باہر نکل گئے میں ہی آپ کے پیچھے ہوا اور میں خیال کرتا تھا کہ آپ نے مجھے نہیں دیکھا ہے
 شہر بغداد کے دروازہ پر پہنچے وہ بھی کھل گیا آپ شہر سے باہر نکلے میں ہی پیچھے تھا پھر خود در
 شہر کا دروازہ بند ہو گیا۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک شہر نظر آیا میں نے پہلے کسی یہ شہر نہیں دیکھا
 تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ کس سمت کے ہر شہر کے اندر ایک مکان میں تشریف لے کر وہاں چہرہ نہیں

یہ شہر ہے
 جو کہ
 شہر بغداد
 کے دروازہ
 پر ہے

تے رہنے اور مکر سلام و استقبال کیا اور میں ایک ستون کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ مکان کے ایک کونے سے
نالہ و بکا کی آواز آرہی تھی جو تھوڑی دیر میں بند ہو گئی ناگاہ ایک شخص آیا اور جدہ سے نالہ کی آواز آتی
تھی اور طرف چلا گیا اور ایک شخص کو کنہ سے براؤٹھا کر باہر لے آیا۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا جس کا سر
برہنہ تھا اور بال جب بڑھے ہوئے تھے یہ شیخ کے سامنے بیٹھ گیا شیخ نے اس کو شہادتین تلقین کی
اور اس کے سر اور لمبوں کے بال لئے اور طاقیہ پہنایا اور محمد اور کا نام رکھا ہر لون چہ لون سے مخاطب ہو کر
کہا کہ میں نے خدا کے حکم سے اس شخص کو اس شخص کا قیام مقام مقرر کیا جو فوت ہو گیا ہے رہنے کہا ہمارے
سرنگھون پر پھر شیخ وہاں سے چلے آئے میں نبی پیچھے تھا بہت تھوڑے عرصہ میں شہر نہایت
دروازہ پر پہنچ گئے بدستور دروازہ کھل گیا اور بند ہو گیا۔ اسی طرح دروازہ ہی دروازہ کھل گیا شیخ اپنے
مجھ میں چلے گئے صبح جب میں سوتی پڑھتا تھا تو ہیبت مجھ پر سی غالب ہوئی کہ پڑھ نہ سکا شیخ نے
فرمایا اپنی نذر پڑھ میں نے سو گزردی کہ آپات کا معاملہ مجھ سے بیان کریں فرمایا وہ شہر نہایت
اور چوہہ شخص بیٹھے تھے ابدال تھے اور چونکہ کرنا تھا ان کو رہنے لگا اور جو ایک شخص کو کنہ سے پڑھتا
لایا بنا خضر علیہ السلام تھا اور مردہ کو لایا تھا کہ اس کی خیر و تکفین کریں اور جس شخص کو شہادتین
تلقین کی تھی وہ قسطین کا ایک تے ساتھ مجھے امر ہوا تھا کہ نہ مردہ کی جگہ اسے دونوں کو
میرے پاس لے آئے مینے اسے مشرف بسلام کیا اب ابدال میں سے ایک ہے اس میں سے
ایک لطیف کتبہ یہ حاصل ہوا کہ اللہ کی رحمت و عنایت بہت وسیع ہے جس کو چاہتا ہے اب تک
میں بغیر کسی ممانعت و مجاہدہ کے اپنی طرف کہیںچ لیتا ہے نہ نایا کر اور خواہد و میکش کہ باشد
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ يَهْدِ اللَّهُ فِرْقًا مُّصَوِّمًا يَمُوتُ بِلَا عِلْمٍ
محمی الدین بن عربی فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ ابدال ہمیشہ سات موجود رہتے ہیں اور یہ حق
سبحانہ و تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں ہر ایک قلیم کا قیام انہیں سے کسی ایک کے وجود کے ساتھ ہے اور
فرماتے ہیں کہ حرم مبارکہ میں مجھے ان سے ملاقات ہوئی اور سلام علیک بھی ہوئی یہ بہت کم
بولتے ہیں اور ہر دم خدا کی ذات میں مشغول رہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قونیہ میں ہی میرے ایک
شخص سے ملاقات ہوئی تھی پھر طریقت حضرت شیخ فرید الدین عطار قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ
اولیاء اللہ کا ایک گروہ جو کہ مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں اس طایفہ کو ظاہر میں سیر کی کوئی حاجت

عاشق صہاوق حضور میں حاضر ہو تو تعجب فرمایا اسکے دو سبب ہیں ایک غلبہ حال دوسرا سیری
شریعت کی تعظیم اسکی ایک بڑی رہنمائی دینا مال ہے اویس شتر بانی کر کے اپنی جان کا نفعہ کرنا
ہے عرض کیا ہم اگر جائیں تو اسکو دیکھ سکیں گے حضرت صدیق اکبر سے فرمایا تم اسے نہیں دیکھ
سکو گے البتہ فاروق مرقضی دیکھیں گے اسکے بدن پر بال ہت ہیں اور اسکے پہلوی چپ اور
کھدست میں بمقدار دم سفیدی ہے اور وہ برص نہیں ہے اسی فاروق علیؓ جب تک اس سے ملاقات
کر دیر سلام کہو اور کہو کہ سیری اسکی حق میں دعا کرے پھر ارشاد فرمایا اَجَلٌ لَّكَ وَلِیْكَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَالِی
الْاَنْفِیَاءِ الْاَخْفِیَاءِ اولیاء الدین سب سے بزرگتر وہ امتیاز ہیں جو خلق کی نظروں سے پنهان ہیں
عرض کیا ہم اسے کہاں پائیں گے فرمایا میں نے ایک شتر بان پر اسکا نام اویس ہے اسکی پر دی کر
جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فات کا وقت فریجے پچا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کجا مرقع کسم
دین فرمایا اویس کو آنحضرت کی فات کے بعد حضرت فاروق علیؓ کو فدیہ میں آئے فاروق نے خطبہ میں
فرمایا اسی اہل نجد تم میں سے قرآن پڑھنے والا ہے کوئی ہے کہا ہاں ہے فاروق نے کہا تم اویس کو جاننے ہو
جواب دیا کہ نہیں بلکہ ایک بوڑھے کو جاننے ہیں جو وحشی ہے فرمایا وہ کہاں ہے کہا وہی عربیہ میں
اونٹ چرایا کرتا ہے رات کو خشک ٹی پر قناعت کرتا ہر آبادی میں کہی نہیں آتا کسی سے صحبت نہیں
رکتا جو کچھ لوگ کہتے ہیں وہ نہیں کہنا غرض شادی کی اب سے کچھ پر نہیں جب لوگ کہتے ہیں تو
وہ روتا ہے رونے نہیں تو وہ ہنستا ہے فاروق اور مرقضی دونوں داوی عربہ میں گئے اویس کو کہا
کہ نماز میں مشغول ہے اور خدا کے حکم سے فرشتے اس کے اونٹ چارہ میں دیں گے آہٹ پا کر نماز کیا
کر دی اور سلام علیکم کیا فاروق نے جواب دیا اور پوچھا کیا نام ہے کہا اویس ہے کہا دایان ہاتھ دکھاؤ
دکھایا تو سفیدی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھی پائی گئی فاروق نے ہاتھ کو جو دیکھا اور
کہا رسول خدا نے آپ کے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ سیری اس کے لئے دعا کرو اویس نے کہا اسی عمر تم
دعا کرنے میں مجھے اولے تر ہو کہا میں تو ان کی کام کرنا ہوں تم رسول خدا کی وصیت بجالاؤ
کہا اسی عمر تم خود کرو شاید وہ کوئی اور ہو جسکو رسول خدا نے وصیت کی ہے کہا رسول خدا نے جو
بتلائے ہیں وہ تم میں موجود ہیں اویس نے کہا مرقع مجھے دینا کہ میں دعا کروں مرقع سے لیا اور کہا
تم ہمیں ہیر داوڑ آپ بت دے رکھ لگے اور خاک پر سر رکھ کر دعا کرنے لگے کہ اتنی میں مرقع

نہیں بہنوں کا جب تک نام ہنس محمدؐ یہ بھی نہ بخندے گا کیونکہ یہ غیر صلۃ اللہ علیہ وسلم نے یہی وصیت کی
 ہے اور رسولؐ و فاروقؓ اور مرتضیٰؓ اپنا کام کر چکے ہیں اب صرف تیر کام باقی ہے نہ انکی کہ اتنے
 آدمی بچے بخندے کہ جب تک نام نہ بخندے گا میں نہیں بہنوں کا ما آئی کہ اتنے ہزار اب بخندے کہ میں
 تمام ہت چاہتا ہوں اس طرح ادھر سے پار بار تقاضا تھا ادھر سے دریا ہی حمت بن رہا تھا یہی
 میں فاروقؓ اور مرتضیٰؓ اویس کے پاس چلے گئے انہیں دیکھا کہ کام تم بیوقوف آئے جبکہ تمام محبت
 نہ بخشی جاتی میں ہرگز مرقع نہ ہوتا۔ فاروقؓ نے اویس کو دیکھا کہ کسل پہنے ہوئے ہے اور اس محل کے
 نیچے تمام جہان کی دولت تو انگری جیسی ہوں ہے فاروقؓ اپنی جہتی اور خلافت سے دل گرفتہ نہ ہو
 اور کہنے لگا کہ کوئی ہے جو ایک ٹی کے چیلکے کے بلے مجھے خلافت خرید لے اویس نے کہا سچے کی کیا چیز
 ہے ہینک بوجھ ہے اوٹلے خرید و فروخت کیا اسطیت پر اویس نے مرقع پہن لیا اور کہا کہ گو سفار
 بنی ربیعہ و مضر کے بالوں کی مقدار کے برابر ہمت محمدؐ کے لوگ بھی بخندے گئے اور یہ صرف اس مرقع کی
 برکت ہے۔ فاروقؓ نے کہا اسی اویسؓ دل خدا کو کیوں کیا کہا تم نے دیکھا ہے کہ ماں ان دیں نے کہا تھا
 تم نے جبہ مبارک دیکھا ہو رسولؐ خدا کو نہیں دیکھا اگر دیکھا ہو تو بتلاؤ کہ آپ کے ابرو پیوستے یا نہیں
 یہ عجیب بات ہے کہ حضرت فاروقؓ اسکا جواب دے سکے پر اویس نے پوچھا کہ تم محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 دوست ہو کہا مان کہا اگر دوستی میں نہ رستے اسخ تھے تو جس روز آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے
 کیوں انکی موافقت میں تم نے اپنے دانت نہ توڑ لئے دوستی میں ہر حال دوست کی موافقت شرط ہے
 پر اویس نے اپنے دانت نہ کھائے نہ دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور کہا کہ میں نے رسولؐ خدا کو بظاہر نہیں دیکھا
 انکی موافقت میں نہ دانت نہ توڑ لئے جو دانت میں توڑتا تھا میرا دل طمیں نہوتا تھا کہ شاید یہ نہ
 ہو دوسرا ہو یہاں تاکہ ایک ایک کے کر دل دانت نہ توڑ لے فاروقؓ اور مرتضیٰؓ کو یہ حال دیکھ کر قہر
 انگیزی اور معلوم ہو گیا کہ مقام ادب ہے اور یہی چیز ہے۔ پھر فاروقؓ نے کہا اسی اویسؓ میرے حق میں عدل
 کہا میں ہر روز شہد میں دعا کرتا ہوں کہ اللہم اغفر للمؤمنین والمؤمنات ائیی اللہ
 موسیٰ مرویوں اور مومنہ عورتوں کو مغفرت کے۔ اگر تم گور میں ایمان سلامت لیجاؤ گے تو میری ما
 سے خود بخود مستفید ہو جاؤ گے ورنہ میں اپنی معاصی میں نہیں کرتا۔ پھر فاروقؓ نے کہا مجھے کب وصیت
 کرو اویس نے کہا اے فاروقؓ تم خدا کو پہچانتے ہو کہا مان کہا اگر اوسکے سوا کسی اور کو نہ پہچانو تو بہتر

کہا کچھ اور بھی فرمائیے کہ اسی فاروق خدا تجو جاتا ہے کہا مان نہا اگر اوس کو کوئی نہ جائے تو میرے
 ہے۔ اوس اٹھنے لگے تو فاروق نے کہا نہیں میں کچھ آپ کی نذر کروں اویس نے دودھ مہنی چیک
 کھلے اور کہا کہ یہ شربانی سے حاصل کئے ہیں اگر تم ضامن ہو سکتے ہو کہ انکے کھانے تک میں مبتلا
 رہوں گا تو میں تمہارا عطیہ بھی قبول کر لوں گا۔ پھر اویس نے کہا آپ نے بڑی تکلیف اٹھائی تشریف لیجائیے
 قیامت بہت نزدیک ہے وہاں ایسی ملاقات ہوگی کہ منقطع نہ ہو سکے گی میں اب قیامت کا زاری
 مہیا کرنے میں مشغول ہوں حضرت اویس قرنی کے مناقب شمار ہیں اس مختصر میں انکے بیان کی گنجائش
 نہیں حضرت فاروق اور علی رضی اللہ عنہما کی ملاقات کی روایت میں چند کلمات آئیں وہ جو
 میں جسبے نظام ہر معلوم ہوتا ہے کہ اویس کا رتبہ صاحبین سے اعلیٰ ہے مگر فی الواقع ایسا نہیں ہر چند
 اویس کا مقام بچلے خود بہت بلند ہے اور سوا فضل الہی کسی کم بہ دولت نصب نہیں ہو سکتی مگر
 یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صحابہ خصوصاً خلفائے اشدیر کا رتبہ اس سے اعلیٰ تر و افضل تر ہے بعد نبوت
 کے فضل درجہ انہیں کا درجہ ہے کوئی ولی غوث قطب کو نہیں ہو سکتا۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ
 نے قرآن شریف میں انکی تائید فرمائی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا انکی مدح کی ہے اگرچہ
 علی رضی اللہ عنہ سورہ ہل میں ہے تو حضرت فاروق اعظم خازن گنجینہ الحق تعالیٰ علیہ السلام
 (خدا عمر کی زبان سے بول لئے) ہیں خلافت کا ستم کوئی شخص نہیں ہو سکتا جب تک کہ متخلف کے
 تمام اوصاف اوس میں موجود نہ ہوں پس خلفائے شان سے اعلیٰ و ارفع ہے جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے خدا کے حکم سے شروع کیا تھا خلفائے اربعہ نے اسکی تہمید تکمیل کی کفر و شرک کی پیروی نہ کیا
 کہا اگر اطراف اکناف عالم میں توحید کا جہنڈا گاڑا رضوان اللہ علیہم اجمعین صاحبین کے دیدار سے
 اویس کی فضیلت میں ترقی ہوئی نہ اویس کی ملاقات سے صاحبین کے کمال میں عروج ہوا ایسا وہی حضرت
 شیخ فرید الدین عطار رح فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق علی رضی اللہ عنہ کے تشریف لیجائے کے بعد اویس کی
 حرمت و فضیلت میں کمی نہ ہوئی جو بالکل غیر معمولی تھی اور وہ دادی عرنہ چھوڑ کر کوہ قہ میں چلا آیا اور
 آخر عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی طرف سے جنگ صفین میں
 لڑ کر شہید ہو گیا رضی اللہ عنہ سوا اویس کے اور بھی بہت شایخ طریقت ہیں جو ابتدائی مسلک میں
 اسی مسلک پہ چلے ہیں چنانچہ حضرت شیخ ابو القاسم گورگانی طوسی جیشجہ بوسعد ابو النضر اور شیخ ابو الحسن

نہ تھا اور نہ آپ کے بعد بہت عرصہ تک یہ نام بخیر ہونے لگی تھی صحابہ و علماء میں فضائل تو ہر قسم کے موجود تھے مگر ابدالِ اقدسِ ثانیہ غوثِ قطبِ غیرہ کسی کو نہیں کہتے تھے بلکہ سید ہے سادے نام تھے مثلاً جن بزرگواروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا انہیں صحابہ کہتے تھے اور یہ صحبت کی فضیلت قطبِ سلیمان سے افضل ہے ان کے بعد وہ لوگ ہیں جو صحابہ کی صحبت سے مشرف ہو ان کو صحابۃ اصحابہ کہتے ہیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جنہوں نے صحابہ الصحابہ کی صحبت حاصل کی ان کو تابعین کہتے ہیں ان کے بعد وہ لوگ ہیں جنہوں نے تابعین کو دیکھا ان کا نام اتباعِ التابعین ہے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اتباعِ التابعین کے بعد لوگ مختلف ہو گئے اور مراتب میں تمیز کرنے لگے یہاں تک کہ احضارِ خواص کو جو اس وقت شریفین حد سے زیادہ مشغول سفر و سفر تھے زائد و عباد کہنے لگے۔ یہ بدعات کا غلبہ شروع ہوا اور اہل اسلام کسی فریق ہو گئے تھے کہ ان فرقوں کی تعداد بہتر تک پہنچ گئی ہر ایک نے قہ کا یہی دعوے کیا کہ وہی سبب افضل ہے۔ انہی بہتروں میں سے ایک نے قہ اہلسنت جماعت کا پرچم اہلسنت جو اصل جلال کے احکام کی بخوبی رعایت و راسخہ قلوب کی غفلت سے کما حقہ حفاظت کرتے تھے متفقہ کے نام سے مشہور ہوئے تصوف خاصہ طہنت کا ہے اور یہی لوگ اس باب میں منفرد تھے امت محمدیہ میں بجز اہلسنت جماعت کے کسی فرقہ کو بھی دولتِ نقادۃ صفات نصیب نہیں ہوئی۔

ابن سعادت بزرگوار بڑا شہید	تا بہ بخشد خدا سے بخشدندہ
----------------------------	---------------------------

اور یہ اسم مبارک متصوفانِ کبار کے نام نامی کے ساتھ دوسری صدی ہجری کے ختم نام سے پیشتر مشہور ہوا اور سب سے پہلا شخص جو صوفی کے نام سے مشہور ہوا ابو ناظم صوفی تھا جو شام کا رہنے والا تھا اور ۱۶۱ھ ایک سو اکتھ ہجری میں پیدا ہوا ابو ناظم سے پیشتر ہی بہت بزرگوار گذرے ہیں جو بزرگوار اور رعایات میں بگایہ تھے اور طریق توکل و محبت میں ثابت قدم و راسخ دم تھے مگر صوفی کا لقب کسی کو نہیں دیا گیا۔ یہ طریح سو ادریہ مسجد کے کوئی ایسا مکان تھا جہاں صوفی لوگ جمع ہو کر اپنے مبارک بیان کرینا مستقل طور پر خدام و مریدوں کے ساتھ وہاں سکونت اختیار کر سکیں سب سے پہلا مکان رملہ شام میں ان کے لئے بنایا گیا اور اس کا نام خانقاہ رکھا گیا اس کی یہ کیفیت ہو کہ ایک امیر ترسا کا کھیلنے گیا تھا راستہ میں اس نے دو شخص دیکھے جو صوفیانہ لباس میں تھے ایک ایک سب سے آرا تھا اور دوسرا دوسری سمت کے دونوں باہر بنگلیہ ہوئے اور مصافحہ کیا اور وہیں بیٹھ گئے اور جو کچھ کہنے کو

اونکے پاس تہا دو لڑن لئے ملکر کھایا اور فراغت پا کر اپنی اپنی راہ لے اے میرے کو اور کجا باہمی اذیت و محبت و الفت کا معاملہ نہایت پسند آیا ایک نے انہیں سے بلا کر پوچھا کہ یہ دو سر اکون تہا جو تہا سے ساتھ کھانا کھا رہا تہا جواب دیا کہ میں نہیں جانتا پوچھا کھان کا یہ ہننے والا تہا کھان میں نہیں جانتا پوچھا تیرے پاس کچھ کھانا کو تہا کھانا میں بہہ اوسی کھانا تہا اے میرے پوچھا کجا باوجود اس نا آشنائی کے ہمدردی و محبت کا کیا سبب تہا جواب دیا کہ یہ ہمارا خاص طریقہ ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور بے ملحوظ رکھنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اے میرے پوچھا کہ تہا سے پاس کوئی ایسا مکان ہے جہاں تم جیسے ہوں کہ ایک دوسرے سے ملاقات کر سکو کھانا میں کھانے لئے ایسا مکان نہ ہوا تو کجا چنانچہ زلزلہ میں غارتھا ہوا دی مولف

زہتی وہ خائفہ تہا مطہر نور	حرم ارم کا تہا چشم بد سے ستور
چو بیت اسد مقام پاکبازان	یشال شمع با سوز و گدازان
باس انکا ہنار چہ ایک گدڑی	مگر دین کی دولت وہی تھی
کین تہا اوسکے سبب از خود ہیا	نہ تہا دارین سے جنکو سرو کا۔
لقائے حق سے تہا ہر ایک محفوظ	ہر اک کی سیر گہ تھی لوح محفوظ
غم و شادی سے تہا یک تخت آرا	بشت و دوزخ اونکو تہا نہ پہچان
سرا پاؤں مثل باہ و خورشید	کین بارگاہ قدس توحید
کھنچا تہا گویا نقش بیت معمور	کین دہم مکان نور علی نور
آئی جب تلک کون مکان ہو	نصیب ستان ایسا مکان ہو

کرامات الاولیاء

اکابر اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ فرماتے دایا نا اس بات پر شفق میں کہ خوارق عادات ہر ایک شخص سے خواہ وہ مومن ہو یا کافر ظہور میں آئے ممکن ہیں اور خوارق عادات کے یہ معنی ہیں کہ کسی انسان سے ایسا فعل صادر ہو جو طاقت بشریت سے باہر ہو اور انسان کی عادت و سمر کے بالکل خلاف پایا جائے مثلاً پتھر کو بغیر کسی کیسائی عمل کے پانی اور بانی کو سمجھ کر دینا مردہ کو زندہ اور زہا کو مینا اور کڑھ کی کو تندہ ست کرنا وغیرہ اور یہ خوارق عادت بتدلیے خلقت آدم سے تا ایندہ ظہور میں آئے ہیں گو درمیان میں صدیوں تک اسکا سلسلہ منقطع رہا ہو اور یہ خوارق کئی

قسم کے ہیں حضرت امام غزالی نے ازہری نے تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جب کوئی فعل خارق عادت انسان کے ہاتھ سے ظہور میں آوے گا تو اس کی دو حالتیں ہوں گی یا تو اس کے ساتھ دعویٰ سے مقرون ہو جائے گا یا نہیں اگر دعویٰ کے ساتھ مقرون ہے تو وہ دعویٰ یا تو دعویٰ الوہیت ہوگا یا دعویٰ نبوت یا دعویٰ ولایت یا دعویٰ سحر و طاعت شیاطین یہ چار قسمیں ہیں پہلی قسم دعویٰ الوہیت ہمارے صحابہ (مہنت مجتہد) کے نزدیک عیالیت کے ہاتھ سے ظہور خوارق عادت جائز ہے جیسا کہ فرعون دعویٰ الوہیت کرتا تھا اور خوارق عادت اس سے ظہور میں آتے تھے اور دجال جو قریب امت میں ظہور کر گیا اور دعویٰ الوہیت ہوگا خوارق عادت اس سے بھی بالاتفاق ظہور میں آئیں گے ہمارے صحابہ کا قول ہے کہ یہ جواز اس لئے ہے کہ دعویٰ کی شکل و خلقت ہی گواہی دیتی ہے کہ وہ کذاب ہے اور ظہور خوارق اس بات کا مستقنی نہیں کہ نبی ضرور پائی جاوے یعنی دعویٰ الوہیت صریحاً جہوداً ہے کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ اس بات سے مبرا ہے کہ وہ نبی بشری یا کسی اور شکل میں مہتد ہو کر اپنی قدرت کے کرشمے دکھائے دوسری قسم دعویٰ نبوت یہ دعویٰ ہے کہ نبی دعویٰ نبوت یا تو صادق ہوگا یا کاذب کے صادق ہوگا تو خوارق عادت کا ظہور کرے ہاتھ سے ضروری ہوگا جو لوگ نبوت کو برحق مانتے ہیں وہ مستفق ہیں کہ انہی سے ضرور خوارق عادت ظاہر ہوتے ہیں جو شخص نجات کا جہوداً دعویٰ کر گیا اس کے ہاتھ سے خوارق عادت کا ظہور جائز نہیں اگر بر تقدیر ہو بھی جاوے تو اس وقت حصول محارضہ ضروری ہے یعنی دیکھنا چاہئے کہ اس کے اخلاق انبیاء کے سے ہیں یا نہیں تیسری قسم دعویٰ ولایت جو لوگ ولایت کے قائل ہیں وہ اس امر میں مختلف ہیں کہ آیا کرامت کا دعویٰ کرنا اور ہر اذ سکود دعویٰ کے موافق ہو کر دیکھنا جائز ہے یا نہیں ہمارے صحابہ کے نزدیک ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ظہور خوارق جائز ہے اور معتبر ہے کہ نزدیک جائز نہیں جو لوگ کسی قسم کا دعویٰ نہیں کرتے کہ میں ملی ہوں یا غوث قطب ہوں اور ہاتھ سے بھی ظہور خوارق عادت جائز ہے لیکن اگر یہ انسان صالح اور شریعت کا پابند اور اللہ کی مرضی پر چلنے والا ہے تو اس کا دعویٰ مقبول ہے اور اگر مذہب و نصیب ہو تو مردود ہے چوتھی قسم سحر و طاعت شیاطین جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم جادو جانتے ہیں یا شیاطین ہمارے مطیع ہیں اور ان کے ہاتھ سے بھی ظہور خوارق عادت جائز ہے خوارق عادت کے علمائے تین نام لکے ہیں اگر انبیاء صادقین کے ہاتھ سے انکا ظہور ہوگا تو اس کو معجزہ کہیں گے اور جو صادق اولیاء اللہ کے

صاحبزادہ ہوا اسکو کرم کتر ہیں اور جو غیر مسلم اور خبیثون سے صادر ہوگا اسکو استدراج کہیں
 آجکل ہندوستان میں ایک ایسا فرقہ نمودار ہوا ہے جو سحر اور جن و شیاطین کے وجود کا منکر ہے اگرچہ
 و حدیث میں انکے وجود پر بہت سے دلائل موجود ہیں مگر منکرانہ کی طرح طرح کی تاویلیں کہتے ہیں اور اپنے
 مطلب کے موافق انکے معنی لگاتے ہیں اسلئے ہم دو صحیح و تہذیبی پیش کرتے ہیں جسے ثابت ہوگا کہ
 ذبحہ وجود فی الواقع موجود ہے روایت امام سفہرہی نے دلائل النبوة میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن
 مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ میں خدمت میں حضرت سالت ناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہا ایک دن
 آپ کے ہمراہ کوہ صفا پر گیا مشرکان عرب ثاں موجود تھے ولید بن مغیرہ کے پاس ایک بت تھا جسے
 سب اس بت کو پوج رہے تھے آپ جبے پھر وہاں فرمایا یا معشر قریش کہولالہ لا اللہ ولید نے ابوہل
 سے کہا تم کیا کہتے ہو اس مجمع میں مجھ کو شرمندہ کر دن ابوہل نے میں نے اسکو سو گند دی کہ جہاں
 تجھے اس بت سے میں ہو سکے فقیر نکر ولید پیدا ہوا اور اپنے بت کو کا ندھ پر رکھ کر بولے آپ کے
 پاس آیا اور کہا اے محمد تم کہتے ہو کہ میرا خدا میری رگ جان سے نزدیک تر ہے آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے
 اس ملعون نے کہا اسوقت میرا خدا میری گردن پر ہے اور سب کہتے ہیں تم ہی اپنا خدا کہاؤ چونکہ اول
 سب کا مسئلہ نوزعتل سے متورہ تھا آپ نے سوچے چپکے کچھ جواب دیا یہ سب بہت کی عبادت
 مشاغل فی جنے اور کہہ لگے اے میرے سید اے میرے مولے اسی بابے معبود ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں
 محمد کے قتل کی تواریخ دے فوراً ایک یونے بت کے پیٹ سے آواز دی اور مذمت میں آئی اور میں نے
 کی چند شعر پڑھے جب ان بیات کو آپ نے بنا بدل بول کر گھر کو پھر سے میں نے آپ سے جو جبار رسول اللہ
 صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے اس بت کی مائیں سنیں فرمایا ہاں شیطان ہے بت کے پیٹ میں کہہ دینا کہ قلم
 پر غبت لاتا ہے اور کوئی شیطان اور دیو یہ بات نکر چکا مگر یہ کہ جلد مارا جائیگا پھر دو تین تین ہی
 گزر گئیں اور میں آپ کی خدمت میں تھا کہ ناگمان کسی نے اگر آپ کو سلام کیا میں نے اور کا سلام نہ کر دیا
 نہیں آپ نے اور کا جواب دیا اور پوچھا کہ تو اہل سماں سے ہے کہا نہیں فرمایا جس نے کہا ہاں آپ نے کہا تیرا نام
 کیا ہے کہا سحیح آپ نے اور کا نام عبداللہ کہا اور اس نے پسند کیا پھر پوچھا بیان آئے گا کیا سبب ہے کہا
 سنتہ کہ سعد بنی لے بت کے پیٹ میں اگر آپ کے حق میں سخاں نا شایستہ کو ہیں اور آپ کو اس کے لڑا
 ہوا ہے میں نے اسکی کھافتیں کوہ علیہ آؤا کہ میں نے اس جنم کیا اور آپ کو اور سب سامانوں کو

اوسکی شہتہ چورایا اب حضور سے میری بہ درخواست ہو کہ علی الصبح کوہ صفا پر آب ہر تشریف لائیں
وہ جماعت اوس طرح بت کی پریش میں ہوگی اور ہر آپ کے بارہ میں ادسی بت سے کچھ کہلائیں گے میں
چاہتا ہوں کہ اوسی بت کی نہال سے آپ کی مع اور آپ کے دین کی ترویج کی باتیں سب سنا دوں کہ
دوستوں کی کہنوں میں اس سے ہنڈک حاصل ہو۔ پہرہ رخصت ہو آخر وہ شب اس عدسے کے نظر
میں بت مشواری سے کئی صبح آپ کے ساتھ میں کوہ صفا پر گیا شرک و سیطح اپنی عبادت میں تھے
آپ نے وہاں پہونچ کر کلمہ توحید کی اوکو ہدایت کی وہ بت اب انکار سے بت کو سجدہ کر کے لگے ناکا
اوسی جہی عبد اللہ خاوس بت کر پٹ میں سے چند اشعار آپ کے اور اس دین کے وصف میں پڑھا
شرکوں نے جہاں سے بت سے آپ کی تعریف مٹنی اوسے اوٹھا کر زمین پر دے مارا اور زہرہ زہرہ کر دیا
اور سحر کی نسبت آپ کی طرف کوٹنے لگے اور ایذا اور اذیت میں آپ کی مشغول ہوئے **مدوایت**
علامہ اقدسی نے کہا کہ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے ماہ ذی الحجہ ۶ میں تو آئے یہود
لبید بن اعصم کے پاس اور کہا تم سب لوگوں میں بیسے جادوگر ہو اور محمد نے ہم لوگوں پر جادو کیا ہے سو تم
اوپر جادو کرو ہم بغرض اسکے نہیں کچھ دینگے پہر اوسے آپ پر جادو کیا جسکی تاثیر سے جالیں روزنگ آئیں
ضعف و نسیان گل زور ہا اور فقط دنیا کے ہو میں آپ کی خاطر مبارک میں کھٹکا ہوتا تھا کہ فلانا کام سے
کیلے حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا تھا چہ چھینے یا ایک برتن تک اور سکا اثر آپ پر ہا اسی اثنا میں ایک
عایشہ صدیقہ سے آپ نے کہا تمہیں معلوم ہے خدا تعالیٰ نے مجھے فتویٰ دیا جس بات میں تھے اوس سے
استغنا کیا تھا یعنی میری عاقبول کی تے میرے پاس دود ایک تو میرے سر ہاتھ بیٹھا اور دوسرے
پانوں کے پاس پر کہا اوسے جو پانوں کے پاس بیٹھا تھا اور سکو جو میرے سر کے پاس تھا اس کو
کیا حال ہے اور درواہ کے کس سمت ہے کہ یہ یہ مطبوع یعنی اسپر جادو کیا گیا ہے کہ کس نے جادو کیا
کہا لبید بن اعصم کہ کس چیز میں جادو کیا ہے کہ انگلی اور اون بالوں میں جو انگلی کرنے میں گھٹم میں
اور غلاف شکو و خرماتے ترین کہا اوسکو کہا کہ کہلے کہ ذی اودان کے کنوئین میں تیر کے تلے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کنوئین پر اپنے چند اصحاب کے ساتھ اور فرمایا یہی کنوئین ہے جو خیر
خواب میں دیکھا تھا۔ پانی اوس کنوئین کا سرخ تھا جیسے ہندی کا باغیر یا ہوا ہوتا ہے اور رخت اس
کنوئین کے تے بیسے شیطانون کے سر یعنی ہر شکل ہر کالہ اوس کنوئین سے اوس جادو کو اور ایک

روایت میں ہے کہ پہنچا اوس کنوئین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؑ اور عمارؓ کو پس گھنچا
 اور ان لوگوں نے پانی اور کھانا نکالا اور کنوئین ایک پہر کہ اوسکے نیچے بال تھے آپ کے سر مبارک کے جو گنگھی
 کرے میں گرتے ہیں اور دندائے گنگھی کے اور توڑتی زہ کمان اوس میں گیارہ گریں ہیں اور ایک رات
 ہے کہ ہبہ موم کی محبت تھی جو آپ کی شکل کی بنائی گئی تھی اور اوس میں ہویاں چھوٹی ہوتی تھیں پس نازل
 ہوئے جبرائیلؑ معوذتین یعنی سورہ ناس سورہ فلق لیکر کہ ان دونوں سورتوں میں ہی گیارہ آیتیں ہیں
 پس چون ایک ایک آیت کو پڑھتے جلتے تھے اوسکی ایک ایک کر کے کھلتی جاتی تھی اور سورتی نکلتی جاتی تھی
 اور ہر سورتی کے پیچھے درد کم ہوتا یا تسکین کے جذب سے دونوں سورے پڑھ چکے اور گیارہ ہون گریں کہل
 گئیں اور بالکل تکلیف آپ کی جاتی رہی اور وہ دونوں مرد جنکو آپ نے خواب میں دیکھا تھا جبرائیلؑ و میکائیلؑ تھے
 اس بیان سے ثابت ہو گیا کہ جن شیاطین کا وجود ضرور ہے لیکن یہ امر دیگر ہے کہ وہ کسی شخص کے بالفعل سحر
 میں یا بین اللہ اور کاسحہ ہونا جائز ہے جیسا کہ پہلی روایت میں صحیح جنی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی تسخیر میں آنا ثابت ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسخیر میں تو ہیشمار جن پر ہی تو جیسا کہ کتاب
 سنت کی شہادت ظاہر ہے مگر کسی نبی سے یہ حرکت صادر نہیں ہوئی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کرے اور
 اظہار خوارق کے۔ وقت خدا کو چور کر جنوں سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کفار قریش الزام لگاتے
 تھے کہ وہ اظہار معجزات میں جنات کے کام لیتے ہیں یہ محض افتراء و بہتان تھا نفوذ باللہ بلکہ اصل یہ ہے کہ
 آپ کے ہیشمار معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جن آپ کے سطح و فراہ دار تھے۔ سطح جو شخص دعوے
 ولایت کرے اور اظہار کثرت میں جنات سے مدد لے وہ ہی مردود کو بظاہر کیا ہی متقی و صالح ہو
 کیونکہ جو کرامات اللہ کے ہاتھ سے یا معجزات جو انبیاء کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں وہ اصل میں خدا
 کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہیں یہ ظاہر ہے جن کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ فعل فاعل ظاہر یعنی نبی یا ولی ہے
 صادر ہوا وہ فعل حقیقی کہ نہیں دیکھ سکتے۔ جنگ رب و فرعون جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خاک کی مٹھی کف پر پہنچی سب کے سب مٹ کر رہا گئے ظاہر میں سمجھتے کہ یہ معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ہے مگر اللہ جل شانہ نے صاف صاف بتا دیا کہ یہ فعل تیرا نہیں ہمارا ہے و مکار صیت ذراہ ت
 ولیکن اللہ سرخی شت خاک جو تو نے پہنچی تو نے نہیں پہنچی بلکہ اللہ نے پہنچی تھی یہی بدعتی اور سحر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی تھی تو نے نہیں کیا تھا کہ میں کل یا پرسوں یا کسی معین وقت میں معجزہ دکھاتا

مگر اوس حالت میں کہ پہلے آپ کو وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو جاتا تھا کہ مہاجرین کے معاملہ میں آیہ شریفہ
 قُلْ تَعَالَوْا لِنُعَلِّمُكُمُ الْاِسْلَامَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا نَعْلَمُ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِاُولٰٓئِكَ لَئِيْلًا
 نَّالِ مَوْلٰی یعنی کہ تو اسی مجھ کفار سے آؤ بلا میں ہم اپنے بیٹوں کو اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی بیویوں کو اور
 تم اپنی بیویوں کو اور ہم اپنے تئیں حاضر کریں اور تم اپنے تئیں حاضر کرو ہر مہاجرین اور کسین کے جو بیٹوں پر خدا
 کی لعنت اور ہمت کفار اپنے گنہگاروں کو لیکر آئے اور ہمت آپ حضرت فاطمہ علیہا السلام تفسیروں میں کو لیکر مہاجرین
 تشریف لے گئے بیٹو یا ان کفار نے آپکا جلال و جبروت دیکھ کر اپنی قوم سے کہا کہ تم انھی مقابلہ نہیں کر سکتے
 اگر سلامتی چاہتے ہو تو ہر جاؤ اس لئے مہاجرین تو یہاں باقی رہے جو اطلاع دو مہاجرین کے ہی جہنم میں جلا
 کو دخل نہیں حضرت رسول کریم علیہ السلام نے اہل مہاجرین کے وقت بنی بادی میں تیرے دربار میں کیا
 کرتے تھے چنانچہ صبح بخاری میں دربارہ کہ جنگ بر میں کفار کا کردار ملاحظہ کر کے آپ سجدہ میں گئے اور
 بکمال انصر و درازی جناب بادی میں عرض معروض کرنے لگے یہاں تک کہ کیا ایدہ اگر تو چاہیگا تو آج کر
 دن کے بعد سے تیری عبادت ہو فوف ہو جائیگی یعنی دسے میں یہ بہن تیری عبادت کرنے والے ہیں
 اگر کفار غالب آگئے اور ہم مغلوب ہوئے تو ہر تیری عبادت کون کرے گا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 عرض کیا یا رسول اللہ ہم بس کہجے اللہ تعالیٰ نے آپ سے فتح کا وعدہ کیا ہے اور بیشک وہ آپ کو فتح دے گا اور آپ
 اور ہم کٹر ہوئے اور یہ آیت جو فتح بدر کی پیشین گوئی تھی برہمی سیدنا محمد بن عبد اللہ
 فریب سے کہ ہمال جانکی یہ جماعت اور نہت پہر کی اسی پیشین گوئی کے مطابق فتح ہوئی میان یہ رسول
 پیدا ہونا ہے کہ جب اسی تعالیٰ نے آپ سے فتح کا وعدہ کیا تھا تو ہر اس نضر و خطر کا کیا موقع تھا اور
 یہ ہی کہ ابو بکر کی توکل آپ کی نسبت قوی تھی۔ اسکا جواب یہ کہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آپ
 پر تھی کہ وہ غنی اور بے پرواہ جو چاہے سو کہے بندہ کو مولیٰ کی مہربانی اور انعام پھر نہ ہو چاہئے انصاف
 صدیق کی نظر صفات پر تھی کہ اوسکی کوئی مایہ صفت جو بصوت کمال ظاہر ہوتی ہے انصاف نہیں ہو سکتی
 یہی حال کرامات اولیاء اللہ ہے کہ اولیاء اللہ سے بھی ہر وقت اور کسی معینہ وقت پر کہرت ظہور
 میں نہیں آسکتی کیونکہ ولایت تمہ بنوت اور نور رسالت کا ایک شعبہ ہے جب سب سے اولیاء اللہ کو منظور ہوتا ہے
 کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں کی شر سے بچائے یا کسی بندہ کو اولیاء اللہ سے عزت یا ذلت سے تو
 ایسی ہی صفات کا اور ظہور کرتا ہے اور کا وجہ در میان نہیں ہوتا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

وہی ہے کہ اولیاء اللہ سے بھی ہر وقت اور کسی معینہ وقت پر کہرت ظہور میں نہیں آسکتی کیونکہ ولایت تمہ بنوت اور نور رسالت کا ایک شعبہ ہے جب سب سے اولیاء اللہ کو منظور ہوتا ہے کہ اپنے دوستوں کو دشمنوں کی شر سے بچائے یا کسی بندہ کو اولیاء اللہ سے عزت یا ذلت سے تو ایسی ہی صفات کا اور ظہور کرتا ہے اور کا وجہ در میان نہیں ہوتا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

خليفة منصور نے قتل کے ارادہ سے بلایا اور زیر سے کہا کہ جب صادق کو اسے اور میں اپنے سر سے ٹوپا اتاروں
 تو تم اسے فی الفور قتل کر دو صادق تشریف لائے تو خلیفہ اور مہم کمر آوا اور نہایت عزت و تعظیم سے آگے
 تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ کوئی حاجت ہو تو فرمائے فرمایا حاجت یہی ہے کہ بارہوی مجھے بلانے کی
 تکلیف دیجئے خلیفہ نے بڑے مغرور و کرام کے ساتھ رخصت کیا وزیر نے حیران ہو کر دیکھا کہ یہ کیا
 معاملہ تھا منہ سے یہ کہا جس وقت جعفر نے مجھے ان کے ساتھ پا کر ڈانٹا تھا جو کہ ہاتھ لگا کر تو نے جعفر
 کے ساتھ کچھ بھی گستاخی کی تو مجھے مکان بہت گل ملاؤ گا یہ فقط مخالفت الہی تھی جو اذن الہی صورت میں
 نمودار ہوئی جعفر کو اس کی اطلاع خبر نہ تھی حضرت امام احمد رضاؒ نے فرمودہ کا ذکر انوریتا مستخرج
 ہے آپ کو بہت تنگ کیا کہ قرآن کو مخلوق کہیں آخر خلیفہ نے حکم دیا کہ جب تک کہ قرآن کو مخلوق نہ کہے تکلی
 سے باز نہ کرنا زیادہ لگاتے جاؤ ہزار تازیانے پورے ہو چکے تو آپ کا زار بند ٹوٹ گیا و دونوں ہاتھ
 ٹکٹکی سے بندہ ہر ہوئے تھے اور آپ مجھ جیسے ناگاہ غیب سے دو ہاتھ نمودار ہوئے اور انکی ازار درست کر دی
 یہ ضعیف ہر میں سیدہ تھے اسی صدی میں اردو سے فوت ہو گئے مشیت الہی نے ان کے درم و اتقا اور بیخ
 سنت نبوی کی حفاظت کی مگر یہ کیا کہ اس نے اس کے ہاتھ شل ہو جاتے یا خلیفہ کو کوئی صدی ہو چکا
 ایک دن ویش ضائع تھے اپنی فتوحات و غزوہ کے علاوہ قرض نام لیکر ہی فقر کی حاجات میں صرف کر دیا
 کر سکتے تھے ہزاروں روپے قرض ہر جلتے تھے اور ادب ہی کرتے جاتے تھے ایک دفعہ جاوید بنارس
 قرض ہو گیا اور ادائیگی کوئی صورت نہ نکلی اور شیخ کی عمر ہی خیر کو پہنچ گئی ایک دفعہ کے آثار نمودار
 ہوئے لگے اور ہر قرض خواہ دہرنا دیکر بیٹھ گئے درویش عجیب کشش میں مبتلا ہوا اسی ثنائیں ایک
 حلو الی کے لئے اس نے حلوے کی صدای غاوم کو شیخ نے اشارہ کیا کہ اسے بلا لیا غاوم نے بلایا
 اور شیخ کی اشارہ سے وہ حلوے کا طبق قرض خواہوں کے سامنے رکھ دیا شیخ نے سوج لیا تھا کہ
 یہی لوگ حلو الی طرف تشریف فرما تھے ان کے سے نہ دیکھیں گے اور بڑی تاہیں کہیں گے سخت شیخ
 خواہی دہش شیریں کن مگر کیا معلوم تھا کہ اس سے بھی صعوبت ملا میں مبتلا ہونا پڑ گیا حلوے کا
 مشت ذلی ہو گیا تو حلو الی بچے قیمت کا تعاضل کیا غاوم نے کہا ہاں ابھر کر جان سے ان لوگوں
 کو بلگا تجھی ہی ہے سب کا لئے نے خندہ غم میں ملحق زمین پر سے مارا اور دیکھ لگا کہ تاش کے ہر دو
 پانوں ٹوٹ جاتے ہیں اور نہ تاش کے میں ٹپکوں کے اور گرد بہرہ اور اس خفاہ کا دربان نہ کہتا

غائبین تک یہی اولیا کرتا رہا کچھ میر نہوا درویش کہیں بند کہے چکا پڑا رہا اور اسکی طرف التفات نہ کی دیگر کے وقت ایک غلام طبق لیکر آیا جس میں چار سو اشرفیان تھیں اور ایک لپٹا میں نصف دینار زر تھا اشرفیان قرض خواہوں کو دیدیں اور نصف دینار کو دکھلاؤ فروش کو دیدیا۔ اگرچہ درویش جانتا تھا کہ فی الفور دین داہو جلے مگر اذیت ازلی کو دکھ کے روئے اور وقت سعید کے آنے کی منتظر فرما جب یہ دونوں اسباب مہیا ہو گئے اور اسکی صفت ذاتی جو شریفان الہی بایں مولوی مضمون فرماتے ہیں

گفت این دنیا گرچه اندکست	لیکن قوف غریب کو دکھت
تا نگرید کو دکھ حلوا فروش	بحر خجائش نمی آید بچش

صدر ربین جو کچھ بیان ہوا اس سے قطع یہی مراثت ہوتا ہے کہ آیا صدر در کرامت اولیا اللہ جائز یا نہیں اور یہ کہہ کہ سطح اور کس وقت پر ظہور میں آتی ہے اب ہم یہ بیان گوشت زنی آیت فی الواقع اولیا اللہ کے ہاتھ سے کرامات ظاہر ہوئیں یا نہیں واضح ہو کہ اہل اسلام میں تہہ فرقہ ہیں اور یہ فرقہ صرف اعتقادات میں فروعات میں ہے تو حید و رسالت کے کسی کو انکار نہیں کرتے کیونکہ جو یہ اعتقاد کرتا ہے کہ نبوت حضرت علی مرتضیٰ پر نازل ہوئی تھی فرشتہ غلطی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے گیا۔ اگرچہ اوکا تہ اعتقاد نصرانی سے صحیح باطل ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ ایک کے وصف میں فرماتے ہیں کہ لَا یَعْبُدُونَ اللہَ مَا أَشْرَهُمْ وَلَیْسَ بَلَدٌ مَّا بَدَّوْهُمْ وَنَدَّوْهُمَ لَکُم مِّنْ تَحْتَ عَرْشِیْ وَہ اللہ کے حکم کی تاویلی نہیں کرتے اور جو یہ کہتے ہیں یا جانا ہر اور کسی پورے پوری تعمیل کرتے ہیں تاہم نفع سے نہ انہیں ہر جو لگے نبوت کے معتقدین جہ حجاز کے ہی قابل ہیں لہذا ہمیں ضرور بتائیں کہ یہاں ظہور کس طرح ہوا اگر یہ ہیں صرف ظہور کرامت متعلق بیان کیا ہے۔ فرقہ ہنس و جماعت کے سوال اہل اسلام یہ ہے کہ فی سائر جہاں اولیا اللہ معتقد ہو صرف ہنس میں جو یہ اعتقاد کرتے ہیں کہ کرامت لایزال ہے یعنی جہاں جہاں آتے ہیں یہاں کہ کتب رسول آخرت آہستہ و دوخ بر ایمان لانا ضرور ہے پہلے کرامت اولیا اللہ و حق دینا ضروری ہے بدون اس کے ایمان کامل نہیں ہو سکتا اور اسکی حقیقت خرقہ فی و عذبتہ آتہ ثابت ہے ہم غلط کہہ ان تینوں اوصاف کا ذکر کرتے ہیں جس سے واضح ہو جائے کہ درست قائمہ مذاہب میں یہ علم نہیں بلکہ علم انبیاء سابقین ہی اسکا وجود یا یا جانتا تھا اَللّٰہُ تَعَالٰی یَا دَخَلَ جَنَّتِ لَکُمُ الْفَرَادِیَ وَجَدَ عِنْدَہَا رِیْقًا قَالَ یَا مَرْوِیْہُ اِنِّ لَکَ ہٰذَا قَالَتَ ہُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ جَوْنُہُ اِذَا زَکَرْتَا وَاَوَّیْتُکَ بِاسْمِ مُحَمَّدٍ

دیکھا اوسکے پاس اور سکر رزق ہو چا اسی مریم ہیہ تیرے پاس کہاں سے آیا کہا اللہ کے پاس سے یفرسنا
 اس بات پر متفق ہیں کہ یہ کہا تا جو مریم کے پاس لکھا تھا میوجات تو جو بے موسم کے تے یعنی کہ مریم موسم
 کے میوسے جارے ہیں اور جاہرے کے میوسے تابتان میں حضرت مریم کی اللہ نے نذر کی تھی کہ چچہ
 ایک پیاسہ بگا میں اسے خدا کی خدمت کے لئے وقف کے دوئی خدا کی قدرت لڑکی پیدا ہوئی اور اوسکا نام مریم
 رکھا گیا اور خدا نے اسے اپنی خدمت کے لئے قبول کر لیا اور حضرت زکریا اوسکی پرورش کے متکفل ہو کر سوچے
 ست زکریا نے پوچھا کہ یہ نیک نوجو کہاں سے حاصل ہوا جو ضائف معمول ہے۔ یہ یہی اللہ کا اتفاق ہے
 کہ حضرت مریم کو نبوت عظیم عطا ہوئی تھی پس اس خارق عادت کو معجزہ نہیں کہہ سکتے بلکہ کہتے ہیں کہ حضرت
 قرآنی سے مستحق ہے۔ **سبط صفا بن برخیا** دیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرامت نص کتاب سے
 ثابت ہے جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے چاہا کہ بلقیس کا تخت اوسکے لئے سے پیشتر حاضر ہو جائے اور
 خدا ہی تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ آصف کا شرف خلق پر نمودار کرے اور اوسکی کرشمیں لوگوں پر ظاہر ہوں تاکہ لوگ
 جان لیں کہ کرامت لیا اللہ حق ہے تو سلیمان نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم میں سے کوئی ایسا
 شخص ہے جو بلقیس کا تخت اوسکے لئے سے پیشتر بیان حاضر کرے **قال عفریت من الجن انا اتيك**
به قبل ان تغتم من مقامك ایک عفریت نے جو جن کی قسم میں سے تھا کہا کہ میں اس سے پیشتر کہ تو
 اپنی جگہ سے اٹھے تخت حاضر کر دیتا ہوں سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بہت جلد تر جا رہا ہوں کہ
 کیونکہ بلقیس بہت جلد آئی ہے **اصف نے کہا انا اتيك به قبل ان تغتم من مقامك** یہ قبل ان تغتم من مقامك میں
 حاضر کر دیتا ہوں پیشتر اسکے کہ تو اپنی جگہ چیکے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہرگز انکار نہ کیا اور نہ سکو
 حال سمجھایا وجود یکہ دونوں میں مسافت بہت بعید تھی آصف نے ایک ٹوکری تخت حاضر ہو گیا
 معجزہ کوئی نہیں کہہ سکتا کیونکہ آصف بالاتفاق پیغمبر نہیں تھا پس لامحالہ یہ کرامت ہوگی۔ **سبط صحابہ**
 کہ آصف کا ہی قصہ ہے جو مدت راز غار میں سوتے ہے اور کتا ہی انکے ساتھ تھا گو یہ خبر نہ تھی کہ ہم کتنی مدت
 غار میں سوتے ہیں اس صدمہ میں انہوں نے کچھ کہا یا پیا انہیں غار میں آفتاب کی شعاع پہنچ آئی تھی کہ وہ
 وجود کو کسی قسم کی ایذا نہیں پہنچ سکتی تھی انکا کتا جو انکار نہ تھا اور اسے باتیں کیا کرتا تھا وہ بھی اپنی
 کی طرح سوتا۔ اور اصحاب کعبہ کر وین بھی بل لیا کرتے تھے مگر نہ اپنے غتیا سے بلکہ اپنے والا خود حق
 سبحانہ تعالیٰ تاجہ نچہ فرمایا ہے **وَنُقَلِّبُھُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الْشِّمَالِ وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ**

ذی اعمیہ بالحق صاحب جلالیم او کورائیں بائیں بدلتی تھے اور اہم سے اوپر لیا دینے تھے اور ان کو کائنات میں
 پر اپنے دونوں بازو پیلا لے ہوئے تھا۔ اسی کیف ہی ہمیں نہ تھے جو کچھ دن سے ظہور میں آیا مجھ
 نہیں ہو سکتا بلکہ اگر اس کے اصحاب ایکہ و صاحب خدود کی کرامات ہی اہل اسلام کی
 کتابوں میں مرقوم ہیں یہ تو نص قرآن سے کرامت لیا اسکا ثبوت تھا اب حدیث نبوی سے کیا
 ثبوت یا جاتا ہے۔ ایک غرض صاحب کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں امت مٹی اغنیہ کوئی عیب
 وغیرہ مضیہ سنائے فرمایا تھا اے زمانہ سے بیشتر تین شخص مابین تھے جسے جلات ہوئی تو وہ ایک بیٹا
 کی کہو میں چلے گئے تو میری سی بات گزری تھی کہ دفعہ ایک تیر بہار سے گرا اور غار کا منہ بند ہو گیا نہ جان
 رہ گئی اور آپس میں کھنکھانے لگے اس بل سے ہماری مائی ممکن نہیں جب تک کہ ہم اپنے اپنے اعمال حسنہ کو جو بغیر ایکے
 خالصاً اللہ سے عمل میں آئے ہیں حق سبحانہ و تعالیٰ کی درگاہ میں خضع نہ بنائیں جسے اپنے اپنے اعمال
 پر فخر سے نگاہ کی پہر ایک نے کہا کہ میرے مانا ہے اور میرے پاس مل دولت کہ نہ تھا جو میں انکو دیکھتا ہوں
 ایک بکری تھی جسکا دودھ میں آدھ نہیں دیکھتا تھا اور ہر روز خچل سے لکڑیوں کا ایک ٹکھا لاکر فروخت کر کے
 انوکھا اور اپنا نفقہ کیا کرتا تھا ایک نے زمین میں ہت دیر کر کے آیا جب تک کہ میں دودھ دو دہرا دیکھ لے کہنا تھا
 کروں نہ سو گئے تھے کہانے کی رکابی میرے ہاتھ میں تھی اور میں انکے رہائے کھڑا تھا اور انکے بیدار
 ہونے کا انتظار کرتا تھا اور آپ بھی کہو تھا یہاں تک انتظار کیا کہ صبح ہو گئی اور وہ بیدار ہو کر اور دونوں نے
 کہنا نا کہایا پر میں بیٹھ گیا۔ بار خدا یا اگر یہ کام تیری خوشنودی کے واسطے ہے کیلے تو اسوقت تو میری
 دستگیری کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ پہر بل گیا اور ایک شگاف پیدا ہو گیا۔ دوسرے
 نے کہا میرے چچا کی ایک بیٹی تھی نہایت حسین صاحب جمال اور زیور اول ہمیشہ اوپر فریفتہ رہتا تھا ہر چیز
 میں بے سکیلاتا تھا وہ نہیں ہانتی تھی یہاں تک کہ میں نے کسی حیلہ سے سو اشرفیان مسجدین اور وہ خلوت
 کے واسطے راضی ہو گئی جسے مکان پر آئی خدا ہی تعالیٰ کا خوف مجھے ایسا غلبہ کہ میں اس سے
 الگ نہ گیا۔ پہر کہا خداوند اگر یہ میرا بیان ہفت ہو تو ہمارے لئے رستہ کوئی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وسلم فرماتے ہیں کہ تیرے بار دیگر جنبش کی اور وہ شگاف کی مقدار کو کھل گیا مگر نہ ہفت کہ اوپر
 باہر نکل سکے تیرے تیرے کہ میرے پاس مزدور دن کا ایک گروہ کام کرنا تھا جب کہ ختم ہو چکا تو
 رستہ اپنی اپنی اہرت سدا لے کر ایک نہ رو غایب ہو گیا اور اسکا چہرہ تیرے گناہ کا رادگی اجرت

کے روپیہ سے بین بکری خریدی اور اسکی اسل کی پرورش حفاظت میں مصروف رہا یہاں تک کہ پورے چالیس کے بعد ایک زور سے میر باس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے کسی نامہ میں تیرا کام کیا تھا اب اسکی اجرت کی مجھے ضرورت ہے میں نے کہا کہ یہ گندہ کرپوں کا سب تیرا حق ہے اسے خیال کیا کہ یہ مجھے ہی کہتا ہے میں نے کہا نہیں میں راست کہتا ہوں مزدور ملکہ کرپوں کا لیکر چلا گیا۔ اسی بار خدا لا کر میں اس میں است کو ہواں در صرف تیرے جو شہودی کے واسطے میں نے حکم کیا ہے تو میں نے سید سے پتہ نہ لیا علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ پتہ کیا رکھی غار کے منہ سے سرک گیا اور وہیون باہر نکل گئے۔ دوسری شہاد جرج رہ گیا ہر جو اسم سابقہ میں سے تھے اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نبی اسرائیل میں ایک رہتا اور کتنا نام جرج تھا اور وہ بڑا مجتہد تھا اسکی والدہ بھی بڑی عابدہ زادہ تھی ایک نے اپنے فرزند ذہند کے دیدار کے واسطے آئی فرزند نماز میں مشغول تھا اسے صومعہ کا دروازہ نہ کھولا والدہ ایوں ہو کر چلی گئی دوسرے تیسرے روز بھی یہی کیفیت پیش آئی ماں نے تنگدل ہو کر کہا اسی میرے بیٹے کو سوا کر اور میرے حقوق کا اس سے مواخذہ کر اس نامہ میں ایک انیہ عورت مشہور تھی اسے جرج کو فریختہ دگر اہ کرنے کا ارادہ کیا اور جرج کے پاس آئی مگر اسنے التفات نہ کی وہ شرمندہ ہو کر چلی گئی اور ستہ میں ایک گڈریہ صحت کے حاملہ ہو گئی اور نہر میں اگر مشہور کیا کہ یہ جرج کا ہے جب وضع کیا تو لوگ جرج کے صومعہ میں آئے اور اسکو گھسیٹ کر بادشاہ کے پاس لے گئے جرج نے سر دیباچے سے پوچھا کہ ارٹھے تیرا باپ کون ہے ارٹھے نے فصیح زبان سے جواب دیا کہ میری ماں نے تجھ پر ہمت لگائی ہے میرا باپ گڈریہ اس حدیث سے ثابت ہو اگر خرق عادت مرد عورتوں و نون سے ظہور میں آسکتا ہے۔ اب ہم چند آثار و کرامات حوالہ دہ کر لیتے ہیں امام متغفری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی کہ اسی فرزند اگر عرب میں کسی دن اختلاف پیدا ہو جائے تو تم اس غار میں چلے جاؤ جہاں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی غار ثور میں جہاں حضرت مکہ سے ہجرت کر وقت پناہ گزین ہوئے تھے اور وہیں یہ ہوا خدا تہیں صبح و شام کا کمانا وہیں پہنچا گیا۔ امام متغفری فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ ارشاد کہ خدا تہیں صبح و شام کا کمانا وہیں پہنچا گیا کرامات الاولیاء کا ایک قوی ثبوت ہے امام متغفری ارشاد کے ساتھ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرا مونس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ دروازہ پر لیجاؤ یعنی دفنہ نقد

اس حدیث کے الفاظ میں میں نے کہا کہ یہ گندہ کرپوں کا سب تیرا حق ہے اسے خیال کیا کہ یہ مجھے ہی کہتا ہے میں نے کہا نہیں میں راست کہتا ہوں مزدور ملکہ کرپوں کا لیکر چلا گیا۔ اسی بار خدا لا کر میں اس میں است کو ہواں در صرف تیرے جو شہودی کے واسطے میں نے حکم کیا ہے تو میں نے سید سے پتہ نہ لیا علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ پتہ کیا رکھی غار کے منہ سے سرک گیا اور وہیون باہر نکل گئے۔ دوسری شہاد جرج رہ گیا ہر جو اسم سابقہ میں سے تھے اور اس حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نبی اسرائیل میں ایک رہتا اور کتنا نام جرج تھا اور وہ بڑا مجتہد تھا اسکی والدہ بھی بڑی عابدہ زادہ تھی ایک نے اپنے فرزند ذہند کے دیدار کے واسطے آئی فرزند نماز میں مشغول تھا اسے صومعہ کا دروازہ نہ کھولا والدہ ایوں ہو کر چلی گئی دوسرے تیسرے روز بھی یہی کیفیت پیش آئی ماں نے تنگدل ہو کر کہا اسی میرے بیٹے کو سوا کر اور میرے حقوق کا اس سے مواخذہ کر اس نامہ میں ایک انیہ عورت مشہور تھی اسے جرج کو فریختہ دگر اہ کرنے کا ارادہ کیا اور جرج کے پاس آئی مگر اسنے التفات نہ کی وہ شرمندہ ہو کر چلی گئی اور ستہ میں ایک گڈریہ صحت کے حاملہ ہو گئی اور نہر میں اگر مشہور کیا کہ یہ جرج کا ہے جب وضع کیا تو لوگ جرج کے صومعہ میں آئے اور اسکو گھسیٹ کر بادشاہ کے پاس لے گئے جرج نے سر دیباچے سے پوچھا کہ ارٹھے تیرا باپ کون ہے ارٹھے نے فصیح زبان سے جواب دیا کہ میری ماں نے تجھ پر ہمت لگائی ہے میرا باپ گڈریہ اس حدیث سے ثابت ہو اگر خرق عادت مرد عورتوں و نون سے ظہور میں آسکتا ہے۔ اب ہم چند آثار و کرامات حوالہ دہ کر لیتے ہیں امام متغفری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کو وصیت کی کہ اسی فرزند اگر عرب میں کسی دن اختلاف پیدا ہو جائے تو تم اس غار میں چلے جاؤ جہاں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے یعنی غار ثور میں جہاں حضرت مکہ سے ہجرت کر وقت پناہ گزین ہوئے تھے اور وہیں یہ ہوا خدا تہیں صبح و شام کا کمانا وہیں پہنچا گیا۔ امام متغفری فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کا یہ ارشاد کہ خدا تہیں صبح و شام کا کمانا وہیں پہنچا گیا کرامات الاولیاء کا ایک قوی ثبوت ہے امام متغفری ارشاد کے ساتھ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرا مونس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ دروازہ پر لیجاؤ یعنی دفنہ نقد

سہرور کائنات پر اور کٹھنٹھیاں دو دروازہ کو اگر کمل گیا تو سچ اندر ذن کر دیکھ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم
گئے اور دروازہ کٹھنٹھیاں اوچھنے لگا کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اُنکی آرزو تھی کہ کچھ عرصہ پہلے
وہ سلم کے پہلو میں دفن کئے جائیں دروازہ کمل گیا اور ہم نہیں جانتے کہ کس نے ماہر کہولا اور نہ انکی کار اور
غرت تعلیم کے ساتھ اسے دفن کر دحضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں کوئی شخص اسباب کو مانا نہیں کرتا جسے
دروازہ کہولا یا یا نہ دہی نیز امام متغفری اسناد کے ساتھ اسباب بنائے اسے وہ دفع سے اور ہاں میں
اللہ نعم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں لوگوں سے کہنے سے منع کیا
اور خطبہ میں فرمایا اسی ساریہ بن ہشام ہارثی بنی ہاشم ہارثی بنی ہاشم کے لوگوں کا بیعت کا اپنے ساتھ یہی
ذکر کیوں کیا کیونکہ ساریہ عراق میں تھا۔ پھر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ذکر کیا کہ حضرت ساریہ
ساریہ کو یاد کیا ہے حالانکہ ساریہ عراق میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نعم عمر کی بات کو نہیں سمجھتا۔ پھر
یہو کہ کچھ عرصہ میں گزرا تھا کہ ساریہ کا اچھی عراق سے آیا اور بیان کیا کہ ساریہ بیان میں نہیں ہے لڑا
تھا دشمن ہار گیا اور ساریہ غنیمت لیا ہار کی طرف توجہ ہوا۔ شہر میں چہ بیا کہ اس کا کیا ساریہ
نیکار و مال غنیمت کو غنیمت میں لیا ہار کی اوٹ میں آجائے ساریہ کو آسمان سے نالائی کہ اسی ساریہ چاہتا
کی پناہ لے۔ راوی نے بیان کیا کہ اچھی نے بھی وزیر سامعین خطبہ تصدیق کیا کہ یہ حضرت عمر کی
صوت تھی نیز امام متغفری اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب شہر مصر فتح ہوا تو حضرت امیر المومنین
عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن العاص کو مصر کا امیر مقرر کیا سرداران مصر جمع ہو کر بزرگ العاص کی
خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اسی امیر ہم ایک سال وہ رسم ادا کرتی ہوں گے ہمیں جس سے ہمیں دیر
نیل جاری رہا کرتا تھا امیر نے پوچھا کہ وہ رسم کیا تھی عرض کیا کہ ہم ہر سال شہر میں سے کسی ایک
خوبصورت بارہ لڑکی تلاش کرتے ہیں اور اسکے والدین کو خاطر خواہ قیمت دیکر راضی کر لیتے ہیں ہر ایک کو
نہایت نفیس لباس دے دی حل و زیورات گرانی سے آراستہ کر کے دریائے نیل میں بہا دیتے ہیں نیل سال بہرہ
دہتا ہے اگر اسکی بہیٹ نہ دین تو خشک ہو جاتا ہے عمر بن العاص نے فرمایا کہ یہ رسم اسلام میں تو کبھی
جاری نہیں ہوئی بلکہ اسلام ایام جاہلیت کی رسومات کو سچو کرتا ہے اہل مصر نے یہ جواب دینے میں
تک صبر کیا دریلے نیل قدر سے قلیل بھی اپنے کناروں سے باب نہ نکلا آخر اہل مصر نے مایوس ہو کر مصر چھوڑ
جلنے کا ارادہ کیا عمر بن العاص نے یہ حال مشاہدہ کے حضرت امیر المومنین محمد ابن الخطاب کے کسمالہ

۲
اسرار النصف
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے
مدینہ میں لوگوں سے
کہنے سے منع کیا

۳
حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ میں نے
مدینہ میں لوگوں سے
کہنے سے منع کیا
اور خطبہ میں فرمایا
اسی ساریہ بن ہشام
ہارثی بنی ہاشم کے
لوگوں کا بیعت کا
اپنے ساتھ یہی
ذکر کیوں کیا
کیونکہ ساریہ
عراق میں تھا۔
پھر لوگوں نے
حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے یہ
ذکر کیا کہ
حضرت ساریہ
ساریہ کو یاد
کیا ہے حالانکہ
ساریہ عراق
میں ہے حضرت
علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا
نعم عمر کی بات
کو نہیں سمجھتا۔
پھر یہو کہ
کچھ عرصہ میں
گزرا تھا کہ
ساریہ کا اچھی
عراق سے آیا
اور بیان کیا
کہ ساریہ بیان
میں نہیں ہے
لڑا تھا دشمن
ہار گیا اور
ساریہ غنیمت
لیا ہار کی طرف
توجہ ہوا۔ شہر
میں چہ بیا کہ
اس کا کیا
ساریہ نیکار
و مال غنیمت
کو غنیمت میں
لیا ہار کی اوٹ
میں آجائے
ساریہ کو
آسمان سے
نالائی کہ
اسی ساریہ
چاہتا کی
پناہ لے۔
راوی نے بیان
کیا کہ اچھی
نے بھی وزیر
سامعین خطبہ
تصدیق کیا
کہ یہ حضرت
عمر کی صوت
تھی نیز امام
متغفری اسناد
کے ساتھ
روایت کرتے
ہیں کہ جب
شہر مصر فتح
ہوا تو حضرت
امیر المومنین
عمر رضی اللہ
عنہ نے حضرت
عمر بن العاص
کو مصر کا
امیر مقرر کیا
سرداران مصر
جمع ہو کر
بزرگ العاص
کی خدمت میں
حاضر ہوئے
اور عرض کیا
کہ اسی امیر
ہم ایک سال
وہ رسم ادا
کرتی ہوں گے
ہمیں جس سے
ہمیں دیر نیل
جاری رہا کرتا
تھا امیر نے
پوچھا کہ وہ
رسم کیا تھی
عرض کیا کہ
ہم ہر سال
شہر میں سے
کسی ایک خوبصورت
بارہ لڑکی
تلاش کرتے
ہیں اور اسکے
والدین کو
خاطر خواہ
قیمت دیکر
راضی کر لیتے
ہیں ہر ایک
کو نہایت
نفیس لباس
دے دی حل و
زیورات
گرانی سے
آراستہ کر
کے دریائے
نیل میں
بہا دیتے
ہیں نیل
سال بہرہ
دہتا ہے اگر
اسکی بہیٹ
نہ دین تو
خشک ہو جاتا
ہے عمر بن
العاص نے
فرمایا کہ
یہ رسم
اسلام میں
تو کبھی
جاری نہیں
ہوئی بلکہ
اسلام ایام
جاہلیت کی
رسومات کو
سچو کرتا
ہے اہل مصر
نے یہ جواب
دینے میں
تک صبر کیا
دریلے نیل
قدر سے
قلیل بھی
اپنے کناروں
سے باب نہ
نکلا آخر
اہل مصر
نے مایوس
ہو کر مصر
چھوڑ
جلنے کا
ارادہ کیا
عمر بن
العاص نے
یہ حال
مشاہدہ کے
حضرت
امیر المومنین
محمد ابن
الخطاب کے
کسمالہ

معاہدہ کی یہ صورت ہر لوگ وطن چھوڑ کر ہجاگ چلنے پر مستعد ہیں کہونکہ انکی اگشتہ کار اور پیداوار کا
 انیل کی طغیانی پر ہے اگر نیل میں طغیانی نہ آئی تو ملک بجا رہو جاو گیا امیر المؤمنین نے لکھا کہ اسی
 عمر بن العاص تو اپنے بہتاد میں نہایت کی یعنی تیری اسے خطا پر نہیں ہنسیک سلامت وہ زمین ٹاوی
 ہیں جو اسلام سے پشتہ تھیں اور اپنے خط میں ایک چھوٹا سا پرز اور ملفوف کر دیا اور لکھا کہ اس چھوٹے
 پرزے کو نیل میں ڈال دو جب عمر بن العاص نے خط کو لیا اور چھوٹے پرزے کو پڑا تو اس میں لکھا تھا کہ خط
 عبداللہ عمر بن الخطاب امیر المؤمنین کی طرف سے نیل مصر کے نام ہے بعد حمد و ثناء کے تجھے معلوم ہے کہ
 اسی نیل تو اگر اپنے خیمہ راو اپنی قوت سے چلا کر تانا تو بندہ زمین تیرے چلنے کی کچھ حاجت نہیں اور اگر
 خدائی احد قمار بجانہ و نقالی کے حکم سے بہتا تھا تو ہم اوسى واحد قہار سے دعا کرتے ہیں کہ تجھے جاری
 ملے حضرت عمر بن العاص نے سرداران مصر کے مواجد میں یہ نام نیل میں ڈال دیا دوسرے روز اہل مصر
 نے جو جلا وطنی پر آمادہ تھے علی الصباح دیکھا کہ نیل سولہ ماہ تک ایک ہی بات میں اپنے کناروں سے باہر
 نکل گیا ہے اللہ جل جلالہ نے یہ بری سنت ہمیشہ کے لئے قطع کر دی۔ مولف کے نزدیک حضرت امیر المؤمنین
 علی اس کو بہتے اسلام کو اعلیٰ درجہ کی ترقی و تقویت حاصل ہوئی کیونکہ اسلام کا ظہور صرف اسی غرض
 سے ہوا تھا کہ بتوں کو خدائی سے باہر کر کے توحید کا جند بلند کرے ابتدا میں جب ب میں بت پرستی شریع
 ہوئی تھی تو بالکل سادہ تھی اور بت صرف ادنیٰ فلاح مقدر کے بنائے گئے تھے جو انجیل مرام دنیوی
 کے موکل تھے اور بت پرستوں کو خوش رکھنے کے لئے اذکی بجا کرتے تھے مثلاً پانی ہوا آگ خاک چاند
 سورج وغیرہ کے بتوں کی سلطے پریش کرتے تھے کہ انکے موکل خوش رہیں یہ خیال اس طاق نہ تھا کہ
 یہی ہستے الواقع خدا ہے رفتہ رفتہ یہی بت خدائی کرنے لگے دیاسے نیل کی پریش کر بنے والوں کا
 ہی ہی اعتقاد تھا کہ پانی کا دیوتا جو دیاسے نیل پر موکل ہے خوش نہیں ہو سکتا جب تک کنواری لڑکی
 ہتھکٹ لے اور ڈنکی اعتقاد ایسا قوی ہو گیا تھا کہ فی الواقع دیادہ دن اسکے طغیانی نہیں کرتا
 اگر حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ اس سنت کو رائج رہتے دیتے تو عجیب تھا کہ اسلام کے علمائے
 درہم برہم ہو جاتے اور از سر نو بت پرستی و فحش پالی اسلئے کہ ایک جگہ ہی بت پرستی کا جائزہ نہ لیا
 توحید نہ خداوند تعالیٰ نے حضرت عمر کے ہاتھ سے یہ کرامت ظاہر کر کے اسلام کی عظمت و شوکت قیام
 رکھی۔ پھر بعد علی لکے علاوہ اسکے مصر ایک ایسا مقام تھا جو ایسی شہادت و شوکت و عظمت کا علم تھا

و فلسفہ و حکمت و طرز معاشرت تمام زمانہ میں مشہور رہا اور اسلام نے اس پر تازہ قبضہ کیا تھا اور
 نہایت ہی اسکے اسلام کا یہ دعویٰ تھا کہ اگر کوئی قوم توحید و رسالت پر ایمان لائے تو اس سے کچھ
 نقص نہ ہوگا اگر اس سے انکار کرے تو جزیرہ سے زمین تو اس پر فتح کشی کی جائیگی پہلے دوسریں مہر
 نے منظور نہ کیں اسلئے تیسری شرط پر عمل کرنا لازم ہوا اور بڑے شہسوار حضرت کیا گیا۔ جس میں کچھ
 اہل اسلام تو وہ تھے جو بحیثیت فتح ملک میں داخل ہوئے تھے اور کچھ ملک کے اہل باطن سے تھے جو بہت
 باسلام ہوئے تھے اگر حضرت امیر المومنین عمر کے ہاتھ سے یہ کرامت ظہور میں آئی تو مسلمانوں کے
 دلوں کو وہوں یعنی فاتح و مفتوح کا اعتقاد ضعیف بلکہ فاسد ہو جاتا اور یہ کہیں اس ملک میں اسلام
 کا رواج نہ ہوتا اور جو فتوحات اہل اسلام کو اسکے بعد حاصل ہوئیں ہرگز نہ تھیں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
 کی اس فتح غیبی قیامی لاریبی سے تمام مسلمانوں کے دل قوی ہو گئے اور مصر اسلام کا ایک نامی و حکم
 گہر بن گیا اور تمام افریقہ میں توحید کا دکھا بجھ لگا جس طرح امیر المومنین بعضی امدن کو بڑی شان و شوکت
 کے ساتھ فتوحات حاصل ہوئیں اور جنکی نظیر کسی خلافت کے عہد میں باقی نہیں جاتی ویسی ہی یہ عظیم الشان
 باطنی فتح تھی جس سے خداوند تعالیٰ کا حلال و جبروت ظاہر ہوا خداوند تعالیٰ کو منظور نہا کہ خیر البشر خیر
 کے مقاصد کو پورا کرے اسلئے یہ کرامت امیر المومنین عمر بن الخطاب کے ہاتھ سے ظہور میں آئی یہ گویا ہمت
 معجزہ سید الانبیاء ہی اگرچہ کرامت معجزہ پر سابق و فائق نہیں ہو سکتی لیکن بعض اوقات معنی و طہا
 معجزہ سے زیادہ کام دیکھائی ہے عیسیٰ علیہ السلام نے اجماعی موتی و ابراہی مرضی کے معجزات صرف
 اسی غرض سے دکھائے تھے کہ انکے دین کو ترقی ہو لیکن انکی زندگی میں بجز معدود چند عیسوی
 مذہب میں داخل ہوئے اور انہیں سے ہی بعض اخیر وقت میں مرتد ہو گئے امیر المومنین عمر بن الخطاب
 اسلام کی کشتی کو مسجد بارشہ نکال لیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج افریقہ و دیگر ممالک میں کروڑوں مسلمان
 موجود ہیں مگر تو مرکز اسلام ہی ہے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب کی کرامات میں سے ایک یہ بھی
 ہے کہ قصیر دم نے آپ کی خدمت میں کسی تحائف بھیجا اور انہیں ایک شکاری شہباز اور شکار پر لگا ہوا
 بیش قیمت گھوڑا اور ایک شیشی ہر کی تھی جب قصیر کا سفیر یہ تحائف لیکر مدینہ منورہ میں داخل ہوا
 تو لوگوں سے پوچھنے لگا کہ امیر المومنین خلیفہ عمر کمان میں ایک کھدیا کہ فلا نے جنگل میں انہیں
 تھاپے ہیں بات تو اسنے سچ کہی تھی کیونکہ حضرت امیر المومنین کا دستور تھا کہ اکل حلال کی غرض سے

وہر کے وقت انہیں بتایا کرتے اور سنا اپنا نفقہ کیا کرتے تھے کہ سفیر کو یہ جواب ناگو اور معلوم ہوا
 اس لئے کہ اس نے خیال کیا کہ یہ مجھے اتنا اور بھلا کرتا ہے سفیر سے چاہا کہ اپنا ایک اور شخص
 بوجہ اسے بھی بھیجا دیا اور چاہا کہ با اس کے بعد تیسرے شخص سے پوچھا اس نے بھی جواب دیا
 سفیر نے اول میں دیکھا کہ شاید یہی مرصع ہو اور میں نبطی پر ہوں پھر اس نے ایک شخص کو بطور رسد
 جاریہ لایا اور ولیمین سے حج رہا تھا کہ یہ تو کوئی ذلیل آدمی ہے۔ اس ذلیل مہینہ کرتا ہے تیسرا دم سے سرسبز
 کی جڑ سے ذیل آدمی کے پاس اپنی عظیم الشان بغاوت بھیجی اتفاقاً حضرت عمر انیسویں کے بنانے سے
 فرما کر گذشتہ تین کر سوسے نئے جب غیر کی سواہری قریب پنج گھوڑا قدم بڑھانے سے رہ گیا
 ہمتیہ راہنیا پچھلایہ ہوا آخر مجھ کو گورے سے اتر اور پیدل چلنے لگا ہدیت ایسی غالب ہوئی کہ
 ہاتھ پاؤں پر عرشہ پڑ گیا۔ تمام دور اندیش سمجھا کہ یہ ہدیت اسی شخص کی ہے جسے میں ذلیل سمجھا
 تھا اس پر جلال الہی میری موت مقرر ہے جا رہا ہے حضرت جلال الدین وحی اس باب میں فرماتے ہیں

ہدیت حق است این از خلق نیست	ہدیت بن مرد صاحب حق نیست
-----------------------------	--------------------------

جب حضرت امیر المومنین پیدا ہوئے سفیر نے تحایف پیش کی حضرت نے فرمایا کہ یہ باز اور گھوڑا تھا
 کہ وہ نہایت بے رحم ہو ایک لئے نہیں پیدا ہوئے۔ پھر سفیر نے زہر کی شیشی پیش کی اور عرض کیا کہ
 اگر اس کا ایک قطرہ دشمن کی طرف ہوا کہ نہ ڈرایا جاوے تو دشمن فوراً مرا جائیگا امیر المومنین نے فرمایا کہ
 بہت سے کام لی چیزیں ہیں اسے پتہ ہوں اگر یہ انفس مر گیا تو میں جانوں گا کہ نے واقعہ یہ کہ
 پر یہ مہینہ لایا ہے کمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعداء علیک نفس واللہ
 یکن بحبیبک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بڑا دشمن نفس ہے جو تیری دونوں پسوں
 کے درمیان ہے کہ بعد وہ تمام شیشی پی گئے سفیر نے نظر نہ کیا ابھی ناگزیر واقعہ پیش آیا مگر کسی دگر گز گئے اور
 نہ رت پر نہ ہانچا یہی اثر ہوا۔ حدیث شریف میں جو لفظ اعدی بصدیقہ تفصیل واقع ہوا ہے اس کے
 میں نے ہر ایک میں شریعت ساتھ لیکر رکھے وہ دوست اور فائدہ دار موب و یا نفس کہ جس قدر اس
 تر بہتر ہوگا تو بتا جائیگا اور قوت پاک عقل کو نہایت کمزور کرتا جائیگا ورنہ آخر اس کو ہتھ
 سے باز کئے گا اس واسطے کہ وہ دشمنوں سے قوی ہے۔ اور یہ جو فرمایا ہے کہ وہ تیری دونوں پسوں
 کے درمیان ہے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ نہایت ہی نزدیک ہے اور یہ نفس الہی کی طرف اشارہ ہے

تیز امام متغفری نے اسناد کے ساتھ نافع سے اور اوسے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس بات جسکی صبح کو آپ شہید ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے میری اسی عثمان تم ہمارے ہاں کیا کیا اگے باہن عرض فرماتے ہیں کہ امیر المومنین دوسرے روز شہید ہو گئے یہ کہہ کر بت بعینہہ ویسی ہی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ آپ نے حجۃ الودع میں کئی ماہ پتہ اپنی وفات کی خبر دی تھی۔ تیز امام متغفری روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک شخص نے رجم میں مبتلا کیا آپ نے اوسے بد دعا دی وہ اوس وقت زندہ نہ ہو گیا۔ ہی طرح تمام صحابہ تابعین و تبع تابعین و مشایخ طریقت سے جو ہر ایک صدی میں ظاہر ہوئے ہیں ان مقدس کرامات و خوارق عادات ظاہر ہوئے ہیں کہ احاطہ تحریر و حدیث پر میں نہیں آسکتے امام قسری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال میں فرماتے ہیں وَلَکُمْ کَافَاؤُا کَرَّ بِاَجْنَاسِہَا یَعْنِیْ بِاَجْنَاسِ الرِّوَا یَاتِ وَلَا خَبَارٍ وَ الْحَکَا یَاتِ صَارَ الْعِلْمُ اِکْبَادًا وَ کَھُوْرًا عَلٰی الْاَقْوِیَا عَلَا فَا یَا شَغْیَ عَنْہُ الشُّکُوْکُ وَ مَعْنٰی تَنْسَطُ هَذَا الطَّائِفَةُ وَ کَوْنُ اسْرِ قَلْبِہِ اَخْبَارُھُمْ وَ حَکَا یَاتُھُمْ کَمُتَقِیْ لَہُ شُبْہَہُ فِیْ ذَاکَ یَعْنِیْ اس منس کی روایات و اخبارات و حکایات اس کثرت کے ساتھ تو اتنے درجہ کو پہنچ گئی ہیں کہ انکے وجود کا اور الیا اللہ انکے ظہور کا علم ایک ایسا متعل علم ہو گیا ہے کہ شبکے ک اس سے رفع ہو گئے ہیں جو شخص اس طائفہ کے ساتھ توسط اختیار کرے گا اور متواتر انکے اخبار و حکایات سنتا کرے گا اوسکے تمام شبہات اس باب میں رفع ہو جائیں گے۔ ہمنے اثبات کرامات اولیاء اللہ میں اس قدر سبب اللہ اور تطویل سے کام لیا ہے اس سے یہ عرض ہے کہ کوئی سلیم القلب آدمی جسے کہی اولیاء اللہ کا احوال شاہدہ نہیں کیا اور انکی حکایات نہیں نہیں سنکر وں کہے انکا پر فریقہ ہو کر اپنا دین ایمان بجا نہ کرے حضرت مولینا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ایسے اسی جہالت و ابواب ضلالت پیدا ہوئے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات بلکہ انبیاء کے معجزات ہی انکا کر جاتے ہیں غور کرنا چاہیے کہ مولینا مودت کا زمانہ ۸۰۰ سالہ ہجری تھا جسکو آج یعنی ۱۰۰۰ ہجری تحریر کتاب اسرار التصوف تک چار سو ستائیس برس گزرے۔ اوس زمانہ میں جاسجا اسلامی حکومت قائم نہیں علوم دینیہ کے مدارس میں تھے خلاف شریعت کرنے والوں پر اصرار کیا جاتا تھا عرض ترویج و تقویت دین کے سبب مان و اسباب مہیا تے۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں اوس وقت بھی

اس مضمون کے سامان بہت کم ہے اور اچکل قبالکل ہی مفردا میں جب لینا مروج کے زمانہ میں بنکر
کی بہرہ حالت تھی تو ہمارے زمانہ میں ہندوستان کے اندر حقد ربعات پیدا ہوں کم ہیں مولف

ابن سراج سنت خیر ہمیشہ	اوشہ گیا ہندوستان سے سرسیر
ہے نکالی سب کے اک منت جدا	جانتے ہیں اوسکو قربان خدا
شکر ان صوفیاء اولیاء	ہیں موجد کتے خود کو بر ملا
کرنا استمداد روح اولیاء	کفر ہے نزدیک اونکے بخیلا
دیکھو کردہ صوفیوں کی وجد	کرتے ہیں منسوب مکر ضلل
برعتیں ہر دم نکلتی ہیں نئی	ہے ترقی پر گروہ بعتی
ہے عقیدہ انکا اسی صاحب حال	خرق عادت اولیاء ہے مجال
دیکھیں اگر انصاف سے ہم یقین	ہے ہمارا ہی زمانہ بدترین

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ لوگ جو خوارق عادات غور کراتے کے منکر ہیں کون ہیں اور انکار سے
اونکی غرض کیا ہے۔ یہ انکار کرنے والے درودہ ہیں ایک **طایان** ظاہر جہر فقط ظاہری علوم پر
تکتم کرتے ہیں علوم باطنیہ سے مطلق غیب ہیں ہر امر عقل کے پابند ہیں جس چیز کا جو عقلی دلائل سے ثابت
ہو انکے نزدیک باطل ہے کل شیء ما خلا اللہ باطل (ہر ایک چیز جو سو کے اللہ کے ہے باطل ہے)
اس مفہوم اونکے نزدیک باطل ہے کیونکہ وہ حواس تجربہ اور قیاس کے پابند ہیں اور قیاس اسکے بیہ معنی
لگاتا ہے کہ باطل اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اسم فاعل ہمیشہ مضارع سے مشتق ہوتا ہے اور مضارع میں
حال و استقبال دونوں ملنے ملحوظ ہوتے ہیں اسلئے وہ استقبال کو مقدم سمجھ کر کہتے ہیں کہ سروسر
باطل نہیں البتہ آئندہ باطل ہو جائیگا اونکے حواس انہیں بالفعل اور حال کے معنی لینے سے اسوجہ
روکتے ہیں کہ قرآن مجید میں صریحاً وارد ہے کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا اَمْ اِذَا هُمْ رَبٌّ
یہ جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے اوہ میں نے کہا اے رب اسے باطل نہیں ہے) یہ بیکر غرور اور ہر فرد شہ کو
ان اسلئے تسلیم کرتے ہیں کہ اونکے نزدیک انسان کی یہ تعریف ہو کہ لَا اِنْسَانَ حَیْوانًا
الغرض جو امر دلائل عقلیہ سے ثابت نہ ہو اسکے تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں اونکے حواس ظاہری
انہیں یہ آیت کرتے ہیں کہ جب شیا موجود ہیں اور حواس ظاہری سے جدا نہ ہوں صفات پر محسوس ہیں

تو انکے وجود سے انکار کرنا اور انکو لاشی محض اور باطل سمجھنا عین نادانی ہے جو لوگ ہر ایک امر میں عقلی دلائل کے محتاج ہیں اور حکما علم ناقص ہے اور انکی عقل ایک ہمہ خیال ہے ایسے ہی لوگوں کے حق

مین حضرت مولانا جلال الدین جمی فرماتے ہیں	پاسی استدلال بیان جو بین بود
پسے جو بین سخت ہے تمکین بود	جو لوگ عقل کا ملکتے ہیں اور جنکو قریب و

حاصل ہے وہ صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ جو کہہ نظر آتا ہے خواہ یہ ہماری اپنی ہستی ہو یا عالم کی عدم محض ہے اور حق کی ذات جو مطلق اور ہستی ساز ہے حضرت شیخ اکبر قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے کہ **الوجود بین العدمین علم کا لفظ ہر یکین الدائمین عدم** (وجود و عدم دونوں کے درمیان ہے عدم ہے جیسا کہ ہر دو دمون کے درمیان عدم ہے) یعنی عالم پہلے ہی عدم تھا اور پھر ہی محض ہو جائیگا پس جو چیز ان دونوں حالتوں کے درمیان ہے وہ بھی نے محال اور درست معدوم نہ ہو کہ اس کے معدوم ہونے کے لئے کوئی زمانہ آنے والا ہے اور صریح وجود مطلق اور ہستی ساز آفرینش سے پہلے موجود تھی اور اسکی فیکل بعد ہی موجود رہے گی اسی طرح ابھی موجود ہے جیسا

درہمہ رقبہ نامتہ اسکانی	چہ مجبور و چہ مجسمی و جانی
سریان وارد و ظهور آتا	سریانے بروان زد انشیں با
زخلفانے تنوعات شین	سے انسایہ جمال گوناگون
سے کند درہمہ مراتب سیر	مختفی درجہ حساب صورت و غیر
بلکہ محو است صورت انیسار	لینس نے الدار فیئسہ وہ دیا

یعنی جو مطلق ممکنات کے ہر ایک مرتبہ میں خواہ وہ مرتبہ مجبور ہو یا مرکب یا ہر دوسرا ہے مگر ہم جو بالحد تعینات ہیں اسکو نہیں دیکھ سکتے درہی خیال کرتے ہیں کہ یہ ہمارے اور یہ دنیا اور یہ انسان اور یہ حیوان حالانکہ وہ مختلف متنوع حیوانات ہیں گوناگون جلال کھار ہے کوئی غیر نہیں اغیار کی سب سے زمین دسی میں موجود تھا میں سبواطری شبلی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ **لینس نے الدار فیئسہ وہ دیا** ہمارے سوا کوئی دایرہ سائز نہیں چونکہ حضرت شیخ اکبر کا یہ قول کہ **الوجود بین العدمین عدم** علمی ظاہری کے نزدیک محتاج دلیل و ثبوت تھا اسلئے آپنے کمال فرہنگ ادنی کے مسئلہ سائل میں سے ایک مسئلہ بطور تشیل پیش کر دیا یعنی کا لطرہ بین الدیمین دم فقہا کا قول ہے کہ **دوت جو حیف با نفاس کی تحت**

میں ہوا اور ایام مہمودہ کے بیشتر پاک ہو جائے اور نماز روزہ وغیرہ فرائض ادا کرنے لگے مگر دوسرے نیز
یا چوتھے روزہ پر پاک ہو جائے تو جو فرائض اس نے دریا فی ظہر میں ادا کئے ہونگے وہ اس کے دوسرے
ساقط نہیں ہونگے بلکہ اتصال لازم ہوئی اور دو خورون کے دریاں اظہر جو اس نے دیکھا ہے عیش یا
نفاس ہی میں محسوس ہونگے۔ اس طرح دو عدد مون کے دریاں جو وجود ہو گا وہ ہی عدم ہی ہے پس
جو لوگ شیونات نے تعینات کی ہستی مستقل سمجھتے ہیں محض وہم و خیال ہیں گرفتار ہیں یہ تعینات
قبودات ہمارے اپنے ہی پیدا کئے ہوئے ہیں نہ ہستی مطلق کا تو یہ ارشاد ہے کہ **اَیُّهَا کُلُّ کُلِّ**
فَکَمَّ وَجْهَهُ لِلَّهِ جِبْطًا کی طرف دیکھو اور سی طرف ذات خدا ہے۔ اس موقع پر ظاہر ہیں لوگ یہ عمر جس کے
ہیں کہ جب ہر طرف خدا ہے تربت کو سجدہ کرنا اور کعبہ کی طرف سجدہ کرنا یکساں ہے کیونکہ دونوں
کی پرستش سے خدا کی پرستش مقصود ہے ہم اسکا جواب دیتے ہیں کہ حفظ مراتب و آداب شریعت کے
جو ان کے برخلاف ہے۔ جو شخص جو از کا قابل ہے وہ زندقہ و ملحد ہے

ہر مرتبہ از وجود جس کے دارد	گر حفظ مراتب کنی مذہبی
<p>جس سے میں حقیقت نے ظہور کیا ہے اسکو مرتبہ کہتے ہیں اور مراتب بعد از تخصی ہیں اور ہر مرتبہ میں کوئی خاص حکم یا اثر ہوتا ہے جو دوسرے مرتبہ میں نہیں پایا جاتا اور خاصہ یا ظاہری ہوتا ہے یا باطنی ظاہر یا خالص ظاہری جو اس کے ساتھ محسوس ہو سکتا ہے مثلاً انا جو ان کی صورت میں ظہور کرنا صفت رزاقی کا ظہور ہے جسکو ہم جو اس ظاہری سے محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ ہماری غذا پرورش کے لیے ہے اسکا استعمال کرنا ہمارے لیے جائز بلکہ ضروری ہے یا ہر رون کی صورت میں ظہور کرنا یہ صفت نور کا ظہور ہے اسکو ہی ہم جو اس ظاہری سے محسوس کر سکتے ہیں کہ یہ ہماری جان کے دشمن ہیں انہی ہیں آخر از لازم ہے اور باطنی خاصہ کے دریافت کرنے سے انسانی عقل قادر ہے وہ صرف انبیاء سے معلوم ہو سکتا ہے جسکو شریعت کہتی ہیں خیرات اسکی ہی ہمیں معلوم نہیں انبیاء نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے ہمیں اس پر ہے جو ان چیز کا نور ہونا اور آئنا و صدقہا کہنا چاہئے کسی حکم کی علت اور وجہ دریافت کرنی ہمارا کام نہیں اور بہرہ دریافت ہمیں فائدہ ہی کچھ نہیں ہے سکتی کسی شخص نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوئی پر اعتراض کیا کہ آپ کے اجتہاد میں لایل عقلی رہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر میں عقل سے کام لیتا تو بول در برازمین غل کا حکم دیتا نہ جماع یا اختلام کی حالت میں کیونکہ عقل کے نزدیک بول بول بول</p>	

پسیدی سنی کی نسبت بہت شدید ہے۔ وہی اور مذہبی کی صورت میں بھی غفل کا حکم دیتا کہ میں احکام شریعت میں عقل کو مطلق دخل نہیں دیتا کیونکہ عقل ان کی کنہ کی دریافت سے بالکل عاجز ہے۔ ابتداء میں حضرت رسول کریم علیہ السلام بیت المقدس کی طرف توجہ ہو کر نماز کیا کرتے تھے پھر عین نماز میں حکم آیا کہ قُولِ وَجْهَكَ لِلشَّجَرَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی مسجد حرام کی طرف پناہ نہ پھیر لے حضرت رات نہا لے اور یہ وقت سجد الحرام کی طرف نہ پھیر لیا اور یہاں تک کہ اس وقت نے جو حقیقت نبوت میں محاورہ ثابت سالٹ میں سرشار تھے قبلہ کی جانب پھرنے لگے بانی صحابہ جو اقتداء میں شامل تھے اور محو تھے رتبہ پر فائز نہیں ہو سکتے یہ ستودیت المقدس کی طرف نہ گئے تھے جن لوگوں نے متابعت کی رسول خدا نے نماز کے بعد ان کو جنت کی بشارت دی اور وہ عشرہ مبشرہ کہے گئے۔ اگر یہ لوگ بھی عین نماز میں ایک قبلہ پھوڑ کر دوسرے قبلہ کی جانب رخ کرنے کی کنہ دریافت کر لینے کو نظر نہ دیتے تو دولت بشارت محروم ہوتے۔ چنانچہ قومی عقل و حواس باطنی و ظاہری دریافت نہیں کر سکتے کہ بیت المقدس سے قبلہ عبادت ہونے کا خاصہ کیوں سبب ہو گیا اور کیا وجہ تھی کہ اگرچہ یہی زمانہ کا اثر ہے کہ بیت المقدس کو دریا اور وہ قبلہ عبادت ٹھہرا گیا۔ یہی حال اعمال کا ہے اگرچہ تمام اعمال جو مکلف کے صواب ہوتے ہیں شیونات سنی مطلق ہیں مگر بعض اعمال کا خاصہ ہے کہ وہ عامل کو مستحق ثواب و جزا حق و قرب کے الیہ کا مستحق ٹھہرتے ہیں اور بعض اعمال کا خاصہ ہے کہ وہ عامل کو مستوجب عتاب بعد عن اللہ الیہ تہیہ ان خواص کا دریافت کرنا عقول انسانی کی طاقت سے باہر ہے ہمارا کام یہی ہے کہ جن امور کی شارع علیہ السلام نے تفصیل و تشریح کی ہے ان کو بلا دلیل و حجت مان لینا اور نہ یہ کہیں کہ جن کو ہی قبلہ عبادت ٹھہراتا ہے جائز ہے یا ناجائز روزہ کی کچھ ضرورت نہیں اور حفظہ تہ کے ہی معنی میں مولانا جاسمی اسی باب میں فرمایا

گر فصل کند بوقت صلوة	ردی کہ بعد از جمع جہات
باشد از حق در آن جہت مأور	در نہ حق نسبت اندر آن مخصوص

الغرض علمی ظاہری جو ہر ایک امر میں محتاج دلیل نہیں اس گروہ کی جو علمی بانی و طبائی و دینی ہر ماہیت کو نہیں سمجھتے لہذا ان کے کثرت کرامات و خوارق عادات کو بھی قابل نہیں ہمارا یہی مطلب نہیں کہ وہ نفس کر است کہے ہی متقدم نہیں بلکہ وہ بغیر کہتے ہیں کہ نہت اولیا و اسد حق ہے مگر یہ کیا کہ خود میں یہ وصف بالفعل موجود نہیں اس پر اعلان لوگوں نے امام مسلمانان حضرت احمد قبلہ کو قرآن کے مفسر

کہنے پر مجبور کیا اور تازیانے لگائے حسین مقصود علاج کو بری بے رحمی کے ساتھ سولی یا خوارق عادت کے انکار سے انکو کوئی خاص غرض ملحوظ نہیں بلکہ یہ بیچارے سعد و پین انکی عقل احاطہ میں محدود و

خجک افتاد و دولت پر غور نہ

حیران نہ بہ نہ حقیقت و فسانہ زو

اگر اسلامی عالم بری تحصیل علوم متعارفہ کے بعد ذکر نفس تصفیہ باطن کی جانب شریطہ دلواتم متوجہ ہوں تو بہت جلد اصل حقیقت و پیروی منکشف ہو سکتی ہے اور وہ جان سکتے ہیں کہ جس علم کی تحصیل میں علم اگر انما یہ صرف کی ہے فی الحقیقت وہی حجاب الہی تھا آج تک بقدر مشہور و معروف و نامی گرامی شیخ و

صوفیہ گروہ ہر گرجہ بعد از چند سبکے فضیلتی تہذیب گیارہ عصر تہ فقہ اصول فقہ حدیث وغیرہ علوم متعارفہ میں مستند الہ بہتے کوئی قاضی مفتی متاکوئی و خط محدث کوئی امام تہاکوئی امام الامیر متاکوئی باطنیہ کی تہذیب و تہذیب شیعہ نو و شیعہ بصرہ کمال الحسار کمال الشقا کا (۱) نہ محقق بودند و

چارپاسے بروکتے چنداں کے مصداق تھے صوفیای کریم کے کل سلسلے باشتنا بعض حضرت شہ دلایت پروردہ آغوش نبوت ہدایت الغالب علی ابن ابیطاریضوی بعد عند کی ذات فیض آیات فرستے ہیں در نور و فان دوستی آفتاب بنا جسے حاصل ہوا ہے اکی وجہ کیا تھی صرف یہی کہ اس خواص کج

عرفان کو نور و ہدایت تہذیب سے بہرہ اتم ملتا اور لانا آمدینۃ العلم و علی بابا کتبہ امین علم کا شہرہ اور علی اور سکا دروازہ ہے کہے مودتہ ہر چند علی رضی علوم ظاہر میں کمال کہتے تھے مگر یہ ان علوم کی تعریف نہیں علیہ اوس علم کی تعریف ہے جو ایک نبی امی کو الہامی وحی کے ذریعہ معلوم ہوا تھا اور

یہی علم مقصد نبیین آدم و عالم ہے امام ہمام حجتہ الاسلام مرشدنا ابو حامد محمد غزالی جوید، لعل کا ترجمہ صوفیہ میں کی شرح و تفصیل کا محتجہ بنیں آگے تجرکی تعریف کا آفتاب کو چراغ و گمان ہے۔ باوجود اس علوش کے آپ فرماتے ہیں کہ میں اپنی عمر کے بیسویں سال سے پچاسویں سال تک اس امر کی جستجو میں رہا کہ اسلام کے تشریف فرما میں سے ناجی کونسا فرقہ ہے اس تیس سال کے عرصہ میں

میں نے جمیع اہلک ہر ایک اصول و فروع پر تجزی غور کیا بالآخر مجھے یقین ہو گیا کہ ناجی فرقہ فقط صوفیہ کرام کا ہے چنانچہ آپ سالہ منقذ من الضلال ہیں بنا علی بن خیر فرماتے ہیں ہر آدم کا خلاصہ کہتے ہیں کہ جب میں

ان صوم سے فراغت پاچکا تو صوفیہ کرام کے طریق کی طرف متوجہ ہوا مجھے معلوم ہوا کہ انکا طریق علم و عمل دونوں سے پورا ہوتا ہے چونکہ اہلک نسبت انکا علم میرے نزدیک اصل تھا لہذا میں انکی کتابوں کا مطالعہ

شروع کیا اور وہ گناہیں اس قسم کی غیبی غلامی کا ثبوت القلوب و بطالب کی اور تصانیف حضرت
 عارف محاسبیؒ و حضرت جنیدؒ و حضرت ثعلبیؒ و حضرت بایزیدؒ بطائمیؒ وغیرہ جہاں تک ان کی طریق کی تعلیم
 مطالعہ سے متعلق تھی وہ تو مجھے حاصل ہو گئی لیکن اس سے مجھے ثابت ہو گیا کہ اوٹکے اصل خواص در لطائف
 کلمات تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ ذوق اور حال اور تبدیل صفات سے حاصل ہوتے ہیں کیونکہ صوفیہ کا
 صاحب حال بہت صاحب حال ہی مجھے حاصل کرنے چاہئیں۔ علوم شرعیہ علوم عقلیہ سے جن میں مجھے
 اعلیٰ درجہ کی مزاوت حاصل تھی ان میں باطن کا یقین بھی مجھے پہلے ہی سے تھا کہ (۱) اللہ تعالیٰ حق ہے
 (۲) نبوت و رسالت حق ہے (۳) روز آخرت حق ہے۔ اور میرے یقین غیر کسی دلیل و برہان کے نفرت
 سے ہوئی یا وہ ترقوی تھا جیسے معلوم ہو گیا کہ سعادت آخرت وہان تقویٰ نہ ہو بغیر کمال حرص و ہوس
 بچائے کے حاصل نہیں ہو سکتی اور ان سب کی اصل دل کو دنیا کے علائق سے قطع کرنا اور اللہ کی طرف
 متوجہ ہونا اور مال و جاہ سے نہ پرہیز ہے تب میں اپنے اعمال کا موازنہ کیا اور دیکھا کہ میں خود دنیا کے تعلقات
 میں ہنسنا ہوا ہوں صرف ایک عمل سیرا اچھا ہے اور وہ تدریس و تعلیم ہے مگر اوس میں بھی کسی غیر ضروری علم
 شامل ہیں جو آخرت میں نہ کلام نہیں کہہ سکتے نہ تدریس میں اپنی نیت کا موازنہ کیا دیکھا تو وہ بعض اخصا
 لوجہ اللہ تبارک و تعالیٰ میں ہی حجاب و طمع شہرت تھی میں نے یقین جان لیا کہ میں دوزخ کے ٹھیک کن رہا ہوں
 اور غرق گریہ جا ہوتا ہوں نہ میرا نہ میرے گھر سے نکلنے کی کوشش کرنے لگا مگر وساوس شیطانی وہو جس نے
 مجھے کسی ارادہ پر قائم نہ رہنے دیتے تھے صبح کو میں ارادہ کرتا کہ آج ضرور قطع تعلقات کروں گا مگر شام کو میری
 تعلقات انگیر ہو جاتے تھے شیطان سبب باغ دکھاتا تھا اگر آج نہ رہے چھوڑ دیا تو پھر یہ جاہ و شہرت میری
 نہ لے گی اسی چڑاؤ کا میں چہ نہیں کر کے آخر ماہ ذی حجہ ۱۳۸۷ھ میں عالمہ اختیار سے گزر کر حد مضطر
 کو پہنچ گیا خدا نے میری جان بھی بند کر دی کہ میں جس دینے کے قابل نہ رہا اگر میں کوشش ہی کرتا تھا تو
 ایک لفظ بھی میری زبان سے نہیں نکل سکتا تھا اس حال سے مجھے نہایت سنج و قلق ہوا اور اسی کے ساتھ
 قوت باطنیہ میں دلکشی ایک لفظ طعام ہضم ہو سکتا تھا نہ ایک کلمہ نہ اپنی کاسینے نہایت اضطراب کی حالت
 میں حضرت عجیب العوات میں غالی جیسا کہ ایک بیکس کرتا ہے اور وہ قبول ہوتی اور جاہ و مال و اعتبار
 اولاد سے روگردانی میرے دل پر اسان ہو گئی تھیں ظاہر کیا کہ میں بکثرت کئے جاتا ہوں مگر میرے دل
 میں نہ شام کا غم تھا نہ وہ نہ تھا اسوجہ تھا کہ سبب اخلاقیہ وقت اور یاد و دست سفر شام سے مجھ کو

[illegible]

حالت سے بالکل منکر ہے وہ لوگ ایسی باتوں کو منکر و عجیب نہ سمجھتے ہیں اور العجب العجیب کہ تیرہ ہزار
لوگوں کو بکایت ہوئی انہی کے حق میں قرآن مجید میں آیا ہے کہ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْمَعُ الْكَلِمَ طَعْنًا
مِنْ جَوَاسِرٍ عِنْدَكَ قَالُوا الَّذِينَ أُولُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ لِنَعْلَمَ أُولَئِكَ الَّذِينَ طَعْنَ اللَّهُ
عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ بَعْضُ مُنْكَرِينَ میں سے وہ لوگ ہیں جو تیری باتیں سنتے ہیں یا
نیک جب تیرے پاس سے باہر نکل کر جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جو مرتبہ علم پر پہنچے ہوئے ہیں کہتے
ہیں دیکھو ان کے کیا کہا یہ دہری لوگ ہیں جنکے دلوں پر اندھے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی ہوا و ہوس
کی پیروی کرتے ہیں (تم کلام) یہ جو کچھ امام حجت الاسلام نے اپنے حالات بیان کئے ہیں ان کی تیس سالہ
سخت و جانکاہی کا نتیجہ دل بیا ہے اول تو یہی بات کسی مشکل بات ہو کہ امر حق کی تلاش میں تیس سال صرف
کئے جائیں اور پھر ایسا عالی تہہ جوڑ کر جیسا کہ حضرت امام کو حاصل تھا۔ آپ یونیورسٹی بغداد کے اول مدرس اور
پرنسپل تھے اور ہر روز بذات خود تین سہ طالب علموں کو جوتھی تھے درس دیا کرتے تھے ہر طبقہ کے آدمی اور حکام
اور خود طائفہ وقت ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے لیکن جو لوگ حق کی تلاش اور ترک تقلید کو اپنی زندگی کا اہلی مقصد
سمجھتے ہیں ان کے لئے یہ سب کچھ آسان ہے مولینا جلال الدین دہلوی قدس سرہ دہلی دہلی
جاہ و مہمانی و فضل و کمال میں امام حجت الاسلام کے کسی طرح کم نہیں تھے آپ ہی یونیورسٹی کے مدرس اور
قاضی بنتی سب کچھ تھے جلیلی و تعلقات کو ترک کر کے خلوت گزین و عزت نشین ہو گئے اور حضرت
مولینا شمس الدین محمد کی بیعت کی مولینا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک نے حضرت دہلوی سے کہے
علماء و فضلا کی ایک جماعت ہمارے ہاں اتنا اتفاقاً حضرت شمس الدین سرے سے نکلے اور مولینا کے گھوٹے کی
لکام پکڑ لی اور کیا اسی امام السلسلہ بانی بزرگ تھے یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا فرماتے ہیں کہ اس سوال
سے ایسی مہیبت چھوٹا دیتی ہے کہ گویا ساؤن آسمان پر پڑ کر زمین پر آ رہے ہیں اور سرے دل سے اگل کے
شعلے عکس و باغ کی طرف صعد و گرسے ہیں اور لیکس ہواں ساز میں سے آسمان کی جانب بلند ہو رہے ہیں
شکل ہے اپنے تئیں سنبھال کر خواجہ دیا کہ مصطفیٰ صلعم تمام جہان سے بزرگ تھے یہ فرمایا پھر کیا وجہ ہو کہ مصطفیٰ
صلعم تو فرماتے ہیں مَا عَزَّنَاكَ لَمَنَعَكَ فَرَاكَ اُسْمَہِ تیری معرفت حاصل نہیں کی جیسا کہ تیری معرفت
کا حق ہے اور بانی بزرگ تھے ہر شے جانی مَا اعْظَمَ شَأْنِي (میں پاک ہوں میری شان بہت بلند ہے)
میں کہا بانی بزرگ نہ نظر تھا ایک طرف سے میری گویا جقدر او سکے دل کے کہ کا وزن تھا ابو سیدہ زید

اوسین سمایا اور محمد صلعم کا سیدہ مبارک بحکم ائمہ شریعہ لگ صدق نہایت فراخ تھا اسلئے ہر دم یاد حق
 قرب کی ہند عاکرتے تھے یہ جواب ہے خواجہ شمس الدین بیوش ہو کر گر پڑے مولانا گورے سے اتر کر
 شاگردوں کو حکم دیا کہ انہیں اوتھا کر درسہ میں لے چلو۔ یہ حکایت ہی اسی بیان کا ضمیمہ ہے کہ مولانا
 حوض ککناسے بیٹھے تھے اور ایک شہتارہ کتا بون کا سامنے رکھا تھا خواجہ شمس الدین نے پوچھا یہ کیا
 کتابیں ہیں جواب دیا کہ یہ ذیل و قال کی کتابیں ہیں تمہارے کام کی انہیں خواجہ صاحب نے سونپ کر جوڑ
 میں پہنکائیں مولانا نے نہایت سرف سے کہا اسی درویش نے غضب کیا انہیں سے کہی کتابیں ہیں یہ وہ کتب
 ہاتھ کی تھیں جو پہ نہیں مل سکی تھیں خواجہ صاحب نے سر کر کر پانی میں ڈال دیا اور ایک ایک کتاب نکال کر باہر
 رکھ دی اپنی کا اونپر کچھ اثر نہیں ہوا مولانا نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کیا سر ہے فرمایا وہ ذیل و قال تھا یہ مجدد
 عالم ہے تمہیں اسکی کیا خبر اس پر بعض اہل حالات تھے جسے خواجہ صاحب کی غفلت مولانا کے دل پر
 منقوش ہو گئی اور ترک مناصب کے تین مہینے تک اہر خلوت میں بیٹھے یہ کہی باہر نکلتے اور کسی کو
 اندر آنے دیا خواجہ صاحب نے مولانا کی آزمائش کے لئے کہ ان تک تابعت میں ثابت قدم ہیں فوائش کی
 کہ ہمیں شاد چاہئے مولانا اپنے حرم مختصر کر کے آئے خواجہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہ یہ ہماری ہمیشہ کوئی
 نازنین امر لوند چاہئے مولانا اپنے فرزند سلطانہ کو لے گئے فرمایا یہ ہمارا فرزند ہے پر فرمایا شربا
 تو دو گھنٹی لطف ہو جاتا مولانا یہودیوں کے محل سے ایک بچہ شربا لے کر آئے خواجہ صاحب نے فرمایا
 یہ سبے ایشیں تمہاری آزمائش کے لئے تھیں ہیں کچھ نہیں چاہئے حضرت مولانا کے فرزند علاؤ الدین محمد
 کو یہ صحبت اور خلوت نہایت ناگوار گزری کیونکہ مولانا کی خلوت انکی ریاست میں فرق آگیا تھا اسنے جب
 اور شواہد سے ملکر خواجہ صاحب کو قتل کر دیا کیونکہ انکے زعم میں مولانا کو انہوں نے ہی بگاڑا تھا اور یہی مستوجب
 نرا تھے قاتل سات تیر ساتوں بہت جلد ناگفتہ بہا رہے نہیں بتلا ہو کر مر گئے۔ اگر یہ طرح علمای غلہری
 اس طائفہ مقدمہ کے حالات کو تفحص کریں تو ممکن نہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات دسنے پوشیدہ ہیں اور وہ
 کرامات اولیاء اللہ سے انکار کر سکیں دوسرے صوفیان مقلد یہ ہیں کہ ہمت لیا اللہ
 منکر ہیں یہ وہ گروہ ہے جو نے الواقع صوفی نہیں بلکہ صوفیوں کی گرد تک ہی اور یہ نہیں پڑی ہر
 صوفیوں کی تقلید کرتا ہے حقیقت سے بالکل محروم ہے نصیب شکر کہ الہ بکر شریفیان بننا جو
 گمراہی دالے خوب جانتے ہیں کہ یہ شیر قالین دیگر دشمنان دیگر ست صوفی با صفا منکر لگے

ایکے اپنی گڈی شانہ مسواک تسبیح ہزار دانہ جو دو گز لمبی ہو اور دانہ خوب سوتے ہوں اور جبرہ روستا کافی ہے سستے ہی ضروری ہے لیکن اگر سرن یا چپے اور شیر کی کہاں کا ہو تو بہتر و افضل ہے لیکر سب سب سنگا رب فضول و بیکاری میں جن کا میدون کا غول آگے سچے اور دامن بامین ہو اگر کسی شخص فحش کہتے ہو جائے تو اکثر مشائخ ایسے بن غلیظ کہ جو تعلیم کے پابند ہونگے اول تو نماز روزہ و دیگر فرائض و ستر کا ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں لیکن لیونلمہ اپنے مریدان و معتقدان کو یقین دلادیتے ہیں کہ ہم سدا کے ایسے مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ نماز و ان ضروریات میں بلکہ شرک ہے اور اپنے قول کی تائید میں حرم صوفیان یا جنسا اور مشائخ کرام کے اذال سنگا پشیر کہتے ہیں ان کے حالات سے محض خبر میر کی تو آدم کر کے بابت غافل نہیں ہونا اور نوافل بلکہ فضائل کی کبھی ترک نہیں کئے غلہ اگر گاہ گاہ فرائض ادا کرتے ہیں تو صرف ریاضت کے لئے کہ تو اکثر متعقد ہوں جبکہ یہ دو متمذات یہ کہتے ہیں کہ تو اور مکمل نہیں کئے لئے نماز کو بہت مول دیتے ہیں اور کثرت زیادہ خوشی و خضوع ظاہر کرتے ہیں مگر دل میں بیایا ہوتا ہے کہ کوئی انگلی کا اندھا گناہ نہ کا پورا اثر فیوں کی ہمیا کی دیجاے تو خوبیات میں چند روز خوب کچھ سے اور میں شرکاء در چلے غدا کے واسطے ایک سجدہ ہو نہیں کرتے مگر دریل سے دل بہرا ہوا ہے چلے کھینچتے ہیں تاکہ لوگ جان لین کہ یہ بڑا شقی پر ہیز گار پارہا ولی ہے واہ کیا خوب بلیات ہے در دل فعل و مصحف یرغزل انکی تسبیح پلوین کا ہر ایک دانہ ایک بت شکر ہے جس سے وہ اپنے دل کی مراد میں مانگتے ہیں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتا ہے مگر خود اس سے کوسن دور ہے۔

داعطاف و کمین ابوہریرہ بحراب نمبر ہی	جو ان تجلوت می و دندان کا دیکر کھنڈ
<p>جو کہ متعقد ہے اور بڑے حقیقت اسکے مشام جان میں نہیں جو پچی اپنے پر اثر الفاظ سے جو مانگ کے اور کھان میں لوگوں کو خوبلا دیتا ہے مگر خود اس سے دل پر کچھ ہی اثر نہیں ہوتا جس طرح ایک مٹیہ خوان جب نمبر پر مٹیہ ہے یا نوہ کچھ ماتیوں کے حلقہ میں کڑا ہوتا ہے ان دونوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ خوشی ہو اور اہل مجلس اچھی طرح ماتم کرین تاکہ انکی اجرت میں امتنانہ ہو خود انکے دل میں ایکٹہ ہی دروازہ دروازہ نہیں اسطرح یہ بھی طمع و آثر میں گرفتار ہیں جو کچھ کرتے ہیں مٹی کی خاطر کرتے ہیں لہذا لوموی المعنوی</p>	
نوحہ گر باشد مقلد در حدیث	جز طمع نبود مراد ان جہیت
نوحہ گر گوید حدیث سوزناک	لیک کو سوز دل دامن چل
خلق تعسیدیشان پر باداد	کہ دودھ لغت برین تعسید باد

اسی میں ہے اسی طالبان صادق نہا زہنہ زہان ایلہ قریبون کے دم میں آنا اور اس طائفہ خاصہ کی حق کی کرامات سے انکار نہ کرنا واللہ الحق وھو یضرب الی سواہ السبیل مولف رحمہ اللہ نے مجھ پر عرصہ ہوا طائفہ مقلدین کی شان میں ایک مختصر سی مثنوی لکھی تھی اس کے چند اشعار کا تذکرہ یہیں کر دیتے ہیں جو مناسب موقع سمجھ کر بیان نقل کئے جاتے ہیں مثنوی شریف صوفیان مقلد

اب سناو حال صوفیان زمان	نقل و تقلید کے جو ہیں قربان
نہیں دین جفیت اک ذوق	ہیں وہ تلبیس پر فقط غشہ
جبہ سواک و سبجہ دشانہ	ہے ہر اک دایم زور کا دانہ
یکے تسبیح شیخ کر کے وضو	کرنے لگتا ہے ذکر میں مابو
لیک بکرو غشہ در میں مست	سبب نہ کو جاتا ہے پست
ذکر میں اس قدر بلند آہنگ	کر محملہ کے لوگ انین تنگ
پڑہتا ہے جہوم جہوم کر تسبیح	ہے خفی و جلی کی یہ شرح
کہ خفی میں زمین کا ہو ہوند	اور جلی میں مشاہیر الوند
دل بکھائے میں میں بڑے خوش	ہیں جو تسبیح پھیرتے کٹ کٹ
دلنے ہتے ہیں جو کے بے لاگ	اسی کٹ کٹ کے کہتے ہیں کھٹک
گرد و گرد و حلقہ زن میں مرید	ہیں جو غشاخس بجتے تقلید
شیخ روتا ہے یہ ہی روتے ہیں	آتشوں کے گہر پر دتے ہیں
نیچ جوتا اگر ہے خندہ زنان	ہوتے شل بسا رہیں خندہ
برہ گریہ کی وجہ ہے معلوم	اور نہ معلوم خندہ کا مفہوم
جس طرح ایک بہرا اور زاد	شمس سے ہے جو مطلقاً آزاد
دیکھ لیتا ہے رنگ مجلس کا	رو قون کو دیکھ کر ہے رو دیا
دیکھ کر منہ منہ ہنسنے لگتا ہے	یہی شہیوہ ہمیشہ کہتا ہے
اصل حالت ہے مطلقاً غافل	عقل کر دھی ہے نقل نے باطل
ناگہان آگیا جو کوئی ایسے	ذکر کی اور بھی ہوتی ناہیہ

شیخ واصحاب ہو گئے مغرور
 ذکر کا شور مچا رہا بلند ہوا
 لغو و جوش باؤ ہو خوش سے
 ہو رہی ہے ہر اک طرف جاری
 ہو چکا جبکہ ذکر و غسل تمام
 لگے کرتے زور سے وہم و گمان
 کشف و الہام کے مسائل کی
 آسمان زمین کے بشتابے
 کر گئے ایک بشتابے خطا
 کیونکہ تفلید میں تہا کیا رکھا
 بعد دعوائی ہو چکا جب بند
 پر ہوا حکم ہوساغ آغاز
 آئین مجلس میں جسد تر قوال
 آئے لیکر وہ طبلہ سارنگی
 سطرے دو زہین خجستہ سرے
 مرغ ایوان ڈھول دہرید
 ہوئے گرم سرود و جنت قوال
 ہوئے سارے مرید ہی سرگرم
 اک اور ہرے اور ہر کو جانے لگا
 کوئی فرشتہ نہیں پہ لوٹتا ہے
 ناچتے ہیں گنہگار نہ سر
 کوئی اک دوسرے پہ گرتا ہے
 جبہ و خرقہ ہو گیا پارا

اور شراب غرور سے مسرور
 گنگر عرش کا گند ہوا
 سینے پٹنے لگے مریدان کے
 سینہ کو بی و گریہ و زاری
 کیا آغاز شیخ جی نے کلام
 و جہاد و حال کے نکات بیان
 کہنچی تصویر ایک کچ نہ سکی
 شیخ جی نے ملائے ہتیرے
 ایک ہی تیر شست پر نہ لگا
 زوئے اپنے بیان سے خود ہوا
 باپ توحید وہم نصیحت بند
 تاکہ لیں دل بے دوق و جد کے
 تاکہ ہوں کشف مقام وصال
 کہتے ہیں شکی شان میں سعدی
 کس و بارش نہ دید رکھا
 مقرر ماخورد و حلق خود بدید
 ناچنے شیخ لگائے احوال
 اوٹھ گیا پردہ حیا و شرم
 اک اور ہرے اور ہر کو آنے لگا
 اور مرے بیخودی کے لوٹتا ہے
 بیہودہ شور ہے مجلس پر
 کوئی چکر لگاکے پرتا ہے
 گانڈنگلی ہے کچھ نہیں ہوا

<p>صف نصف جتوج جتوج پر دھوا امرو اور نڈیان جہیوں دو چا کیا موقوف قص مصلحت فورہ قلیہ طینی حلوا نان سیب نازلی اور اتار انگور یاد او نکور ہی نہ بسم اللہ کہ میں کہا لون شریک سے بزم کام دانتوں کا مددہ کو سنو انق قافا اگر بہت نکلی کہ ہے یہ فعل ناقض سنت ندین اس سے خدا کبھی راضی ہے لکار کہا کیسہ یر بنسل جانتا ہے یہ اسکو اکل حلال کہ مجھے دیکھے ایک طبع م یہ تبرک سجات ہائے گا پہر چی فاتحہ لگے پڑھنے پڑی معہ سے نفس ہے بند کیا کرمت ہوا ہے صوفی سے پہر کہو کیا کرے کہ ہے ناچار</p>	<p>انکے میں ارد گرد حلقہ زنان دیکھئے قص کی پہر انکے ہوا نہا گئے جبکہ خوب یہ برتن پہر تو حاضر ہوا طعناں کو خوں خشک تر سیوے دل کو دین جو حرم سے کر دیا او نہیں گسرا ہے اسی فکر میں ہر اک مضطر نعمہ جلدی میں کچھ چہا نہ کا لقمے گنتا ہے ایک - دوسرے کے تو ہے کرتا حریف کو لغت تو بہ کر ایسے فعل سے جلدی اک شفی نے زراہ بکرو دغل جتنا آئین سہاے مال و مال ایک کرتا ہے ہر ملا یہ کلام کہ میں لے جاؤنگا جو کھائے گا غرض بعد اس کشاکش کے مگر آواز کسطح ہو بلند کیا عبادت ہو ایسے صوفی سے نہ کرمت اگر کرے انکار</p>
<h2 style="text-align: center;">انواع کرامات و قسم خوارق عادت</h2>	
<p>کرامات و خوارق اولیاء اللہ تعالیٰ کے قسم بشمار میں جس قسم کی ضرورت و زمین پیش آتی ہے اسی قسم کی کرمت اللہ تعالیٰ انکے ہاتھ سے ظاہر کرتا ہے چونکہ ضرورتوں کی کوئی حد نہیں اسلئے تمام</p>	

کرامات کی مدد ہی عین نہیں ہو سکتی کہ ہم بطریق تمثیل چند اقسام کا ذکر کرتے ہیں چنانچہ ضرورت کے وقت یہ وسیلہ طعام حاضر کرنا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ کو وصیت کی کہ انتہائے وقت غار نور میں چلے جانا نہیں صبح و شام کا کھانا یہ وسیلہ پہنچ جا یا اگر ایضاً حضرت شیخ فرید الدین عطارؒ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نہایت تنگدست ہو کر عورت کے سخت تقاضا کیا کہ جہاں سے ہو سکے نفقہ لا کر دے فرمایا میں کہیں اجرت کرنے جاؤں ہوں علی الصباح صومعہ میں چلے گئے اور تمام روز عبادت میں مشغول ہے شام کو ہاتھ خالی چلے آئے بیوی نے پوچھا کیا لا کر آیا کہ جسکا میں کام کرتا ہوں وہ کریم ہے میں شرم کرتا ہوں کہ دس مانگوں موقع ہو گا تو خود مدد کرے۔ اسی طرح دس روز گزر گئے آپ سوچنے لگے کہ آج کیا جواب دے گا اور خدا نے کسی کے ہاتھ ایک رخسار کا آٹے کا آٹا کے ہاتھ بکری کے کا گوشت اور ایک کے ہاتھ گھی اور شہد اور ایک خج بھوت جو ان کے ہاتھ تیس لاکھ دپسہ کی تیلی بھی انہوں نے عبد کی عورت کو دیکر کہا کہ یہ کارخانہ کے مالک نے بھیجا ہے اور کہلے کہ عبد کے کام میں ترقی کرے ہم اس کی اجرت بڑا دینگے عیسیٰؑ مژدہ گھر میں آئے بیوی نے کہا تہا لہ خداونہ کا تو بہت بڑا کریم ہے اوسنے یہ یہ چیزیں بھی بہن عبد کے دل میں کہا کہ ایسے مالک کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہنا چاہئے چنانچہ دنیا سے کلی منقطع ہو کر غلوت نشین ہو گئے ایضاً حضرت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ معرب کے درویشوں کے ساتھ ورنیکا خانقاہ میں ہو کے ہے ساتویں روز غریب سے ایک شخص ایک رخسار اور ایک گندے سفدے آیا کہ بہ صوفیوں کی نذر ہے شیخ نے مریدوں سے کہا کہ تم میں جو کوئی صوفی ہو اسے میری طرف مت دیکھو کہ تصوف کا دعویٰ کر دن استجابت عام کہ چکے ہیں کہ حضرت سیر اللومین علی کی دعا ہے ہر شخص ناپا ہوگا ایضاً عجیب سی کچاں ایک عورت لی اور کہا کہ میرا بیٹا غائب ہے گیا ہے اور میں اسے فراق میں مبتلا ہوں دھا کر کہ آج اسے فرمایا تیرے پاس کچہ ہو کہنا دو دم میرا ہے اپنے اوس سے لیکر درویشوں کو تقسیم کر دے اور دعا کی اور فرمایا جاتیرا بیٹا آگیا عورت بھی گری نہیں پہنچتی کہ بیٹا نڈا آگیا اوسنے حال پہچان کر کہا کہ یہاں میں تھا استاد نے مجھے بازار سود لینے بھیجا ناگاہ ہوا مجھے اور لالی مینے آواز سنی کہ اسی ہے بیٹا کی دھما اور صدقہ دو دم کی برکت سے اسے اپنے گھر پہنچا دے قطع مسافت بعیدہ دردد اندک سے لانا جامی حمزہ دراستے میں کچاں کچاں ہیں سے ایک شخص ہر گز نہایت کہ میں مدینہ میں تھا ناگاہ ایک عجبی کو دیکھا جسکا سر بہت بڑا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوا کر کے باہر نکلا میں ہی اوس کے

پہنچے ہو گیا سجدہ و احوالیہ میں اگر اس نے نماز ادا کی اور تلبیہ کر کے مکمل آیا میں ہی اس کے پیچھے ہٹا اور پیچھے
پر کر دیکھا اور پوچھا تو کیا جا بستی تھے کہا کہ میں تیرے پیچھے چلنا چاہتا ہوں اس نے پہلے تو منع کیا پھر کہا
اس شہادت تو چل سکتا ہے کہ ٹھیک سے نشان قدم پر قدم کے مینے منظور کیا اس نے فیر شہور سے غفلاً
کیا کچھ بہت اس نے گزری تھی یہ ایک چراغ روشن دکھائی دیا کہا یہ سجدہ عائشہ ہے ہم دونوں اندر گئے
میں ہی سہ ماہیج اور شکر میں ملدین آیا اور طواف اور سعی کی چاروں بکرتابی کے پاس آیا جان اور بھی شیخ
مرد و دوتے ابو بکر نے پوچھا کہا اس سے اور کہنے کہا مدینہ سے آیا ہوں پوچھا کہ چلے تھے کہا مکمل تعجب کے
کہ یہ تیرہ حال تو نہیں ہے کہ کے ساتھ آیا تھا کہا فلاں شخص کے ساتھ جسا حلیہ یہ ہے کہا بیشک
وہ ابو جندہ معنی ہے اور اس کے نزدیک یہ کچھ بڑی بات نہیں **اطلاعی امور غائبہ شیخ**
ابو الحسن خرقانی نے ایک مزارات کو کہا کہ تیرے فلاں بیابان میں ڈکا پڑا اور اتنے آدمی مجروح ہوئے
تفتیش کرنے سے معلوم ہوا کہ جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا درست تھا تعجب ہے کہ جس شب آپ نے اس واقعہ
کی خبر دی، ہر شب کی کسی شخص نے کبھی شے کا سر کاٹ کر آستانہ پر رکھ گیا اور انکو خبر نہ ہونے والی ہوئی
جو اون کی کرامات کی منکر تھی کہا کہ اس کا ربطال کو دیکھو کہ اتنے کوسوں کی خبر دیتا ہے اور گھر کی خبر نہیں
کہ کیا ہو رہا ہے فرمایا تو ہے او وقت پردہ اوٹھا ہوا تھا اور اس وقت تھا ہوا یہی حال ہر ایک نبی ولی کا ہے

کہ اسی دشمن گھر پر خرد سہ	کے پر سید زان کم کردہ زبرد
چرا در چاہ کنانش ندیدی	زمصرش بوی پیراں شمدی
دمی پیدا و دیگر دم نہاں ست	بگفت احوال با بق جہاں ست
گئے بر پشت پائی خود نہ بسینیم	ہی بر طارم اے شینیم

امامت خیا و حیار اموات نعمات الانس میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح ایک دن
جہ کہ یہ ہے جسے جیسے جہت سے ملے گرائی اپنے کاغذ جبار دیا اس طرح کئی دفعہ ہوا آخر اپنے غصہ بڑی
نہی ہوا قلم سے اٹھایا اور سید وقت سکاسرتن سے جدا ہو گیا ایضاً ایک بوڑھا اپنے
بیٹے کو لیکر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میرا بیٹا آپ سے بہت محبت کرتا ہے میں نے
اپنے حقیق اور غیبی نے آپ سے جو ان فرما دیں شیخ نے قبول کر لیا چند روز کے بعد بوڑھا اپنے بیٹے
کی ملاقات نہ ہونے کی کہ کوئی دنی کہا رہا ہے اور نہایت رد و لاغر ہو رہا ہے وہاں سے شیخ کی خدمت

میں آئی آپ مرغ کے کباب کھا رہے تھے کہ نہ لگی ایسی بد تو مرغ کے کباب کھائے اور میز مٹا جو کی سی
 یہ انصاف نہیں آپ مرغ کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھا اور کہا اوٹھ اے حکم سے جو بدی ہڈیوں کو زندہ کرتا
 مرغ زندہ ہو گیا اور بولنے لگا پر فرمایا جیتے بٹیا اس تہ کو پہنچ جائیگا تو اس کو بھی مرغ کھانا جائز ہوگا
 اجماع جنت اوند تعالیٰ اپنے دوستوں میں سے کسی ایک کو اپنی قدت کاملہ و حکمت نامیہ کا منظر ٹیرا تاکہ
 تو وہ عالم میں جس قسم کا تصرف چاہتا ہے کرتا ہے مگر حقیقت وہ تصرف ذات باری کا ہے بندہ ہے اختیار
 محض ہے پس جو شخص کسی تصرف کے مشبہ طیکہ تصرف کے افعال احوال صوفیان حقیقی کے
 افعال احوال کے خلاف نہوں شبہہ یا انکار کرنا ہے وہ ذات باری کی قدت کاملہ کا منکر ہے۔

روایا و منام

جب کسی شخص کو کوئی واقعہ خواب میں منکشف ہو تو ہے تو بعض لوگ اسکی حقیقت سے صاف انکار کر دیتے
 ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ خواب کیا اعتبار یہ تو اکثر اضغاث و اصلاح کی قسم سے ہوتے ہیں۔ یہ نہ کہ
 خواب کی سراسر غلطی ہے اکثر انبیاء و کرام و اولیاء عظام کو کئی امور خواب میں منکشف ہوئے ہیں اور انہوں
 نے انکی حقیقت سے انکار نہیں کیا بلکہ اسکو وحی یا الہام سمجھا اور پہلے کیا ہے پس خواب بھی وحی یا
 القا و الہام کا ایک شعبہ ہے اس سے انکار کرنا وحی یا الہام سے انکار کرنا ہے مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ
 پیغمبروں کا خواب اس قسم کا ہے کہ انکو ایسے کام کا خواب میں امر ہوتا ہے جو پہلے انکو وحی کے ذریعہ
 طریق معلوم ہو چکا ہو۔ بتایا گیا تو انکو وہ خواب خبر لا وحی کے ہوگا۔ اور جس فعل کا امر کیا گیا ہے اگر وہ ان
 عامہ کے متعلق ہے تو جیز و شریعت ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں قربانی
 کرنے کا حکم ہونا۔ اگر کسی ذات احد سے متعلق ہوگا تو روایہ صادقہ میں داخل ہوگا اور کسی اقصیٰ کس
 پیشین گوئی تصور کیا جائیگا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب بتا بے بارزہ تارہ کو خواب
 میں دیکھنا۔ ازل اس کے خواب بھی دو قسم کے ہیں صادق یا کاذب۔ اگر اسکو کسی ایسے فعل کا امر ہوتا ہے جو
 شریعت میں پہلے سے موجود نہیں تو کاذب ہے کیونکہ یہ شریعت میں بعثت ہو کر کل بدعت ضلالہ
 و کل ضلالۃ فی السبیل ہے اور ہر ایک ضلالہ کا نتیجہ دوزخ ہے اگر کسی
 کے متعلق ہے تو پیشین گوئی ہے خواہ اسکا طور جلد ہو یا دیر میں کہی اضغاث و ظلام میں ہوتا ہے مگر
 بہر صورت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان کہی انبیاء کی صورت سے متماثل نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکو ہر

ہی نہیں۔ اب ہم مختصر خواب کی ماہیت بیان کرتے ہیں۔ واضح ہو کہ یہ علم بہت بڑا اور وسیع ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کا معجزہ تھا اور ہر تہہ بادشاہی کے ہے چنانچہ قرآن شریف میں حکایت عن یوسف علیہ السلام ہے رَبِّ قَدْ لَبِثْتُ مِنْ الدُّنْيَا وَعِلْمَتِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ (اسی بات نے مجھے کچھ دسی حکومت اور کچھ پیر باتوں کا سکھایا) خواب کی ماہیت میں اہل عرب اور فلاسفہ کے بہت اقوال ہیں اہل مذہب کے نزدیک جیسا کہ مظاہر حق میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے منقول ہے خواب ہے کہ خداوند تعالیٰ سوئے والے کے دل میں علوم وادراکات پیدا کرتا ہے جیسا کہ جاگتے کے دل میں اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے نہ بیداری اسکا باعث ہے اور نہ نیند اسکی مانع ہے اور سوئے کئے دل میں ادراکات پیدا کرنا دوسرے امور کی علامت ہے جو فانی الحال اور آئندہ پیش آنے والے ہیں۔ جبکہ ہماری صلاطین میں تغیر کہتے ہیں جیسا کہ ابرہیل بابش کی ہے انتہی کلامۃ فلاسفہ کے نزدیک نفس نامطقہ انسانی اور کلمۃ سوسائیکہ بواسطہ حواس ظاہری باطنی کے کرتا ہے اور مرکب کل قوی کرتا اور ہر روح جب تک متوجہ طرف ظاہر کے رہتی ہے اعضا میں جس و حرکت ہوتی ہے اسی کا نام حالت سیدار ہے جبکہ روح متوجہ طرف باطن کی ہوتی ہے حواس ظاہر سطل ہو جاتے ہیں اسکا نام خواب ہے اور جبکہ حواس ظاہری سطل ہو جاتے ہیں تب نفس نامطقہ قفل کے سببے روحانیات میں مل جاتا ہے اسرافیق مطلع ہوتا ہے اور ان اطلاعات کو بذریعہ جس مشرک خیال کے پھر کرتا ہے اور سوقت قوت تخیلہ اسکی حکایت کرتی ہے ایسا خواب محتاج بتاویل نہیں ہوتا مثلاً گہری خواب میں دیکھتے ہیں کہ خداوند یا عزیز جو سفر دور و دراز کو گیا تھا آگیا اور اسی دزدہ آجاتا ہے۔ یا حکایت تخیلہ محتاج تاویل کی ہوتا ہے یعنی صورتیں خواب اصلی کی ہیں اور انبیا اور اولیا اور صلحا کے خواب بھی دو قسموں میں سے ہوتے ہیں۔ اسی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا خواب نیک ہے چہا لیس اخیر میں سے ایک جزوہ اور نبوت کے جو چہا لیس جزوہ قرار دے ہیں امین لطیفہ یہ ہے کہ مدت نبوت تیس سال ہے ان بخلاف ایک بطریق و پاحالات منکشف ہوتے ہیں اور سارے بانیس سال تک بطریق وحی کے تیسرا دوسرے ضرب میں تو چہا لیس ہوتے ہیں اور یہ چہا لیس شمشامیان ہیں پس ویا چہا لیس آخر نبوت کا ایک جزوہ ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اور بھی صورتیں ہیں مثلاً کچھ صورتیں خیال میں خزانہ حسن مشہد کے ہیں مرقم ہوئیں اور سبب اشتغال خاطر کے بیداری میں اس سے غافل رہا ہوں

وہی ہے کہ خواب
دو قسموں میں ہے
ایک صحت و صحت
دوسرا صحت و صحت
وہی ہے کہ خواب
دو قسموں میں ہے
ایک صحت و صحت
دوسرا صحت و صحت

خواب کے اور سرکش فہم میں یا مزاج روح کا کسی غلط کے غلبے کے سبب تیار ہو گیا ہے تو اس کو چاہیں
 اسی قسم کی اشیاء کا ہوتا ہے مثلاً لاکھ وغیرہ شاید بشتعال حرارت کے ۔ بہت دور ہوا وغیرہ بشت
 کے اور باران و ریاب بشت کے اور ہوا میں اثرنا بشت کے خواستیں کہانی دتا ہے یا انسانی
 روئے بخور کے کہانے سے بخارات جھکے مرتفع ہو کر دماغ کو جلتے ہیں ان میں جو حواسی شہا
 کرتی ہے کہ تپتی پراگڑ ہے پریا شہر سرد ہے یا حسن وضع اور صورت کے بخا میں ان سیاهی خواب
 نظر آتا ہے یا کہ نہیں میں مٹھوے دوت نہما کہ ہوتا وہی شغل کا ۔ اس شہر کے ہوتا ہے ۔ اس
 قسم کے خوابوں کی تیسرے کچھ نہیں ہے یہ صفات عالم یعنی خواب : ان کے مٹھوے :
صحت خواب کے یہ ہیں کہ خواب کی صورت والا صحیح المزاج ہو یا وضع یہ اس وقت ہو کہ اور سو
 اور سوتے وقت سورہ نفس واللیل اور سورہ البقرہ اور ایا انکافرون رعد تین پیر و دو اور یہ
 پیر ہے اللہ تعالیٰ عنہ ایک من شہر کا حکام و استعبدیہ جن ملاء الشیطان نے
 لیلۃ والنہام ہی میں جسے پناہ مانگتے ہیں جو ابوں کی بڑائی سے اور پناہ مانگتا ہوں میں
 جسے شیطان کے کیلوں سے بیداری در خواب میں اور رت کو ہوا بشت میں آیا ہے کہ ان کے کمر
 کہ ان کا اھل فکر و دنیا جو سچ بتاتے ہیں اس کی خاطر بہت سچا ہے ۔ سورہ شہر
 کا خواب اگر غلط ہوتا ہے اور چاہے کہ خواب کے سبب کے سامنے خلوت میں بیان کر کے نقصان
 الا بالسر خواب پوشیدگی اور تنہائی میں بیان کر داور اول وقت خواب کا کتنا ہے اور سچ اور ایک
 بجسٹہ عادی خواب کے حدیث میں بروایت ابن عباس : ان الذی یبکی فی اللیل و یبکی فی
 یوم القیامۃ عقد شیعة فی شخص خواب میں جو بٹ بیان کرتے حکم ہو گا ۔ ملوقی اس کے
 دن جو کے جوڑنے کا گردیکرتیہ وسلم میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم من یحلم بحلم لیس فیہ کلمۃ ان یتعد بہن شیعة یکن ولکن یفعل
 جو بے دیکھے خواب اپنی طرف سے بنا کر بیان کرے اس کو یہ حکم ہو گا کہ وہ جو کہ گردیکرتیہ سے اور
 یہ ہونیں سکے گا ۔ اور چودہ دست خمیر خواہ عاقل ہو یا گار حیدر است گو ہو بیدار کیا کا شہر
 ہو اور اگر تفسیر اول تفسیر ہوتی ہے چنانچہ ایک عورت کے پیچہ سے عرض کیا کہ میں خواب میں
 ہے کہ میرے رشتہ کی پیدا ہوئی اور ستوں سے مکان میں لگایا ہے فرمایا کہ یہ ہے لگا ہوا

شوہر سفر سے بیچ سالو آجا دیوگ اور سیاہی ہوا بعد مدت کہ ہی عورت نے بہر ہی جواب لیکھا اور حضرت کے پاس تعمیر پوچھنے کسی آپ نے پایا ازواج سہلرات میں سے کسی کے رو بہر بیان کیا اونہوں نے فرمایا کہ تیرے لڑکی ہوگی اور تیرا شوہر مر جاوے گا اور سوقتہ عورت چلی گئی دوبارہ پھر اگر حضرت سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تعمیر ہی نہ ہوتی ہے جو پہلے کہی جاتی ہے۔ میرے زنا غلام احمد صاحب دینی از آلہ الامام لکھتے ہیں کہ الامام اور کشف کے حجت اور دلیل ہونے کے قابل اگر بعض خشاک تکلمین و اصولی ہوں لیکن ایسے تمام محدث اور صوفی جو معرفت کامل اور تفقہ تام کے نام سے رنگین ہوئے ہیں مذوق تمام قائلین اس باب میں ہمارے دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاری نے اپنے رسالہ اشاعت السنۃ نمبر ۱ جلد ۱ میں ببطام بیان فرمایا ہے چنانچہ از تجملہ امام عبدالوہاب شرعی کی کتاب میزان کے آدھوا شیخ محی الدین کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ امام صاحب اپنی کتاب میزان کے صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں کہ صاحب کشف مقام یقین میں مجتہدین مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے کیونکہ وہ کسی چشمہ سے جلوہ برتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے۔ پھر امام صاحب سبکہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ صاحب کشف علوم کا محتاج نہیں جو مجتہدوں کے حق میں انکی صحت اعتبار کے لئے شرط ٹھہرائے گئے ہیں اور صاحب کا قول بعض علماء کے نزدیک آیت حدیث کی مانند ہے۔ پھر صفحہ ۳۳ میں فرماتے ہیں کہ بعض محدثین محدثین کے نزدیک محل کلام ہوتی ہیں مگر اصل کشف کو انکی صحت سے مطلع کیا جاتا ہے جیسا کہ صحابی کا انجوم کی حدیث محدثین کے نزدیک حرج سے خیالی نہیں مگر اصل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔ پھر صفحہ ۳۴ میں فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جو کلام اصل کشف کو رد کرے نہ عقلی نہ نقلی نہ شرعی کیونکہ کشف کی خود شریعت ہوید ہے۔ پھر صفحہ ۴۸ میں فرماتے ہیں کہ ہتیرے اولیاء اللہ مشہور ہو چکا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم ارواح میں با بطور کشف ہم مجلس ہوئے اور انکے ہم عصر و ان کے بعد کے کو تسلیم کر لیا۔ پھر امام شرعی صاحب نے ان لوگوں کے نام لئے ہیں ان میں سے ایک امام محدث جلال الدین سیوطی ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ق جلال الدین سیوطی کا دستخط انکے معبوتی شیخ عبدالقادر شاذلی کے پاس پایا جو کسی شخص کے نام خط تاجنے وان سے بادشاہت کے پاس سفارش کی درخواست کی تھی۔ امام صاحب نے اسکے جواب میں لکھا تھا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تصحیح احادیث کے لئے جنگو محی ثمرین ضعیف کہتے ہیں حاضر ہوا کرتا ہوں چنانچہ ہوا

بہتر دفعہ حالت بیداری میں حاضر خدمت ہو چکا ہوں اگر مجھے یہ خوف نہ تھا کہ میں بادشاہ وقت کے پاس جانے کے سبب اس خصوصی سے رُک جاؤنگا تو قلعہ میں جاتا اور ہماری سفارش کرتا۔

شیخ محی الدین بن عربی نے جو فتوحات میں اس بارہ میں لکھا ہے اس میں سے بطور خلاصہ یہ مضمون ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو چھتے ہیں اور انہیں سے جب تک کسی کو کسی اقدہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے ہر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے وہ مسئلہ جسکی ولی کو حاجت ہوتی ہے پوچھ کر اس کی کو بتا دیتے ہیں یعنی ظلی طور پر وہ مسئلہ بنزول جبرائیل منکشف ہو جاتا ہے۔ ہر شیخ بن عربی نے فرمایا کہ ہم اس طریق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی تصحیح کر لیتے ہیں بہت سی حدیثیں ایسی ہیں جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں اور وہ ہمارے نزدیک صحیح نہیں اور بہت سی حدیثیں موضوع ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے بذریعہ کشف کے صحیح ہو جاتی ہیں۔ اور فتوحات مکہ میں بن عربی صاحب نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل درخوت پر وہ علوم لدنیہ کھلتے ہیں جو اہل تطر و استدلال کو حاصل نہیں ہوتے اور یہ علوم لدنیہ اور اسرار و معارف انبیاء و اولیاء سے مخصوص ہیں اور جنہیں بعد ازیں سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تیس سال اس درجہ میں بکریہ تہ حاصل کیا ہے۔ اور ابو زید بسطامی نے نقل کیا ہے کہ علمائے ظاہر نے علم دون سے لیا ہے اور ہم نے زندہ سے جو خدا ہی تعالیٰ ہے ہر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے کلمات قدسیہ اس بارے میں بہت کچھ لکھے ہیں تم کلام اللہ اہل اسلام میں ایک شام تم کو خواب ہی سے جسکو **استخارہ** کہتے ہیں اور یہ بذریعہ طبیعت کو خواب کی طرف متوجہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے یعنی چند اوجیہ مقررہ پڑھ کر باوجود سوتے ہیں اور یہ خیال رہی مضبوطی سے قائم کر لیتے ہیں کہ ضرور معلوم ہو جاوے گا کہ فلاں امر ہونے والا ہے یا نہیں اور اس میں خیر مضمر ہے یا شر کرنا واقع ہو سکتا ہے یا نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ ایک قسم کا تعقل ہے اور فال اور خواب میں بڑا فرق ہے اب ہم چند آیات و احادیث نقل کرتے ہیں جنہیں ثابت ہے کہ انہا کی حقیقت سے انکار کرنا گناہی سنت کے برخلاف ہے حضرت ابراہیم کا فرزند کو قربانی دینا حضرت نبیل اللہ علیہ السلام کو تیج شب متواتر خواب میں لہام ہوا کہ اپنے بیٹے کو قربانی سے بقرعہ کا دان تھا حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کو ساتھ لیکر مناکل طرف چلے اور مقام سعی میں پہنچے یعنی عفا اور مروہ کے درمیان قال ینبی اکافی

اَرَىٰ فِي الْمَنَامِ اَنْ اَذْبَحَكَ فَاَنْظُرْ مَا ذَا تَرَىٰ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّعْلُ مَا تَوَعَّدُكَ سُبْحَانِي
 اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّبَاحِ نَبِيْنُ طرکما حضرت برہم نے اسی برسے میں دیکھا ہوں برابر خواب میں کہ
 میں تجھے فوج کرتا ہوں تو وہی دیکھتا کہ تیری اس باب میں کیا ہے حضرت اسماعیل نے کہا اسی برسے باب
 تو کہ جو کچھ تجھ پر علم ہوا ہے اس طرح کہ نبیا کا خواب بھی وحی ہے اور خدا نے چاہا تو مجھے اس کام میں صبر کرنا پڑا
 بایک فلان اسلم کو تھے للحنین و نادینہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرویا وانا
 کذلک یخبر فی الحنین ان هذا کما هو البلاء المبين وقد نزلت بلیغ عظیم پر جب ان
 دونوں نے خدا کے حکم کے سامنے گردن جگادی یعنی برہم عزج کرنے پر اور اسماعیل عرض ہوئے پر راضی ہو
 اوگرایا اور سننے اپنے بیٹے کو پشانی کے بل سنے کہ اسماعیل علی ہی وصیت تھی تاکہ کہتیں جا رہے تھے پر محبت
 آجائے اور حکم الہی کی تعمیل میں تباخیر ہو اور پکارا سمجھا اسی برہم شیک سچ کیا تو نے اپنا خواب نیک ہم سے
 طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو بیشک یہ کام اسکے واسطے آزمائش ہے اہل ہوں کہ اسکے سبب سے
 مخلص اور غیر میں تیر ہوئی ہے اور فدیہ دیا ہم نے اسماعیل کو بڑا عید ملا چونکہ یہ خواب منزلہ وحی تھا اسلئے مجھ
 خواب میں مہربان ہوا تھا وہ جزو شریعت قرار پایا حضرت یوسف علیہ السلام نے گیارہ سالے اور جا
 سورج کو خواب میں دیکھا کہ اونکو سجدہ کر رہے ہیں چونکہ یہ ایک الہام اور کشف تھا اور ایک آئندہ پیش ہونے
 واقعہ کی سچی پیش گوئی تھا یعنی خواب کہن والا کسی مانہ میں ایسا عالی جاہ ہو گا کہ مان بابے گیا رہا بی
 اوت سجدہ کرے اسلئے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یا بنی لا تقصص رؤیاک علی
 اخوتک فیکیدوا لک کیداً اسی برسے بارے فرزند اپنا خواب اپنے بھائیوں کے سامنے مت
 بیان کر کہ وہ تجھے گزند پہنچائیں گے آخر یہ پیش گوئی پوری ہوئی یہ بھی واضح ہے کہ خواب میں جو
 کسی واقعہ کی پیش گوئی کی جاتی ہے اسلئے ظہور وقوع میں کہی خواب دیکھنے والے اور معتبر دونوں کا باطنی اثر
 شامل ہوتا ہے جیسے ماکہ اسٹی پند سورج اور گیارہ مندروں کے خواست میں ہوا اور کہی تھا یہ کابھیسا کہ
 دو فیدیوں نے جو یوسف علیہ السلام کے ساتھ زندان میں بھیجے گئے تھے خواب دیکھا ایک نے نما میں دیکھا
 ہوں کہ نہ اب بخور رہا ہوں دوسرے نے بیان کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ سے سریر و طیان میں اور
 پند سے او نہیں کہا ہے میں یوسف علیہ السلام نے پہلے سے فرمایا کہ تو اپنے با و شاہ ساتی اور حضرت
 دوسرے سے فرمایا کہ تو سولی پر جا لگا اور پند سے تیرا گوشت بچ بچ کر کھائیں گے اور ایسا ہی ہوا قصصی

الا حرم الازمان فیہ یسکت بین الیادہ کا حسین بہ دونوں فتویٰ ملگتے ہیں اسی طرح قضائیں لکھا جا
 ہے یہ الفاظ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان فہم کی تسلی کے لئے فرمائے تھے جو سولی کی موت سے
 والا تھا۔ اسی طرح فرعون نے خواب میں دیکھا تھا کہ سات بیگائیں سات فریبہ گائیوں کو کہا رہی ہیں
 اور سات خشک بالیں سات سبز بالوں کو کہا رہی ہیں فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا کہ اسکی تعبیر
 بتانی جاہے اوہوں نے تنگ کر کہا یہ تو خفا کا علام ہیں ہم کی تعبیر نہیں جانتے جس شخص
 یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تو ساقی اور قرب بادشاہ کا ہوگا اور یوسف یاد آئے اسنے عرض کیا
 کہ مجھے زندان میں بھیجے میں یوسف سے تعبیر پوچھوں گا چنانچہ اسنے کر کہا یوسف اے اے الصلوات
 اَفْتِنَا فِی سَبْعِ بَقَرَاتٍ سَمَانٍ یَا کُلْھُنَّ سَبْعَ عَجَافٍ وَ سَبْعُ سُنْبُلَاتٍ خَضِرٍ وَاخِرٍ یٰ یُسُف
 اسی یوسف ہی صدیق ہیں اسکی تعبیر تاکہ ہمارے بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات بیگائیں
 سات فریبہ گائیوں کو کہا رہی ہیں اور سات خشک بالیں سات سبز بالوں کو کہا رہی ہیں فرمایا سات
 سال تک ملج کبیرت پیدا ہوگا بہ سات سال نہایت خشکی کے ہونگے اور ایک بوند پانی کو لوگ ترسینگے اگر
 تم بلا سے قحط ہے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو یہ تدبیر کرو کہ پہلے سات سال کی پیداوار سے بقدر ضرورت
 کہاؤ اور باقی دانہ خوشنوں کے اندر رہنے دو تاکہ خراب نہ جاسے اور ایام قحط میں اس ذخیرہ میں سے کھاؤ یہ
 واقعہ بھی یحییٰ بن خلدون میں آچھیا کہ یوسف علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا۔ یہی واضح رہے
 کہ خواب میں جو دو قعات کہائی دینے میں کسی کی تعبیر یحییٰ بن خلدون میں آتی ہے جو معبر نے بیان کی ہو وہ
 سرسوی خطا نہیں ہوتی جیسا کہ روایے مذکورہ بالا میں دیکھا گیا ہے۔ یا جیسا کہ شاذی کی اس شرط
 شریف میں ہے وَعَنْ اَبْنِیْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رَاٰ کَیْثَ خَاتٍ لَکِنَّ قِیَمًا
 بِرَہِی لَنَا لَمَّا کَانَ فِی دَارِ عَقِبَہٗ بِنِیْ اَفْجَحَ فَاَتٰنَا بِرَطْبٍ مِّنْ رَّطْبِ بَنِیْ طَابٍ فَاَوَّلَتْ اَنْتِ
 الرَّفْعَ لَنَا وَالدُّنْیَا وَالْآخِرَہٗ وَ اَنْ دِیْنَا فَاَطَابَ دَوَاہُ لَمَّا بَنِیْ نَسَے رَوَاہِیْ کہ فرمایا
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم کہ ایک سات ہم خواب میں دیکھا کہ ہم عقبہ بن افجہ کے گہر میں ہیں ہمارے
 چوہاڑے لائے جو ابن طاب کے چوہاڑوں کی قسم سے تھہر میں اسکی تہیہ ویل کی کہ رفت ہمارے لٹوے
 دنیا اور عاقبت میں ہمارا دین بیک سر تا کہ ہے دَعْنِ ابْنِ مُوسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 قَالَ رَاٰ کَیْثَ فِی رُؤْیَاہِیْ اِنِّیْ ہَزَلْتُ سَجِیْفًا فَاقْلَعْ صَدْرَہٗ فَاِذَا هُوَ مَا اَصْبَحَ مِّنْ

۲
 ازینہ سے تعبیر
 فرعون اور اسے
 رزق پہلے کا خواب
 فرعون نے اسکی
 اور اسکی
 یہ الفاظ اور

الْمُؤْمِنِينَ نَوْمًا أَحَدُهُمْ هَرُزْنَا أُخْرَى فَعَادَ لِحُسْنِ مَا كَانَ فَادَا هُوَ مَا جَاءَهُ
 اللَّهُ بِهِ عَمَتِ الْقَنَاحُ وَاجْتَمَعَ الْمُؤْمِنِينَ مُتَّفَقِينَ عَلَيْهِ أَبُو مُوسَى سَ رَوَيْتُ عَنْكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْنُو خَوَابَ يَنْ دَكِي مَا كَانَتْ يَنْ بِنِي تَلَوَارِ بِرَا بِهَوْنٍ أَوْ تَلَوَارِ كَا سَيْنَهُ شَقَّ مَوْلَا يَسَ سَكِي
 تَبْسِيرِي نَحِي كَرَمُوسُونِ كُورْبَاكَ صَدَمِينَ تَكْرِيفِ اُتْهَانِي بِرِي بِهَرِ دُوسَرِي بِرَمِيْنِ تَلَوَارِ لَهَانِي نُوْدُ
 اَصْلِي حَالَتِي بِهِي تَبَّ جَبِي كَلَّ اَلِي اَسْكِي تَبْسِيرِي تَبِي كَرَامَتِي فَتَحَ مَكْرَضِيْكَ اَدْرَجُوقُ دَرَجُوقُ مَسْلَمَانِ
 جَمْعُ مَبْرُكَةٍ كَبْسِي مَبْعَرُكَ خِيَالِ فَرِيْتَبِ بَصِيْلَتِ كَسَ بَا بِهَوْنِجَا يَسَ يَسَا كَرَشَلُوْةُ شَرَفِي كِي حَذَّ
 مِيْنِ يَسَ قَالَ أَبُو مُوسَى عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَلنَّبِيَّ
 اَهْلًا بِحَرَمٍ مِنْ مَلَكَةٍ اِلَى اَرْضٍ بِهَا تَحْلُكُوْهُ لِي اِلَى اَنْتَ اَلْيَا مَمَّةٌ اَوْ هَجِيْ فَادَا هُوَ اَلْمَلَكُ
 يَكْتَبُ يَعْنِي أَبُو مُوسَى سَ رَوَيْتُ يَسَ كَرَبِيْعِيْهِ صَلَّيْ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَا كَرَمِيْنِجَا يَسَ خَوَابِ مِيْنِ دَكِي مَا كَانَتْ
 مِيْنِ كَسَ اِسْمِيْ مِيْنِ كِي طَرَفِ هَجْرَتِ كَرَا بِهَوْنِ جَمِيْنِ كَجُورِيْنِ مِيْنِ بِسَ سِرَادُومِ اَسْطَرَفِ كِيَا كَرَمُ
 يَامَا يَسَ يَسَا بِهَرِ كَرَا خُرُوْدِ مَدِيْنَةِ كَلَا جَكُوْشِيْرَبِ كَتَرِيْهِ مِيْنِ جُوْكَ مَدِيْنَتِيْوْنِ مَقَامِ نَخْتَا نِ تَسَ لَهْدَا نَجْمِ
 تَعَجُّبِيْنِ كَرَمُوكِي طَرَفِ خِيَالِ رَجْعِ هُوَا دَرَا كِي جَ اَصْلِي مَقْصُوْدِ تَا خِيَالِ مِيْنِ اَيَا كَرَمُ اَصْلِ خَوَابِ كِي
 سَجَا بِهَوْنِجَا مِيْنِ كَجْمَرِ كَلَامِ نَبِيْنِ صَحَابِهِ رَضْوَانِ اَللَّهُ عَلَيْهِمْ كُوْجِيْ بَعْضِ خَوَابِ سَ قَسَمِ كَسَ اَلْتَمِيْنِجِ
 جَزُوْ شَرِيْعَتِ بِنِ كَسَ مِيْنِ خَانَجَهْ شَكُوْةُ شَرَفِيْكَ بَابِ اَلدَّانِ مِيْنِ يَسَ كَرَبِيْعِيْهِ جَا بِهَوْنِ اِسْ اَمْرِيْ كُنْغَمُوْ
 مَهْوِيْ كَرَمَا رَكَسَ دَا سَلْمُوْ كُوْ لُوْنِ كُوْ بَلَا نَسَ كَا كُوْ نَا بِهَتَرِيْ طَرِيْقَةِ فِتْيَا رِيَا جَا وَسَ كُوْ كَسِيْ نَسَ نَا قُوْسِ كُوْ
 بِسَنَدِ كِيَا كَسِيْ نَسَ طَبَلِ كَسِيْ نَسَ قَرْنَا وَغِيْرِهِ مَكْرِفِيْلِكِ كَسِيْ تَابِ بِرَهْمَا اَوْرِيْدُ سَتُوْرُ حَضْرَتِ لَهَالِ نَا زِيُوْنِ كُوْ
 بَلَا نَسَ جَا يَا كَرَسَتِيْ تَسَ يَا خُوْدُ لُوْگِ اَيَا كَسَ سَرَسَ كُوْ بَلَا يَا كَرَسَتِيْ تَسَ اِنْبِيْ لُوْنِ حَضْرَتِ عِبْدِ اَللَّهِ بِرِيْ بِنِ
 عِبْدِ رِيْ تَسَ خَوَابِ مِيْنِ دَكِي مَا كَانَتْ اَيَا كَسَ شَخْصِ نَا قُوْسِ نَسَ جَا رَا يَسَ اَوْنُوْنِ نَسَ پُوْجَا كَرَا سِيْ تَبَّ هَذَا
 كِيَا تُوَا سَ نَا قُوْسِ كَسَ سَجَّ كَا وَنَسَ كَمَا تَمَّ اَسَ كِيَا كَرَمُوكَسَ فَرَمَا يَا مِيْنِ اِسْ سَ لُوْ كُوْنِ كُوْ نَا زَكَسَ دَسْمِ بَلَا يَا
 كَرَمُوكَا كَمَا مِيْنِ يَسَ بِهَتَرِيْ طَرِيْقَةِ تَهِيْنِ تَبَا تَا بِهَوْنِجَا تَمَّ كَمَا كَرَا تَسَ اَلْكَبَرُ اَلْكَبَرُ اَلْكَبَرُ اَلْكَبَرُ
 حَضْرَتِ عِبْدِ اَللَّهِ نَسَ يَسَ خَوَابِ سَلَامِ صَلَّيْ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَ بَيَانِ كِيَا اَسَ فَرَمَا اِنَّ اَلنَّبِيَّ اَلْمُرْسَلُ
 لَنْ يَشَاءَ اَللَّهُ تَعَالَى يَسَ خَوَابِ بِشَيْكَ سَجَا يَسَ اَلْغُرْدَلُ نَسَ جَا بِهَرِ فَرَمَا يَسَ بِهَرِ كَلِمَاتِ تَمَّ لَهَالِ كُوْ كَسَا تَسَ
 جَا وَهْ كَجَا كَرَمُوكَا كِيَا كَرَمُوكَا اَوْرِيْدُ نَسَ يَسَ جَبِ حَضْرَتِ عَمْرِ بْنِ اَلْخَطَّابِ كَسَ كَرَمِيْنِجَا يَسَ اِيْزَانِ

سنی تو بہت جلد مسجد میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ واللہ فی بکناک بالحق لقد کرکبت
 مثل ما اری قسم ہے اوقات پاگنوں کی جسے تجھے نبی برحق پیدا کیا کہ میں نے نبی سب سے خواہ
 میں رہا مانتا بیسیا کہ روزِ ہر کو کہ یا گیا اپنے فرمایا خلدی لنتدردوا ابو داود۔ مدارحی ابن
 ماجہ وقال للترمذی هذا حدیث صحیحہ اولیاسی گرام و شایخ عظام سے خواہ
 اگرچہ اس قسم کے نیند کہ جزو شریعت بن سکیں کیونکہ شریعت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے
 میں مکمل ہو چکی تھی مگر میں نے تک نہیں! جو کہہ رہا خواب میں کہتے ہیں کہ کشت الہام یا غائی لہا
 ہوتا ہے۔ اب ہم چند برکہ ان کے خواہاتہ! ایسے ہیں حضرت ہشام بن عتیبہ بن ابی اسلمہ
 کہ کمریات کے ذکر میں لکھ چکے ہیں آپ نے اس بات کی سیل سچ کو آپ قتل ہوئے۔ لے تھے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرمایا ایسی شان علی تم ہمارے پاس اظہار کرو گے یعنی جنت میں داخل ہو گے
 سو ایسا ہی واقعہ ہوا جنید بغدادی کہتے ہیں کہ میرے پیر سرسقطی نے مجھے فرمایا۔ تو ممبر پر دست
 کیا کہ لوگوں کو فائدہ ہو کہ میں اپنے تئیں سکستھی خیال نہیں کرتا تاہم ایمان میں ہر دم کی شہادت ہے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ کسکلم علی الناس لوگون کو دیکھنا یا اگر علی
 سرسے پاس گیا سرسے نے کہا کہ تم مجھے بہت لوہہ سمجھے جبکہ اپنی بردست نبیادت لے لی شیخ
 نجم الدین کبری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عورتیں دیکھا اور التماس کیا کہ آپ میرے لئے کوئی کنیت
 تجویز فرمائیے ارشاد فرمایا ابوانجناب عرض کیا کہ تو نے مخففہ فرمایا! نہیں بخند وہ جب بیدار ہو گئے تو
 اس کنیت کے معنی میں غور کر کے دل میں قرار دیا کہ مجھے دینا سے فی اقتبال کیا چاہئے چنانچہ بالآلہ ابراہیمی ہوا
 کہ آپ لایت میں فرید الدہر و حید العصر ہوئے ابو جعفر صمدی لانی جو شیخ محی الدین ابن عربی کے
 استادوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے دل پر ارادت سے اتنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
 میں دیکھا کہ صمدی نے شریفی میں ابیر ابو شایخ عظام سے کہا۔ آگے رو کر وہ اپنے آسمان کی طرف دیکھا
 دفعتہ آسمان کے دروازے کھل گئے خود فرشتے اترے جنکے ہاتھ میں بیچنی آتی تھیں کہ ہاتھ دلوئے میری ہوت
 آئی تو طشت دھوا کر کہا یہ سطلایفہ میں سے نہیں میں نے ایمایا رسول اللہ میں اگرچہ انہیں سے نہیں مگر
 انکا دوستدار ہوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو انکا دوست ہے وہ انہی میں سے ہے فرشتے پر طشت لگا
 دینے ہاتھ دھوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ ہاتھ دھوئے چھوئے الاسامیاء امام محمد

غزالی فرماتے ہیں کہ میرے دامن غائب ہو گئے اور میری حالت طاری ہو گئی کہ نہ اور کو خواب کہہ سکتے ہیں نہ
بیداری ایسی حالت میں متوجہ دیکھا کہ ایک اوجع میدان ہے اور بہت آدمی کھڑے ہیں اور ہر کسے ہاتھ پر
ایک ایک کتاب ہے اور سب ان شخص کے دربار و حاضر ہوئے ہیں بیٹے کسی سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں
کہا یہ سلفی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ہے اور یہ لوگ رباب اہل میں اپنے اپنے عقاید کی کتابیں پیش
کر کے انکی تصحیح کر رہے ہیں ایک شخص پیش ہو اگسی نے کہا یہ ابو حنیفہ ہیں ابو حنیفہ نے سلام کیا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور مجاہد ابو حنیفہ نے اپنے مذہب عقاید کی کتاب پیش کرنا شروع
کی تو شخص پیش ہو اگسی نے کہا یہ شافعی ہیں یہ ابو حنیفہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور اپنے مذہب عقاید کی کتاب
پیش کرنا شروع کیا رباب اہل ہنئی اپنی کتابیں سناتے رہے اور ایک دوسرے کے پہلو میں بیٹھ گئے ہر ایک
رضی آیا اسکے ہاتھ میں چند اجزاء غیر مجلد تھے یہ بھی اس حلقہ میں آتا چاہتا تھا ناگاہ ایک شخص نے جو
خدمتِ قدس میں تھا وہ اجزاء اسکے ہاتھ سے چھین کر دور ہین گئے اور اس کو مجلس سے نکال دیا جسے
دیکھا کہ طرف سے فراغت ہو چکی ہے تو میں آگے بڑھا اور اس شخص کو اپنی کتاب کی ہمیں میرے اور مسلمانوں
کے معتقدات میں اس کا نام قواعد العقاید ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا اذن دیا جب فارسی اس مقام پر
پہونچا کہ واللہ تعالیٰ بعثت لنی ربی محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم اسی کا قول العربی العجمی
والعین والافرنس اللہ تعالیٰ نے نبی قرشی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کافہ عرب و عجم و جن و انس کی طرف سے
بنا کر بھیجا آپ کے چہرہ مبارک میں نشاۃ تبسم کا اثر نمودار ہوا جو نبی پڑھی گئی تو آپ نے میری جانب التفات
کی اور فرمایا کہ ان میں سے غزالی عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ اور میں نے سلام کیا جواب دیکر دست مبارک پر
طرف بڑایا میں دست مبارک کو بوسہ دیتا اور اپنی پیشانی اور انگڑوں پر لگاتا رہا مگر اس میں سقطی کرنے سے
علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور کہا اسی پیغمبر خدا حضرت اب العزت سے تجھے محبت ہے کہ کمال ہے ہر عیش و
یوسفی کا شوقیوں چار کہل ہے نہ آئی کہ اسی سری بنا دل سنبھال اور اس وقت جمال یوسفی اسے دکھا گیا
تیرہ دن تک سابر ہوئی پڑا راجب پیش آیا تو پہنچا کہ یہ دس شخص کی نمائندہ ہے جو ہماری درگاہ کے مشغول
کو ملاست کرتا ہے پچھی معاذ راہی ایک اندہ نیار کے قرضدار ہو گئے اور یہ وہیہ غازیون جہیون
اور صوفیہ و علما کے کام میں صرف کیا تھا قرض ہوں نے سخت تقاضا شروع کیا اسوجہ انکا دل تڑپ
رہنے لگا ایک ات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اسی پچھی تو پریشان خاطر نہو کہ تیر

پریشانی سے بچنے پر غور کیا اور ایک شخص سے ایک لاکھ روپیہ کے لئے کہ اس نے اسی کام کے واسطے علیحدہ کر رکھا ہے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے اور کہاں بہت ہے فرمایا تو شہر و عظمیٰ کہتا جا تیرا کلام دلون کے ثقل ہے وہ تجھے خود بخود لجا یگا جطرح میں تیرے خواب میں آیا ہوں اسے بھی خواب میں تیرا بتا دے گا بھی مٹیا پور میں گئے اور اٹھائے و عظیم کہا اسی نیشا پور کے رہنے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے یہاں آیا ہوں کہ کوئی ایک شخص میرا ایک لاکھ دینار قرضہ ادا کرے ایک شخص نے کہا میں چاہوں ہزار دیتا ہوں دوسرے نے کہا چالیس ہزار میں دو گنا تیسرے نے کہا دس ہزار میں دو گنا چھٹی نے کہا میں ہرگز نہیں لوں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف شخص واحد کی طرف اشارہ کیا ہے پر وعظ میں مشغول ہوئے مجلس سے سات جہازے اوٹے پھر بیچ میں گئے کئی ہفتہ تک عظمیٰ کہتے رہے اور درویشی برقرار رکھی کہ کوئی فضیلت نہ کی کسی نے وہاں اسے ایک لاکھ درم دیا اسی نوع میں ایک شیخ ہوا اسکو بھیجی کی یہ بات کہ تو انگری درویشی سے فضل ہے پسند نہ آئی اس نے دعا کی کہ خدا کرے کہ جب بھی بیچ سے نکلا رہزنون نے اسکا مال لوٹ لیا بھیجی کہا کہ یہ دوس پر کی دعا کا اثر ہے پھر ہری میں گیا اور اپنے قرضہ دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں آنے کا ذکر کیا مجلس میں امیر ہری کی بیٹی حاضر تھی اس نے کہا اسی امام قرضہ خانہ کربلا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آئے تھے مینے ہی آپ کی زیارت کی تھی اور عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ میں اس کے پاس جان فرمایا نہیں وہ آپ ہی آویگا پھر لڑکی نے کہا کہ میرے پاس ایک لاکھ دینار کا مال ہے مینے مرتبہ لئے وقف کر دیا مگر میری حاجت یہ ہے کہ چار روز اور توقف کرے اور وعظ کہہ اسے قبول کیا پہلے روز مجلس سے دس جہازے اوٹے دوسرے دن مجلس تیسرے دن چالیس جہازے روز شہر بانچوین روز ہری سے دو گنا ہوئے مال کے ساتھ وٹلے ہوئے یہ بھی کل مٹیا اس مال کے ساتھ تھا اسندل میں سوچا کہ شہر مٹلے یہ مال قرضہ خانہ کو دیدیگا اور باقی درویشوں کو تقسیم کر دے گا اور ہم محروم رہ جائیں گے صبح کے وقت بھی مناجات میں مشغول تھا ایک تہر اس کے سر میں ہے مارا جس سے وہ جان بحق ہو گیا اور وصیت کی کہ سب پہلے قرضہ دار کو دیو **سف ابن الحسین** بنایت حسین و صلاح جلال تھے امیر عرب کی لڑکی اور بہر عاشق ہو گئی اور اس سے خواہنگار وصال ہوئی شیخ وہاں سے بہاگ گئے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت برفضا مقام ہے اور بہر پوشوں کی ایک جماعت میں ایک شخص تخت پر بیٹھا ہے اس کے چوہا کہ تم کو

جواب ہے یا کہ اسی جنید کیا تیرا دل گواہی دیتا ہے کہ میں غیر کو سجدہ کر دین جنید فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی اس جواب سے حیران ہو گیا اویس وقت غیب کے آواز آئی کہ اس کہہ کہ تو جو نام ہے اگر بندہ ہوتا تو حکم سے سرتابی نہ کرتا یہ نہ کہ بولا اسی جنید خدا کی قسم تو نے مجھے جلا دیا پر وہ غائب ہو گیا تیر جنید نے ایک روز ملیس کو دیکھا کہ برہنہ ہے اور لوگوں کی گردنوں پر چڑھ کر تاج رہا ہے کہا اسی ملعون ان لوگوں سے شرم نہیں کرتا جواب دیا کہ یہ آدمی نہیں ہیں کہ ان سے شرم کر دین آدمی وہ ہیں جو سب سے شرمیز ہیں میں نے اور جنہوں نے میرا جگر کیا کچھ کہہ ہے جب جنید غیبی شونیز یہ کہے تو ابو حمزہ خراسانی کو دیکھا کہ سر نہجائے بیٹھے ہیں جنید کو دیکھا کہ بولے اسی جنید وہ دروغ گو ہے اولیاء اللہ کا رتبہ پس بلند ہے ملعونان کے حال سے وقت نہیں ہو سکتا مولیٰ جہا می تدبر سے الہامی فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے ایک شخص نے ملیس کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ شیخ ابو یوسف مغربی کے ساتھ تیرا کیا کیا ہے کہا اگر میں کچھ دوسرا اس شخص کے دل میں ڈالنا چاہوں تو میری مثال بعینہ ویسی ہی ہے کہ کوئی شخص سمندر میں بول کرے اور اس سے پوچھیں کہ اسی کیوں کرتا ہے تو وہ جواب دے کہ سمندر کو پلید کرنے کے واسطے یعنی اس شخص سے بڑھ کر کوئی بیوقوف نہیں اسکا اصل جطر ملیس افیاء کی صورت سے متماثل نہیں ہو سکتا اسی طرح اولیاء اللہ کی صورت میں ہی نہیں آ سکتا پس جب یہ نفوس قدسیہ خواب میں نظر آویں تو یقیناً کہ لینا چاہئے کہ خود ہی میں کہنی اور نہیں خصوصاً جب کہ وہ حال خندہ لاکرتے دیکھے جائیں مثلاً نماز پڑھتے ہوں یا قرآن مجید اور درد شریف کی تلاوت کرتے ہوں۔

مکات جنید در بیان معنی کنت کثر مخفیاً فاحبت ان اعرف فخالفت الخلق و نیز معنی ان الله خلق ادم علی صورته و بیان حقیقت نہان

وہ ہی تھا اک زمانہ اسی معقول	بہ زمانہ بھی جب کو کتنا فضول
آسمان از زمین کچھ ہی نہا	ماہ و خور کا نہ تھا وجود صلا
حور و غلمان و درخ اور حبت	تہ نہ کہتے وجود کا خلعت
کوہ و صحرا نہ دشت اور بارون	نہ سمندر نہ بحر نے جسیون
جن و ملیس اور نہ آدم زاد	نہ تھے جیوان نبات و درجہ باد

<p>الغرض کچھ تھا کہ میں موجود آئینہ تھا وہ آپ ہی اپنا بچگون بے مثال تھا چون نہ کوئی رنگ نہ تھا نہ بے رنگی تھا نہ درک کوئی نہ تھا ادراک رسم تھی کوئی اور نہ کوئی اسم تھا نہ کوئی ہی عابد و محب کچھ نہ معلوم تھا نہ کچھ محب یہ جو ہیں کائنات کے جلوے نہ کوئی لغت تھی عیان نہ صفت الغرض جیسا کہ ہے نام پر ہو ناگہ ارادہ ازلی + ہو دے اظہار کنت گنت کا پس بوقت ارادہ ازلی تاکہ ہو معرفت کا حق ادا یہ تجلی جو ہے اول تھی ہوئی اس میں ہستی از صفات ہے بہ نزدیک صوفی اس اور یہی ہے تعین اول اور حقیقت محمدی ہی اس سے وحدت و نیز برزخ کبریا پہر تجلی کی او سے دوسری ہی ہو گیا امتیاز ہر اک کا</p>	<p>غیر ذات خدا تھے سب با بود خود ہی آئینہ پر تھا متجلی نہ کوئی شبہ نہ تھا نہ کوئی نہ نہ فضا تھی نہ کوئی تھی تنگی تھے متمیز نہ وہاں پلید پاک روح ہی تھی کوئی نہ کوئی جسم کوئی صاحب نہ تھا نہ تھا سجد کوئی مرسل الیہ تھا نہ رسول مختفی اور بطون علم میں تھے نہ کوئی اصطلاح تھی نہ لغت اوسکی ہستی کا تھا نہ نام و نشان کہ خفی کو پناہ دے لبس حلی دور ہو جاے پردہ مخزن کا ذات پر اپنی خود تجلی کی بندگی اور خدائی کا ہو راز افشا نہ مفصل تھی بلکہ مجمل تھی علم ہی میں تھی ساری موجودات یہ تجلی تجلی اول مرتبہ دوسرا ہی امی اکمل کہتے ہیں خوب غور سے سنئے کہتے ہیں نام اس تجلی کا تھی مگر یہ تجلی تقصیل ہوا ہر عین دوسرے سے جدا</p>
---	--

ہے بنزدیک موفیان کرم
اسکو کئے تجلی دومی
واحدیت حقیقت انسان
ہوا ان تجلیوں سے ظور
یہ تجلی اول و ثانی
پر پیش ہیں نہیں اصلی
پس و پیش زانی کا یکسر
یہ مراتب جوئی ہیں عالم سے
پر تجلی کی تیسری اونے
ہے یہ عالم مجسمہ اور بسیط
اسی عالم سے ہوتی ہے یعنی
مقترن با حقایق ارواح
یعنی اوس نور سے جو ہے بہا
یہی امی اقب فنا و بقا
اور تجلی تعین سومی
پر تجلی کی اونے اسی ماہر
ہوئیں اشیا کو نہ پیدا
نہیں انہیں تجسسی و بعض
خرق اور ایہام سے ہیں پاک
یہ ہی جلوہ او سے کے نور کا ہے
چار ہے تجلی نام اسکا
یہ ہی واقع میں نور ہے حق کا
ہو گیا ہے یہ نور بے شہت

انکا عیان ثابت ہی نام
ہے ہی دوسرے تعین ہی
رتبہ پہلے سے تیسرا تو جان
کیونکہ تین یہ بطون ہیں
گرچہ اک دوسرے کے بعد
بلکہ ہے ایک فرضی مفصل
ذات مطلق میں کچھ نہیں ہر اثر
ہیں تعلق بطون سے رکھتے
ہوا ارواح کا ظور اوس سے
فانون پر اور شالون پر محیط
ابتداء سے مراتب کوئی
ہو کے حق سے کیا ہے یہ اضاح
عالم روح میں ظور کیا ہے
مرتبہ ہے ظور کا پہلا ہے
ہے اسی مرتبہ کا نام اخي
ہوا عالم مثال کا ظاہر
ہیں مرکب لطیف یہ اشیا
نہیں ہیں یہ طویل اور بعض
فہم سے خاص انکے ہے اور اک
مرتبہ دوسرا ظور کا ہے
اور تعین ہی ہے ہی چوتھا
مقترن روح سے وہ جبکہ ہوا
متشکل مثال کی صورت

<p> ہو جس سے یہ عالم احسا میں مرکب کثیف بہہ اشیا نہیں ان کا وجود ہے نہ نہ ہمیشہ قیام ہے نہ مرتبہ تیسرہ ظہور ہے ہے یہی اسلوب کہو تم منظم اعیان ثابت ہے ہوا جو کہ حصہ آخ ہے وجہ تباہ یعنی ہے از سال تا رہا بارش و بار اور حیران است ہے جو ہر اک کمال، ثانیان ہوا انسان کا ظہور اس سے اور لغو چٹا چٹا حلوا منظم اعیان ثابت ہے ہوا ہوا میں یہ اشرف الخلق یعنی نورانی اور جسمانی ہے یہی مظهر تمام اکوان رفتہ رفتہ ہوا ہے اصل ہے دو اس سے بڑھ کر نہیں کوئی جاہل بہر اظہار لون و موجودات نہ بوفوق طہریق عیسائی ساتویں وزلے لیا آرام ہے ہماری سبھی سے جو بیرون </p>	<p> جلوہ گر ہو ہوا وہ اسی عالم ہو میں اشیا سے کونیا پیدا پاک تبغیر اور تجندی سے خرق اور استیام ہے انکو یہ ہی جلوہ اوست کے نور کا اور تجلی تفسیر پنجہ جسم جبکہ وہ نور بسریانی کا ہوا اس سے یہ عالم احسا اور یہ عرش سے ہر فرش تلیک اس میں شامل ہیں سب جادو شامل اس میں نہیں لیک انسان پر تجلی کی اور اک اوست نے ہے یہ رتبہ ظہور کا چوتھا یہ ہی ہے نور سب سے حق کا اختیار اوستے کر لی یہ صورت سب مراتب چوبی اکوانی سب جامع ہے حضرت نہان سب مراتب میں ہے اس کا ظہور اصل پر یہ اگر نہو مایل جقدر میں ہونی تجلیات جلدی بادیہ انہیں ہے فرضی کیا چہ دن میں حق نے یہ کلام بلکہ تھا ایک امر کن فی کون </p>
---	--

انہیں اوسکے لئے کسندی	اور نہ آرام کی ہے پابندی
<p>حضرت داؤد علیہ السلام نے مناجات میں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے پروردگار یہ خلقت کیلئے پیدا کی جو اب ایک گنت گنت کثیرا کثیفیا کا حبیبت کن اعراف مختلفہ و الخلق لا شرف۔ داؤد علیہ السلام کے سوال کا یہ مطلب تھا کہ اسی پروردگار نہری ذات فقار و نیاز سے ہر کسی کی اطاعت و بندگی کی بچے حاجت میں اور نہ کسی کے طغیان و نافرمانی کی پروا ہے ہر کیا وجہ تھی کہ یہ نیلقت پیدا کی نسلقت اس از سے تا وقت ہے ارشاد ہوا کہ اے اود میں ایک گنج مخفی تھا اس گنج سے کوئی آشنائے تھا خود بخود اس گنج کے جواہرات کو پرکھتا تھا کوئی نظر نہ تھا جیسے طور کے تاکوئی صاف تھا جو ان جواہرات کی قدر جانتا سیرا زارہ ہوا کہ میں کوئی صرف پیدا کروں جو ان جواہرات کو پہچانے پر مہنگہ شناس پیدا کیے تاکہ تجلیات حسن جلوہ کریں و عشق و عاشقی کا بازار گرم چلیاں جہاں میں ہی حسن جلوہ کرے عشاق فریفتہ ہو کر اوپر جان قربان کریں شمع حسن کا بازار گرم کرے اور پروانہ اوپر جان شاہ گنج سے مراد ذات احد مطلق ہے اور جواہرات سے مراد ہما و صفات ہیں یہ ہما و صفات ذات میں مخفی تھے جو موجودات کے طور سے نمود میں آئے مگر یہ اختفا بطور حلول و اتحاد نہ تھا کیونکہ حد کے واسطے طرف و مطرف لازم ہے جیسے شیر و شکر شکر شیر میں حل ہو جاتا ہے تو شکر کہ مطرف و در شیر کو ظرف کس میں اس طرح اتحاد کے واسطے ہی تعدد لازم ہے جیسے بقی کہ متعدد و غذاؤں کے ملائے سے بنتا ہے۔ ذات مطلق الی و لون نقصون سے برابر ہے۔ الفاظ حق مکتوم مشہور و غیرہ جو صوفیہ کرام کے کلام میں پائے جاتے ہیں اپنے حقیقی معنوں پر معمول نہیں بلکہ صرف فہام و تقسیم کے واسطے استعمال کئے جاتے ہیں بدون ایسے الفاظ کے چارہ نہیں جامی</p>	
ایں قاعدہ یا دار کا نجا کہ خداست	نے جزو کل طرفے منظورست
<p>پہر ذات کبریائی نے اپنی ہی ذات پر ایک جلو کیا یہ تجلی مجمل ہی اس کا نام صوفیہ کرام کی اصطلاح میں تجلی اول تعین اجل حقیقت محمدی برنخ کبری و وحدت مرتبہ دوسرے ہے چونکہ یہ تجلی مجمل ہی اس لئے تمام موجودات پر اتو ہو گئی مگر صفات کا امتیاز نہ خارجا ہوا اور نہ علی سبب الذات مستحذ اور ایک دوسرے کے ضمن میں منہم تھے یا نہ سر سے میں کسی قسم کا فرق تھا اور نہ اوپر کوئی حکم لگا سکتے تھے پہر ذات مطلق نے دوسری تجلی کی اس تجلی کا نام تجلی ثانی تعین ثانی و احدیت حقیقت انسانی</p>	

مرتبہ ثالث ایمان ثابت ہے چونکہ یہ تہی تجلی اول کی نسبت کیقدر تفصیلی تھی اسلئے حقایق پہلے
 پہلے ہی جو تعین اول میں ظہور پزیر ہوئے تھے ایک دوسرے سے منہ گئے مگر یہ ایمان صرف علمی
 نہ خارجی تاہم نے اجمال میں اور جبکہ امکان و وجوب میں تیز ہوئی یہ دونوں تعین جو کہ دیوان
 میں سمونے خارج میں انکا کوئی وجود نہ تھا اسلئے ان دونوں کو مراتب و جوبی کہتے ہیں یہ ذات
 مطلق نے نسیس تجلی کی اسکو ظہور کا پہلا مرتبہ تجلی ثالث تعین ثالث کہتے ہیں اسی نفس سے ذات کی
 آغاز بہت میں اس تجلی سے عالم عقول و نفوس جو تجر و تبیط میں ظاہر ہوئے یہ ذات مطلق ہے چوتھی
 تجلی کی جبکہ ظہور کا دوسرا مرتبہ تجلی چارم تعین چارم اور عالم مثال کہتے ہیں کیونکہ اسکا ظہور تجلیان اول
 کے بالکل مطابق ہے اس میں ایسی اشیا کو نہ پیدا ہوئے جو مرکب لطیف ہیں ان میں تجزی و تبعض و خرق
 و التیام نہیں ہوا اسنے ایک مرتبہ تجلی کی جبکہ ظہور کا تیسرا مرتبہ اور تجلی اول و تعین چہم کہتے ہیں اسنے عالم
 اجسام پیدا ہوئے جو مرکب رکشیف ہیں و تبعض و تجزی و خرق و التیام کو قبول کرتے ہیں اس
 عالم میں زمین آسمان جادات نباتات حیوانات و دیگر اشیا جو اس سے محسوس ہو سکتی ہیں شامل ہیں
 ہوا سے ایک مرتبہ تجلی کی جبکہ ظہور کا مرتبہ چہم تعین چہم کہتے ہیں اس میں حضرت انسان کا
 جو اصل مقصود یہ ایش کا تھا اور یہی معرفت حق تعالیٰ کا بوجہ اوٹھا سکتا تھا ہی حق کا ذریعہ ہے اور
 تمام مراتب جو احوال و لوازم و جسمانی کا جامع ہے سب مراتب میں اسی کا نور ہے یہ بھی
 واضح ہے کہ ان تجلیات شدت مذکورہ بالا میں جو تقدیم و تاخیر وقوع میں آئی ہے زمانی نہیں ہے بلکہ
 دن و رات کے ایک کام کیا دوسرے روز دوسرا اور تیسرے روز تیسرا یہ مذہب بتایوں گاہے جو اس بات کے
 قابل میں کہ خدا نے چہ روز میں نوبت مذہب آفرینش پیدا کی اور ساتویں روز جو یوم السبت تھا آرام
 کیا تعالیٰ شانہ عن ذلک عند کبر احد کی ذات ماندگی اور آرام سے برابر ہے بلکہ یہ تقدیم و تاخیر فرضی
 و عقل تھا و اسکی ذات مطلق جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتی ہے تو اسکو حکم دیتی ہے کہ تو موجود
 ہو جاوہ شے فوراً موجود ہو جاتی ہے اِنَّمَا اَمْرٌ کَاذِرٌ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَقُولَ لَكَ كُنْ فَيَكُونُ
 یہ بھی یاد کرنا چاہئے کہ یہ عقیدہ ہی سراسر باطل و فاسد ہے کہ قادم مطلق کو تجلیات مذکورہ
 مطابق پہچانے پیدا کرنا منظور تھا و لہذا اور اب پیدائش کے کام سے فارغ ہو چکا ہے موجودات کا وجود
 جمع کر کے مدبہ نام ہے جس جنم کی ضرورت ہوتی ہے اسی خیرہ میں جسے عالم کون میں ہیجرتیہ ہے

اس عقیدہ سے اس کا تعلق لازم آتا ہے یہ عقیدہ بھی باطل ہے کہ اس نے ارواح ایک فہم پیدا کر کے میں جب ایک جسم قائم ہو جاتا ہے تو اس کی روح کسی درجہ میں ال دیکھتا ہے اس صورت میں تنازع لازم آتا ہے جو اس کی قدرت کا لہ کے سنا فی ہے بلکہ ایمان تاجہ میں جو صورتیں ظہور میں آتی ہیں انہی کے مطابق جس قدر جسکی استعداد قابلیت ہوتی ہے اسی کے موافق وقتاً فوقتاً انہیں خلعت جو پہنتا ہے یہ فعل اور کا صنف امر کن فیکون سے تعلق رکھتا ہے پس میں معلوم نہیں کہ اس کے علم قدیم میں کس قدر صورتیں ہیں جو پیدا ہو کر قائم ہو چکی ہیں اور آئندہ کس قدر یہودی اور کتبک یہ فناء بقا کا سلسلہ جاری ہے یا نہیں صرف یہی حتمی اور کنا چاہئے کہ جو کچھ ظہور میں آ رہا ہے وہی ذات مطلق جلوس ہے کعبہ ہی ہی ہے کشت نبی ہی ہی بخندہ ہی ہی ہے مسجد ہی ہی کوئی غیر نہیں جامی

ظاہر شدہ آن نور باقوں غلو
تجدید سہر سبت دگر دم وغرور

در کون مکان فی عیان جز بکفر
حق نور و تنویر ظہور ش عالم

و معنی انسان کہ جامع جمیع مراتب جوئی کوئی است

ظاہر میں انسان کی یہ تعریف ہے کہ وہ ایک حیوان ہے جو اپنے ارادہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے اپنے باقوں کے بل سدا کھڑا ہو سکتا ہے اس کے چہرہ پر بال نہیں اس کے ناخن چوڑے ہیں اس تعریف میں کئی درجوں بھی اس کے ساتھ شریک ہیں اگر نقطہ اسی انسان کو جو چند سابع و حوتا کا مشترک مجموعہ انسان کا جادو سے تو اس کی تعریف ہی ہے جو اس بدل شانہ نے فرمائی ہے اُولَئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ لَمَّا دَخَلُواْ جَارِ بَابِ اِيْنِ لِيْ هِنَ بَلْ هِنَ اِنَ سَ مِنْ هِيْ يَادِهِ تَرَكُواْ هِنَ هِمَّ اِيْسَ اَسْلَمَ كَا ذَكَرْنَا جَا هِنَ هِنَ جَمِيعَ رَاتِبَ جَوِيْ وَ كَوْنِيْ كَا جَامِعَ هِنَ وَ رَحْلَمَ اِيْ جَا لَ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً زَمِيْنِ مِّنْ مَّرْوَ ف حَقِيْقِيْ كَا خَلِيْفَهْ هِنَ نَا سَ اَتَى وَ اِيْسَهْ جَالِ اِيْ دَ شَا هِنَ اِنَ اِنَ رَاتِبَ ظُومِيْنِ مَغَاتِجِ غَرِيْبَ كَا مَطَرَهْ كَوْنَهْ تَسْبِيْحَ تَصْوِيْرَهْ تَكْوِيْنَهْ قَادِرَ وَ غِيْرَهْ سَبَاتِ بَارِيْ كَ اَسْمَ عَظَمَ مِّنْ دَرْنِيْ سَمَا سَ هِيْوِيْتِ حَقْ كَ غَوَا مَضْ جَوَ هَا سَ مَقُوْلَ دِلَوْرَا كَاتِ پَنَانِ وَ نَا هِنَ سِرِّهْ تَنَ كَا رُوْ هُوِيْدَ هُوْتَهْ هِنَ اِيْسَ اَطْرَانِ سَمَا كَوْنِ مَغَاتِجِ غَرِيْبَ هِنَ اِنَ سَمَا كَا ظُومَ كَسْبَرِ سَمْعَ وَ بَصُوْرَ زَبَانِ وَ دَسْتِ مَحَالِ هِنَ اَرْمَقَطُ اِنَ كُوْ كَا اِلْمَا ظَا هِرَا دُ كَا اِلْمَا بَا طِنِ هِنَ جَلَا

عطا ہوئے ہیں ایسا اسطر اس کی شان میں وارد ہوا ہے کُنْتُ سَمْعًا وَبَصَرًا فَبِمَا كُنْتُ
بِیْ بَصَرٍ عَمِینِ خُودِ اس کی سمیع و بصیر ہوا ہے میرے ساتھ نہ تھا اور میرے ساتھ نہ دیکھتا۔ ہر پیر
حضرت اہل جہان مع بلال و بلال ہے اسی بزم میں جلوہ گر ہو سکتا ہے اور سوا آقا و ان کے ہوتا
عظیم انسان عالی قدر ہے خلافت کبرے کا مستحق نہیں ہو سکتا اور یہ خلافت جو تکوین میں
کا اصل ہے جو ہر تمام مراتب کی نہایت و جمیع مقامات کی نہایت اور نہایت نوار ذات ہے اپنے
اثار صفات سے انسان بہتر از آب صاف و شفاف ہے جو میں صفات بلال منعکس ہو کر رہتا ہے
یہ عکس فی الواقع عکس نہیں ہے بلکہ خود ذات مطلق جلوہ گر ہے ذات مطلق ہوتا تو کوئی نہ ملتا
کہ ملائکہ کو اس کے سجدہ کرے گا ارشاد ہوتا یا وہ احمد و مسک کے حق میں ارشاد فرما کہ وَ مَا ذَٰلِکَ
اِذْ رَمَیْتُ فِی الْکَلْبِ اللّٰہُ رَمٰی امش خاک تو نے نہیں دیکھا بلکہ خدا نے پسینگی ہے۔

انسان کی دو حالتیں ہیں ایک ظاہری دوسری باطنی ظاہر ہی جیسا کہ اوپر ملو کیلئے
ایک شخص کو کمزور حکم لگا سکتا ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس کی قرینیت ہو ان نامت ہے ظاہری
صوت جبر ہے انسان کی شناخت ہوتی ہے دائرہ موجہیں کان آنکھ ناک و فانی غیرہ
کذا فی ہے مگر یہ بہت کدالی اوس تیرہ سرگرمی معرفت از و سبحانہ و تعالیٰ کے لایوں نہیں جیتے در
وہ پیدا کیا گیا ہے جو معرفت کا بار اٹھا سکتا ہے وہ صرف باطن ہے اس کا ظاہر ایک شت خانہ ہے
باطن سراپا نور ظاہر ایک پتھر ہے اور باطن کو ہر ظاہر گلخیز ہے اور باطن گلستان ہے ہی باطن جیسی
شناخت سے عرفان حق حاصل ہوتا ہے مَن عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اَجَبْتِ اپنے نفس
کو پہچانا ضرور خدا کو پہچان لیا اگر صورت کا اعتبار لیا جاوے تو یہی بیش و بردت ہو جو کبے ادنیٰ
کے پاس ہی ہے اہلین نے آدمی کی ظاہری صورت دیکھی در بول دُرُ مَا خَلَقْتَنیْ مِنْ تَکْرِیْرِ
خَلْقَتَهُ مِنْ طَیْنٍ جَمْعِ اگ سے پیدا کیا اور اسے خاک سے اگ جو ہر علوی ہے اور خاک جو ہر سفلی ہے
ایسے شخص کو سجدہ کر دین جو تیرہ میں مجھے کمتر ہے یہ اس کی غلطی تھی کہ وہ نے فقط خاک کا پتلا
دیکھا اور نہ دیکھا کہ وہ خود ہی ہے اور خود اپنے تئیں سجدہ کرنے کا حکم دیتا ہے وَ لَقَدْ فَعِلَہُ
مِنْ رَّوْحِنِیْ اور پہنے آدم میں اپنی روح پہونکی اگر وہ اس روح کی حقیقت سے آگاہ ہوتا تو ہرگز
سجدہ سے انکار کر کے مَوْرِدُ وَاِنَّ عَلَیْکَ لَعَنَتِیْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ میری لعنت ہو جو مجھے

نخستین قدرت پدین شمار	توئی خوشترن ابابازی
-----------------------	---------------------

وَدَاوُدُ مِنْكَ وَمَا تَشْعُرُ	دَوَاوُدُ مِنْكَ وَمَا تَبْصُرُ
وَتَنْعَمُ إِنَّكَ جَبْرٌ صَغِيرٌ	وَمِنْكَ انْظُرِي الْعَالَمَ لَا تَكْبُرُ

مرغ خورشید صید خورشید نام خورشید	صد خورشید و قوس خورشید نام خورشید
----------------------------------	-----------------------------------

تو نے این جسم تو آن دیدہ آدمی بدست باقی گوشت پر گر تو آدم زاد چون اوشین چیت اندر جسم کہ اندر نہایت این جهان خمرست دل چون جلیج	دار ہی از جسم گر جان دیدہ بر چشمش دیدہ ستان چہر است جلد ذات را در خود بسین چیت اندر خانہ کا نذر نہایت این جان خانہ ست دل شہر عجب
حضرت مولوی جی نے عالم کو خرم اور خانہ اور انسان کے دل کہ نہ شہ نہ قرار دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ انسان میں موجود ہے اور انسان میں جو کچھ ہے وہ عالم میں نہیں اور وہ اوس جامعیت ہے اس نکتہ کی شرح یہ ہے کہ شیون صفت جمعیت آتی ہے مرتبہ میں مجمل در بقولہ ہیں اور مظاہر متفرقہ عالم ہیں مفصل اور فعل میں اور اس کے وجود میں یہ شیون صفت دونوں طور پر یعنی مجمل اور بالفعل موجود ہیں مجمل اس حجت سے ہیں کہ کیا رگی سب کا مہو نہیں ہونا اور مفصل اس وجہ کہ تبدیج اذکا نلور ہوتا رہتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ انسان خلیفہ قابل در تہ کا کل ہے اور صفا قدم کا مصفا آئینہ ہے پس اسکو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے تئیں دیکھے اور حکم سے ہر نیم باتنا	
فولافا و کفہ النفسہ ہم جمع مقرب انکو اپنی نشانیاں کہائیں گے اتفاق میں در خود اد کے نفسوں میں اپنی ذات کی لوح سے مرقوم صفات کو مطالعہ کرے کہ جس چیز کی اسکو ضرورت ہے خود	
بیرون تو نیت بر جہ عالم ست	از خود بطلب ہے آنچه خواہی کہ توی
بحکم نحن آفرینہ من جہل الیٰ کید جو چیز سے زیادہ تر نزدیک ہو اسکو گوہر درشت و شہر و دیہات میں تلاش کرنا پیچیدگی کا کام ہے اور نقد کو چور کر اور ہار کی امید کرنا سرسرا دانی ہے	
ایق باب جہر تشند در خواب شدہ	دی بر سر گنج در گدائی مردہ
اب ہم کہہ قدر دل کی کیفیت بیان کرتے ہیں جس سے باطن انسان مراد ہے۔ راضی ہوا کہ صوفیہ کرام کے نزدیک نفس ہوائی شہوات لذات حسی ہے اور وہ ایک بخار لطیف ہے جو حرف قلب سے حرارت غریزی کے ساتھ متصاعد ہو کر مجازی عروق کی اس سے جمیع اعضاء و اجزاء بدن میں ساری ہو کر اور حرکت بدن کی اس کے ساتھ متعلق ہے اور ہر یک پیاس حرص و جود دیگر جمیع صفات نفسانی اسی کے ساتھ قائم ہیں اسی کو مصطلح اطباء میں روح حیوانی کہتے ہیں بدن کے ساتھ روح انسانی کے تعلق	

[illegible]

الاحد سے ہسکو کچھ تغلق نہیں یہ ایک نرس و مشق ہے جسے لاہو میں کئی بہانہ اور سحر سے فعال دیکھے
ہیں انکے ہر ایک ٹیغ میں ایک سحر اور تپا ہے جو سوجھ کھانا ہے اسکو ہنسنے ہنسانے کا خاص ڈھنگ
باد ہوتا ہے چوٹی کے بال کڑے کر کے اونکو مروڑ دیتا ہے اور وہ مید ہی کٹری ہو جاتی ہے ہر بغیر اسکے
گردن یا سر کو خدیش ہے چوٹی کو دائیں بائیں اگے پیچھے ہلاتا ہے اسطرح کہیں ایک کان کو ہلاتا ہے کہیں دھون
کو جنبش دیتا ہے کہیں صرف چوڑون کو حرکت دیتا ہے یہ حرکتیں صرف شائق کا نتیجہ ہیں انسان کے بدن
میں بعض اوقات سوج وغیرہ کے سبب کسی عضلے پر کتے ہیں اور انکے اندر ہون کے عضلون میں تو اکثر وقت
اجتماع بیدار ہو جاتا ہے پس ممکن ہے کہ ایک شخص اپنے بدن کے کسی عضل کو اپنی مشق سے جس وقت چاہے
حرکت سے تمام پستان کے عضلے اکثر موٹے ہوتے ہیں ایک شائق آدمی کے نزدیک انکو جنبش دینا بجا
دشوار نہیں یہ مکار لوگ اپنے تئیں عابد و زاہد قہلنے میں اس قسم کے کردار پر فخر کرتے ہیں فوق

اسی شیخ میں آپکے صوفی جانیے	معلوم ہے حقیقت ہوئی جناب کی
کل مکر سے آیتے نکلے وقت شام	دائے ہوئے نعل میں صراحی شراب کی

ان مکاروں نے اسی قسم کا ایک اور بھی حال پہلایا کہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مردون کو یقین دلادیتے
ہیں کہ انکا قلب چل رہی ہو گیا ہے سوئے جاگتے اوٹتے بیٹھے ہر وقت دل مشغول ذکر رہتا ہے کسی خلوت
مراقبہ یا توحہ کی ضرورت نہیں یہی جاہل مرد یہی نے الفت و تسلیم کر لیتے ہیں کہ بیشک شیخ کو ولایت میں
کمال کا رتبہ حاصل ہو گیا ہے کیونکہ وہ ہم سب کا دیکھتے ہیں کہ شیخ جی دنیا و مافیہا سے غافل ہے نہ تیر
قلب سے لگن نہ زمین مشغول ہے ان بچاروں کو کیا خبر ہے کہ قلب ایک مضغہ کو تھپ ہے اور اسکے دو حصہ
پڑے ایک میں دریدی خون داخل ہو کر صاف ہوتا ہے اور دوسرے حصہ قابل تربیت خون شریانوں میں
پھیل کر تمام جسم کی پرورش کرتا ہے اور دل کے دو اذن اور دو بطن ہیں اذن میں مین جڑید ہی خواہ
ہو کہ بطن میں مین جاتا ہے تو اس حالت میں دونوں کے مابین کی کوٹیاں گہلی اور بند ہوتی ہیں اس
حرکت کا نام صمطلاح طہا میں حرکت انقباضی و انبساطی ہے اس حرکت میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے جو
گہری کی رفتار کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے اسی آواز کو جاہل لوگ ذکر القلب تصور کرتے ہیں تاہم
یہی قلب بیٹر کر ہی اور گائے نہیں میں ہے اور یہی اسکی حرکت ہے اور یہی اسکی آواز اگر کسی
کا نام ذکر القلب ہے تو یاد کرنا چاہئے کہ تمام حیوانات اگر وہ عابد میں اور ذکر میں بیوی کے ساتھ نہ لگتا

دل اگر این مہرہ آفتاب گلست	آخر ہم از اقبال تو صاحب دلست	
<p>ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ صوفیہ کرام و مشائخ عظام ذکر کلمہ لا الہ الا اللہ میں اس قلب کے ہی جو ضعفہ گوشت و عروق کے ساتھ شریک کہتے ہیں مگر نہ اس وجہ سے کہ نقطہ قلبی قلب حاصل کر رہے اور نہ کہ اس سے کچھ سرزد کا نہیں بلکہ اس سبب کہ اس قلب کو اس روح کے ساتھ تعلق ہے چنانچہ سلسلہ عالمیہ نقشبندیہ میں جسکی مہکتا فقیہ مولف کے ہی شرف حاصل ہے جو طریق ذکر مرسوم ہے اسکی کیفیت عارف نامی حضرت ولینا جامی قدس سرہ السامی نے ایک بہت ہی مختصر سالرین تحریر فرمائی ہے اس میں لکھتے ہیں کہ در وقت تاراج و تاراج بان اجام چپانیدہ بدل صنوبری کے متعلق دل حقیقی سے متوجہ گرد و نفس خود دور و دل کشد و بقوت تمام بلوئے بروہی کہ اثر آن بر دل مدوستانہ کر دے آنکہ اثر و بظاہر پیدا آید اگر کسی بالفرض ملوئے او نشستہ باشد و آہ نشو و انتہی کلامہ ابطانہ چاہے کہ دل صنوبری کا متعلق دل حقیقی کے ساتھ کیا ہے دل ایک لطیفہ بانی ہے اور ایک جمہ ہے جو مادہ سے مجرد اور عالم ملکوت کا ایک نمونہ ہے اور سکونائیں جنہاں عنصری قائم ہے روح حیوانی کے ساتھ اسکو تعلق ہے اور روح حیوانی ایک لطیفہ نجاست جو قلب صنوبری سے پیدائے تلبے اور ہی روح حیوانی ہے جو قابل حیات جس حرکت ہے اور اسی کو حکماء ارت غریبی کہتے ہیں اور ہی تمام جسم کی پرورش کا باعث ہے جو اس ظاہری باطنی ہی اسی کے مطیع و تابع ہیں پس دل حقیقی جسکو نفس ناطقہ بھی کہتے ہیں روح بانی کے ساتھ تعلق کرتا ہے اور روح حیوانی دل صنوبری کے ساتھ تعلق کرتی ہے جو اس کا مولد ہے اور جان سے جن شریانی تمام جسم میں پھیل کر اسکی پرورش کرتا ہے اور جو اس ظاہری و باطنی کو تقویت دیتا ہے اگر صوفیہ کرام صنوبری کو ذکر میں نفس ناطقہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں تو اسکی وجہ صرف یہی تعلقات ہیں جو ہمیں ابھی بیان کئے ہیں فائدہ اس شرکت سے یہ ہے کہ شریانی خون میں ایک قسم کی الکٹریسیٹی کی تاثیر پائی جاتا اسی تاثیر کے سبب کہ قلب سے جو اس تاثیر ہوتے ہیں پس اس قلبی حرکت سے جو اس متاثر ہو کر اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں و جمعیت پیدا ہو جاتی ہے اور ہی جمعیت ذکر میں مطلوب ہے اسکا مطلب کہتے ہیں</p>		
لب بند چشم بند گوش بند	گر نہ بینی نور حق بر باغ بند	<p>یعنی تمام اس ظاہری و باطنی معطل کر کے ذات الی طرف متوجہ ہو بہر اگر تجھے نور حق نظر نہ آوے تو ہم احتمانہ دینے کو تیار ہیں دل پر ضرب لگانے سے یہ مطلب نہیں کہ قلب کو یا اس کے متعلق مضامات کو</p>

حرکت کرنے کا ملکہ ہو جاوے جیسا کہ مکا لوگوں کا منشا ہے ظاہر ہے کہ حضرات خواجگان مایہ نقشبۃ
 کے سلسلہ میں پہلے ذکر جلی و جہر کا طریقہ راجح تھا بلکہ ذکر جلی خفی کی نسبت زیادہ مؤثر خیال کیا جاتا تھا
 یہاں تک کہ ہر دو ذنبہ و پنجہ کو تمام مدیقلہ میں مٹھیکر لینا آواز سے نہ کرنا یا کرتے تھے اگرچہ حضرت
 قطب اللہ قطب خواجه با والدین نقشبند طبرہ افروز مسند ارشاد ہوئے ذکر جہر ممنوع ہو گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ
 خفی بہ سبب میں ذکر جہر جائز نہیں خفی اولے واقوسی ہے اسکا طریقی مولانا غامی نے فرمایا ہے کہ چوتھی
 دل پر لکھا ہے کہ پاس بیٹھنے والے کو آدھی خوراس سے تہی بابت و ملت کہ تاہیں ان کی عکاسی ہے اور ذکر
 خواہ وہ خفی ہو یا جلی قلب صنوبر کی ترکیب مقصود نہیں ذکر کی بابت ہم آئندہ اس کے موقع پر مفصل
 بیان کریں گے، **الحاصل** دن جس کی کیفیت ہم بیان کر رہے ہیں وہ دل ہے جس کی شناسائی سے حق سبحانہ
 و تعالیٰ کی شناسائی حاصل ہوتی ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اور یہ میل بہا یہ میں نہیں
 ہوتا اور یہی وجہ ہے نہ عرض ملکہ ایک ملکوتی جوہر ہے اسکی حقیقت بیان کرنی دشوار ہے اور اسکی یہ
 کرشمے کی کچھ ضرورت بھی نہیں جیسا کہ حضرت امام غزالیؒ کی یہ عادت میں فرماتے ہیں کہ بعد مجاہدہ کے
 اسکی حقیقت خود بخود معلوم ہو جاتی ہے چنانچہ ترجمہ سجاد و تعالیٰ نے آیہ الَّذِينَ جَاهَدُوا فِيْنَا
 لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سُبُحَاتُهَا وَ لَنُؤْتِيَنَّهُمْ مَّا كَانُوا يَاسِرُونَ میں یہی بشارت دی ہے کہ کوئی مجاہدہ کر گیا اسکو روح کی حقیقت ہم ضرور دکھاتے ہیں
 بعد تکمیل مجاہدہ کے عجائبات منہ الہی نظر آتے لگتے ہیں اور ملکوتی جہ عالم ملکوت کی طرف توجہ حاصل ہوتی ہے
 ہے اس وزن کی کیفیت یہ کہ دل میں ایک فن عالم ملکوت کی طرف ہے جسکو عالم روحانی ہی
 کہتے ہیں اس وزن کے ذریعہ سے عالم روحانی کا حال سمجھنا ہے جس طرح اس حجاز کے ذریعہ عالم اجسام کا
 حال معلوم ہوتا ہے اس وزن کے وجود کی دلیل یہ ہے کہ جب میں سو یا تاب اور خواہ عالم ملکوت
 ہو جاتے ہیں تو عالم ملکوت اور روح محفوظ غایت اتمین علوم ہوتی ہیں کچھ آئینہ و چہ والہ ہوتا ہے
 اکثر اسکا ہوا ہو جاتا ہے اور جب آئینہ نو سن تین کی تعبیر کرنی پڑتی ہے اسکی کیفیت کہ عالم
 کہتے ہیں اور رو یا تین خواہ اسکی یہ کیفیت کہ دل میں ایک آئینہ کی ہے جو نقوش صورت ہا
 سر ہے اور لوح محفوظ و تلوخ کے آئینہ کی ہے جس میں تمام موجودات کی صورتیں نقشہ شدہ ہیں
 دل کا آئینہ روح محفوظ کے آئینہ کے تعامل ہوتا ہے تو صوبہ تین میں منعکس ہو جاتی ہیں اور آئینہ

کے وقت حواس بیکار ہوتے ہیں لیکن قوت متخیلہ اپنے کام میں مصروف ہوتی ہے خواب میں جو کچھ ماضی و حال و مستقبل کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اسکو صورت خیالی سمجھتی ہے پس جو کچھ خواب کی حالت میں نظر آتا ہے بردہ اور پوشش سے خالی نہیں ہوتا اور موت کے بعد چونکہ خیال مزید حواس قنا ہو جاتے ہیں اسوقت جو کچھ نظر آتا ہے بردہ اور پوشش خالی کے ہوتا ہے اسوقت ارشاد ہوتا ہے کہ

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ كَالْبَصَرِ يَوْمَ الْاَوَّلِ (جو بردے پر پڑے ہوئے تھے وہ ہننے اور ہٹانے پس آج تماری بینائی تیرے پر وہ لوگ جنکے اعمال ناکارہ ہوئے کہیں گے رَبَّنَا الْبَصُرَ اَمَّا وَاَنْتَ خَبِيرٌ (اے ہمارے رب ہم دیکھا اور نہ تو ہمیں دنیا میں واپس بھیج تاکہ ہم نیک عمل کریں اور جو کچھ ہم نے دیکھا اور نہ تو ہمیں واپس بھیج تاکہ ہمیں دوسری دلیل یہ ہے کہ انسان کے دل میں بہت سی باتیں فرست خیال کی الہام کے طور پر آتی ہیں اور معلوم نہیں ہوتا کہ وہ باتیں کہاں سے آتی ہیں پس معلوم ہوا کہ علم صرف حواس ہی کے ذریعہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ دل کو خود ہی بے مدحوال حاصل ہو سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ دل اس عالم میں سے نہیں بلکہ عالم ملکوت میں سمجھنے اور حواس کے حجاب میں بیابان حجاب فی ذل عالم ملکوت کا رستہ منکشف نہیں ہو سکتا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ دل کا یہ دزن جو عالم ملکوت کی طرف ہے بدوین موت یا خواب کے کسل نہیں سکتا بلکہ اگر کوئی شخص بیداری میں مجاہدہ اخلاقیہ کرے اور اپنے دل کو غضب و شہوت و دیگر اغلاق و ہوس سے پاک کرے و دل کو مجاہدہ اخلاقیہ کرے و عالم ملکوت کی جانب متوجہ کرے اور دل سے (نہ زبان سے) اللہ اللہ کرتا ہے و جس بہر معنی کہہ کے عزت نشین ہو جائے تو کچھ حصہ کے بعد اسکا ہوجاے گا لہذا اپنی تمام جہان لستی سے خیر ہو جائے صرف بات بچوں و بچکان کی تسخیر کی و سے جبر سے کی جبر میں مقام میں پہنچ جائے گا تو عالم بیداری میں اسکو وہ کیفیت نظر آئے گی جو دوسرے کو خواب میں ہی نظر آئے گی اس کے لیے بیہوشی کو لینے لگا جائے گا اور اس سے روحانی فائدہ و نفع اور بلا کہ زمین و آسمان اسکو ناکام سے دکھائی دے گا لیکن یہ خداوند تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ وَكَذَلِكَ نَبْرِئُكُمْ اِمَّا اَنْتُمْ اَمْ كُنْتُمْ لَسَمَاعَاتٍ (وہاں میں سے اے میرے بھائیوں کو ملائکہ زمین و آسمان) تو یہی اسی مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے نہ ہوا کو علم حاصل ہوتا ہے تو اسی مجاہدہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے نہ حواس و تعلیم سے اور یہی اسی مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے جو خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کریم

کو مخاطب کر کے فرمایا ہے وَتَبْتَغِلُ الْإِنْسَانَ بِخَلْقِهِ سب چیز سے پاک ہو اور اپنے تئیں اُن کے حوالہ
اور دنیا کی کچھ تدبیر نہ کر کہ وہ خود درست ہو جائیگی اور اسکے ہم خود کو کیل میں لالہ اَلَا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَلِيًّا
بجائے تیرا تو کیل ہے تو تو فارغ رہ اور خلعت میں بیٹھیا وَاَصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ فَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
جھٹیلنا اور جو کچھ لوگ تجھ کو کہتے ہیں اور سپر صبر کر اور اُن کو دور چھوڑ دے۔ یہ مجاہدہ و ریاضت کی تعلیم اور
سیارہ و فاعلی نے دی ہے تاکہ تیرا نفس و معنای قلب حاصل ہو صوفیہ کرام کا یہی طریق ہے لیکن تعلیم
ذریعہ سے یہ علم حاصل کرنا علما کا کام ہے اور یہ بھی عظیم رتبہ کہتا ہے مگر انبیاء و اولیاء کے علم کے سامنے
اسکی کچھ حقیقت نہیں کیونکہ انکو بے واسطہ تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ الغرض انسان توح ربانی سر راہی ان
نفس نامطقہ وغیرہ سب اسی دل کے نام میں جو قابل معرفت آتی ہے اور دارالملک حضرت کبریا عز و علا فر
جس طرح ذات جامع صفات باریغ آسمان محدود ہے اسی طرح اوسکا پر دارالملک بھی نہایت ہی وسیع فرائغ
سے اسی پر گاہ سلطانی کی شان میں وارد ہوا ہے لَکِن تَلْسَعُ قَلْبَ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ مَنِي حَدِيثِ
فدسی میں ہے کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں کہ میں زمین و آسمان اور عرش میں نہیں سماتا لیکن بندہ میں
دل میں سماتا ہوں علم ہیئت کے جلنے والے خوب جانتے ہیں کہ زمین و آسمان کی نسبت عرش کی کثرت
اس قدر بڑی ہے لیکن ذات باری کی سالی اور سمین نہیں سمجھتے کہ برای ہایان سازندہ در حکم موجود
چگونہ ریزندہ حضرت یار نے بہت ٹیک کہا ہے

جن دلیک کے اوپر کر رہا ہے اپنا زور
ماشت مولے بنا چاند کا جیت چکور
بل ہے سانی تیری آف سے سمندر کے چور
عالم ملکوت کے ہاتھوں کے اور گئے ہو

خاک کے پلے نہ دیکھ گیا ہی مچا رہے شور
عشق کے میدان میں صورت انسان بنا
سینہ میں قارنم کو لے قطرہ قطرہ بنا
جب وہ ہوا جلوہ گر سخت خلافت ادھر

مولف عفی عنہ

اس سے بڑے بزرگ فضیلت انسان کہ تمامی مظاہر و عالم ایک آدم ہے جانتا سب چیز نہ یہ ظاہر بصورت ہیں	ہو گی کیا اسی سہ ریز راز جان نہیں واقف کہ کیا ہے یہ آدم رکتا عرفان حق میں ہے تمیز دیتا حق کو ہے مجسم میان
غیر حق دیکھتا نہیں کچھ ہی	آتشکار و انسان وہی ہے وہی

	ایک دولت نہیں ہے یہ آسان	ہے نقطہ ایک خاصہ انسان
	<p>معنی آئیکرمیہ انا عرَضْنَا اَلْمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَ اَلْاَرْضِ وَ الْغِیَّالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُومًا جَهُوْلًا</p> <p>ہم نے اپنی امانت آسمان زمین اور ہماروں کو دکھائی سب نے مانچا رہو اور اسکے اور ہمارے سے انکار کیا اور اوتھایا اور سکو انسان نے بیشک بڑا ظالم اور جاہل ہے یعنی</p> <p>ہم نے اپنی امانت یعنی عشق و محبت و عرفان جو ایجاد و تخلیق و ابداع کو ہمیں کا اصلی مقصود اور علت غائی تھا آسمان زمین اور ہماروں کو دکھائی اور ان سے سوال کیا کہ تم میں سے کون اسکو اٹھا سکتا ہے یا وجود و تقدیر و تربت و فراخی و گراں بینی و جاہ و تکبر کے اسکے بوجہ سے ڈر گئے اور بے ہوش ہو گئے اور کہا کہ انسان بے ہوش ایک مشت خاک اور باطن میں محیط ناپید کنار و دریائے زخار ہے اور مرتبہ میں فلک الافلاک سے بھی گزرا ہوا ہے بڑی جرأت کے ساتھ قبول کر کے اٹھا لیا پس ہوائے انسان کے جو جامع جمیع مرتبہ کوئی ذاتی کا ہے کوئی مخلوق عرفان اتنا بڑی کی صلاحیت نہیں کہتی حتیٰ کہ ملائکہ بھی جو ازواج مقدسہ میں اس دولت سے محروم ہیں</p>	
	آسان با امانت تو انت کشید	قرعہ فال بنام سرین دیوانہ زونہ
	اور اسی جہت سے وہ بڑا ظالم اور سخت جاہل کہلایا بعض علمائے ظالم و جہول کے لغوی معنی لئے ہیں عطا	
	روز اول خود فضولی کردہ	وان فضولی از جہولی کردہ
	<p>یعنی انسان کو خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ تو نے روزِ ثیاق میں فضولی کر کے ایسا بڑا عظیم الشان کام ہے ذمہ لیا اگر تو اسکو انجام نہ دے سکے گا تو اپنے حق میں سخت ظالم ہوگا اور عدم ایفاء سے عہد کا کمال تیری کو پھر ہوگا اور جہول کا خطاب اسلئے دیا جائیگا کہ تو نے بے سوچے سمجھے ایسے ام خطیر کا ذمہ لیا یہ تیری ہیوردہ لاف کرنا ہے و فیہ کہام یعنی لیتے ہیں کہ ظالم اسواط ہے کہ اسے اپنی ہستی پر لاکھا خیر چلایا اور جہول اسلئے کہ ذات حق کے سوا اسنے سب کچھ فراموش کر دیا یہاں تک کہ اپنی ہستی پہلی دسی میں فکر و دی</p>	
	حضرت حق تعالیٰ کی امانت مض	<p>پیش کردہ و جہال و جسرخ و ارض</p> <p>کر دیا اور ہو گئے ناچار</p> <p>ہوا اسکا لقب ظالم و جہول</p> <p>کہ فتاوت باقی میں وہ ہوا</p> <p>ہستی ذات سے ہوا موجود</p>

<p>کئے اس واسطے ہیں اور سکو چول ظلم ایسا دے رہے تو بار بار نہیں یہ ظلم سداقت بہ سنیں پر نہ جھیک ہو اصل پر راج اوس نے بڑا ہر نہیں کوئی کا</p>	<p>نیر حق جو تباہ کیا وہ ہول بائیں اس چہلے نصیب بہ نہیں یہ ہول معرفت ہے عین اند رہے اپنی اصل سے فاط دین و دنیا میں ہے وہی غامس</p>
--	--

سینہ خواہم شرعہ شرعہ ازوق ہر کسی کو دور ماندا اصل خویش من ہر جمعیتے نالان مشد ہر کسی از نظرین خود شد یار من سز من از نالہ من دور نیست	تا گویم شرح مدوشتیاق باز جوید وزگار وصل خویش جفت بد حالان خوش حالان شدم وزدرون من نخبست اسرار من لیک چشم و گوش آن نور نیست
---	--

انسان کی سعادت باسی میں ہے کہ جس مفصل کے پید کیا گیا ہے اس کی طرف توجہ کرے اور جو
اوسکو لے لے، طاہر ہونی ہے شکر کے ساتھ اوسکو قایم رکھے جسے اپنی ہستی کی شاختل وہاں
ہوگا عظیم گاہے مقام پر پہنچے گی جو نہایت ہی بلند ہے۔ انسان کے فضائل ج
باقہ رہنے اور پربان کے ہیں اس کی فضیلت پانگ ہی زمین جو حدیث می مراد
ہے اور بہ نسبت فضائل ہے خارجہ فرما ہے کہ انسان سرفرازاں مولفہ

استلے فضیلت انسان کہ کما حق نے ہے یہ میرا یستی دونوں میں استیاز	اس سے بڑا نہیں ہے میری جان یہ ہی نہ رہا یا میں چون اوسکا قابل فشا کے بر یہ راز نہیں
---	---

در معنی آیہ الکتب بریکم قالوا ابل

جب فی امت باری عز اسمہ نے عالم ارج کو پیدا کیا اور اوسکو زیر عقل سے آراستہ اور علم فرست دیا رشتہ
پیرتہ کیا تو اودع انسانی سے سوال کیا کہ کتب بریکم کیا میں تمہارا پروردگار اور معشوق و محبوب بن
سے جواب دے یا علی ان تو ہمارا محبوب مطلوب ہے۔ گویا اس قرایہ سے تمام اردو حوں نے اپنے تین بھرت
وعلامی میں مقید کر دیا امدان لیا کہ خداوند تعالیٰ ہوا اقا اور خداوند گاہ ہے پس اگر آج کوئی شخص کسی بندہ
بر الزام لگا دے کہ تو نے اقا و خواجہ سے آق و تازمان ہے اور مقد قاضی کے رویہ و پیش ہو اور مدعی
علامی حکم فضائیں اس الزام کو دفع کرے اور اپنی ہودیت ثابت کرنے کی کوشش کرے تو اوسکو کیا کرنا
چاہئے عطا ہے کہ اوسکو اپنے دعوے کا ثبوت بنا جائے کیونکہ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ الفوت علی المدعی
یعنی ثبوت مدعی کے ذمہ ہے اور اثبات شہادت گواہی سے ہوتا ہے اور گواہ دہنے والا جہاں میں رہتا
ہی شرط ہے کہ شاہد ثقہ و عادل ہوں و خداوند کی شہادت مقبول نہوگی ہی حال اوس بند کا جو

کہ اپنے فعال و اقوال کو اپنے عقیدہ کا گواہ پیش کرے اور گواہ دہونے جا نہیں صرف بان سے اقرار کرنا اور عمل کو ناکفایت نہیں کرنا اور گواہ کے واسطے تقاہیت و تزکیا لازم ہے بدون اسکے گواہوں کی شہادت مقبول نہیں یہ شہادت ہر ایک شخص کو جسے انزل میں اُکثرت پر تکبر کے جواب میں ملی کہا ہے اور کرنی چاہئے یہ ایک ایسا ہے جو ادا کرنی ہی چاہتی ہے خواہ دس دن میں ادا کرے یا دس برس میں زبان سے اقرار کرنا اور نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ اعمال صالحہ پر بد و نونان عقائد قلبی کے گواہ ہیں انہی دونوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انسان کا دلی عقیدہ کیا ہے اور قول و فعل سچی باطن کا حال معلوم ہوتا ہے چن چلی کی گردش ثابت کر رہی ہے کہ اوسکے نیچے نہر جاری ہے ان دونوں گواہوں کے واسطے تر اللہ ہے اور تزکیہ کے معنی صدق نہیں قولی گواہ کا صدق یہ ہے کہ جو اقرار اوسنے روز مشاق میں کیا تھا اسکا الفاظ خوب یاد رکھے اور گواہ فعلی کا صدق یہ ہے کہ جو اقرار اوستے کیا تھا وہ ایک عہد تھا اوس عہد کی محافظت کر کے اوسکا کما حقہ ایفا کرے یہی صدقت ہے جو دونوں گواہوں میں مطلوب ہے اور یہی شرط ہے کہ دونوں گواہوں میں تناقض نہ پایا جائے یعنی قول سے کچھ اور ثابت ہو اور فعل سے کچھ بلکہ کمال جدت یہ ہے کہ فعال ایسے ہوں کہ بغیر بان سے کہنے کے عقیدہ قلبی اول سے معلوم ہو جائے اور بد بان کا ہر ایک عضو زبان حال سے شہادت ادا کرے یا ہو عیسا کہ ایک میر گھوڑے پر سوار چلا جا تا ہے غلام اوسکا قتر اک پکڑے ساتھ ساتھ دوڑا جا رہا ہے غلام کا عضو عضو و جمیع حرکات و سکنات بدون اسکے کہ وہ زبان سے کچھ کہے شہادت دے ہی ہیں کہ وہ غلام ہے اور جو گھوڑے پر سوار چلا جا رہا ہے وہ میان میں یا جیسے دھوان کہ سہل زبان ہر کس شہادت دے رہا ہے کہ اوسکے نیچے گل ہے واضح ہو کہ سطح ذات باری جل جلالہ نے بدست میں ارواح سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا ہی طرح ارواح سے یہ بھی اقرار لیا تھا کہ وہ نبیا کی صدق دل کے ساتھ اطاعت کرنی لگی وَاٰخِذْنَا مِنْهُمْ حِمِيْنًا فَكَانَ عَهْدُكَ (میں نے اُن سے سخت اور ہتوار عہد لیا کہ وہ نبیا کی اطاعت کریں گے) اسی عہد سے مراد ہے اور یہ عہد خدا کے عہد کا منافی نہیں کیونکہ مَنْ لَطَاعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ لَطَاعَ اللّٰهَ کے دو نبی کی اطاعت عین خدا کی اطاعت ہے اس عہد کا پورا کرنا ہی ملاہی اور ضروری ہے اور یہ رہتا ہے ان دونوں کا کام ہے ان دونوں عہود کے پورا کرنے کی نسبت قرآن شریف میں کہی دفعۃً اَللّٰہِ وَاَدْرٰہُوْنِیْ ہے چنانچہ فرمایا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْبِ اِیْمٰی یا نذر لو کو اپنے عہد

یو بود کرد و نیز فرمایا اذ فو ابرہہ ہند سناؤ تیرے ہند کھڑے تھے تم میرے اعدا پورا کرو میں تمہارا اعدا پورا کرو گا۔
 میرا فرمایا فاذکر فہن اذ کن کھڑے تھے مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرو گا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خداوند کا
 حل ہلاکہ تمہارے اعدا و سبوت پورے کرے گا جبکہ تم اوسکا اعدا پورا کر چکے ہو نہیں بلکہ وہ اپنی مکمل رفت
 مستحکم ہے جس سے اپنے اعدا پورے کر رہا ہے اور اپنی ربوبیت کا ثبوت دے رہا ہے زمین سے اناج پیدا کرتا ہے
 آسمان سے پانی برساتا ہے اوسے چکوا تہ پائون نے کہ جو تین یومین سے ابعدیت کے لئے ہمیں کسب کیا کر
 ہیں یہ طاقت و قوت ہی کہ ہند میں ہندیاں جلا میں ہند پر چیراؤں سے موتی نکالیں یا زہر اور کھل
 دہر حاصل کریں غرض آپ آتش و باد و خاک نباتات و حیوانات ہمارے مسخر کردئے ہم ان سے کسی کی طرح
 بنائے۔ اوس لئے ہمیں وہ رات دن ہماری نافرمانوں کو دیکھتا ہے اور ہماری ذری ہم سے نہیں چھینتا۔

ابرہہ بود و نہ خوشیہ و فلک و فلک	ما تو نالی بخت آری و بخت بخوری
ہزار ہر دو گشتہ و سفر مانہ دار	شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نہری

گر کسی ہم بندہ کے ساتھ ہمارا اہیہ معاملہ ہوتا تو خدا جلنے وہ کس سختی کے ساتھ ہم سے پیش آتا اگر وہ ہم سے
 اپنے عمل کی صفت سے کام لے رہا ہے لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دیر کیر و سخت کیر و زان بکشت و بکشت
 لشکر و کیر و صفا نہیں کہ ہم اوسکی سخت گیری کو اضافی قرار دین یہ ہمارے قابل کی جہی ہزار

دستے قادر مکر عمد کن	تاشوی عمد کن جبہ کن
جان کما از ان بہ جہان یار نیست	ہیچ نیز و چو دھا دار نیست

بیان مذکورہ بالا سے ثابت ہو گیا کہ اوس عمد پر ہی شہادت ادا کرنی چاہیے جو ازل میں خدا اور بندہ کے
 درمیان ہوا ہے اور اوس عمد پر ہی شہادت ادا کرنی چاہیے جو بندوں نے ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام
 الشنا کے ساتھ کیا ہے۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دوسرے عمد کی شہادت جو انبیاء کے ساتھ
 واسطے پہلے عمد کی شہادت پر جو خدا اور بندہ کے درمیان ہوا ہے مقدم ہے کیونکہ خدا کی ہستی میں
 پیغمبروں کی تعلیم سے معلوم ہوتی ہے اور اوس کے حکام و فرامین اور ہدایت کے ذریعہ سے ہمیں حاصل ہوئے
 میں ہیں انکی ذات مقدسہ پر ایمان لانا مقہم ہے علاوہ اسکے کہ ہر ایک نے وہ کہ لوگ خدا کی ہستی کے
 قابل ہیں جان تک کہ ایک بت پرست بھلا و سکی ہستی کا انکار کرتا ہے اور بتوں کو وجود باری نہیں سمجھتا
 مگر کہتا ہے کہ یہ بت اوس کے اوصاف و تعدد کی صورتیں ہیں اور اوس کے افعال کے موکل یعنی دیوتا ہیں۔

ایسے لوگوں کو جو ہستی مطلق کے قائل ہیں مسلمان نہیں کہیں یہ ہے کہ رسالت اور الوہیت دونوں کا
اقرار کرے۔ اس موقع پر ضرور یہ یاد رکھنا کہ ہم نبوت اور رسالت کی مختصر کیفیت بیان کریں۔

حقیقت نبوت

رسالہ مقصد میں الضلال میں ہے کہ جو حق تعالیٰ اہل فطرت میں صرف سادہ پیدا ہوا تھا اور سکو اللہ تعالیٰ کے عالم
مختلفہ قہاسم مخلوقات کی کچھ خبر نہ تھی اللہ تعالیٰ نے بہت عالم پیدا کئے ہیں جن کا شمار سولے اور سکے کو
نہیں جانتا چنانچہ اوستے فرمایا ہے وَمَا يَكُنْ لَكُمْ جُنُودٌ يَّرِيَانُ لَآ اَهْلُو عَالَمٍ تَرِے پروردگار کے لشکر و ان کے
سولے اور سکے کوئی نہیں جانتا ان عوالم کو انسان صرف اور اگر کسی سے سمجھ سکتا ہے اور ہر ایک درجہ
اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ انسان ان سکے ذریعہ سے کسی عالم کو دریافت کرے۔ عوالم سے ہماری مراد موجودات
کی مختلف قسمیں ہیں اور اگر کا پہلا آگ (ذریعہ) جو انسان میں پیدا کیا گیا ہے قوت لاس ہے جس سے
بہت اقسام موجودات کو انسان پہچان سکتا ہے جیسا کہ حرارت برودت طوبت یوبت نم کہو اور غیر
لیکن قوت لاس نہ نیک اور اواز کو سہرگ نہیں براف کر سکتی بلکہ اس قسم کی موجودات تو قوت لاس کے
نزدیک معدوم محض ہے۔ اس لئے قوت باصرہ عطا کی گئی جس سے رنگ شکل اور صورت دریافت کرنا ہے اور عظیم
عوالم محسوسات میں بہت ہی وسیع ہے اور وہ سکو قوت سامعہ عطا کی گئی جس سے اصوات و نغمات منتہی
پہر قوت ذائقہ عطا کی گئی علیٰ انقیاس خداوند تعالیٰ انسان کو اور بھی قوتیں عطا کرتا ہے بیان تک کر
عالم محسوسات سے گذر کر عالم تمیز میں قدم رکھتا ہے اور وہ سکو قوت تمیز عطا کی جاتی ہے اور وہ قوت سمات
برس کی عمر کے ذریعہ قریب بجائی ہے یہ کیفیت اس کے وجود میں بالکل نئی ہوتی ہے اور وہ اسے معلوم
کرنے لگتا ہے جو اس سے بہتر عالم جس میں معلوم ہوئے تھے۔ اسکے بعد وہ ایک اور کیفیت میں ترقی کرتا
ہے کہ وہ میں خداوند تعالیٰ عقل پیدا کر دیتا ہے جس کے ذریعہ سے وہ جب عاجز اور محجوب ہو اور نہایت
کرنے لگتا ہے جو اس سے بہتر اور سے معلوم نہیں ہو سکتے تھے پہر عقل کے بعد ایک اور کیفیت ہے جہاں
انسان کے لئے ایک اور نگاہ کھلتی ہے جس کے ذریعہ سے عالم خدایہ زیادہ متعقل کی باتیں اور ایسے ہی اور
دریافت کر سکتا ہے جس کے دریافت کرنے میں عقل ہی ہی کارہ ہے جیسا کہ قوت حس قوت تمیز کے ذریعہ
کرنے میں اور قوت تمیز و درکات و معلومات عقل کے دریافت کرے میں کارہ ہے۔ اگر قوت تمیز کے ذریعہ
عقل کے معلومات پیش کئے جائیں گے تو وہ جنگل اور سے صاف اٹھا کر جابجائی اور انکو بے جد و نامکون

سمجھے گی اسی طرح اگر عقل کے رد برو نبوت کے معلومات پیش کئے جائیں گے تو وہ بھی مستعملی و حق اٹھا کر لینی ہی وجہ ہے کہ بعض عقلائے جنکو مشاہدہ عالم غیبی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں مگر رکات نبوت کا کر دیا ہے اور انہیں بعد از عقل سمجھا ہے یہ نہایت نادانی ہے۔ انکا انکار محض اسوجہ تھا کہ یہ اس سے بڑے تھے اپنی جگہ پہلی سے انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ درحقیقت ہی موجود نہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے کہ بڑا موزا کو اگر اسکو متواتر شوالی کے ذریعہ سے مختلف رنگ و شکل معلوم ہوتے اور دفعہ اوس سے رنگوں کا شکون کا ذکر کیا جاتا تو وہ انکو کبھی نہ سمجھتا اور ہرگز انکا توار نہ کرتا۔ اسی طرح انسان ہی نبوت اور علم غیبی کا اگر اسکو ظاہر میں نہ لائی مثال نہ دکھائی جاتی برضہ تعالیٰ نے اسکو قاصبت نبوت کا ایک نئے عطا فرمایا ہے کہ رویا اور خواب کے سحر میں نہ پڑے کہ خواب میں کہی ایسے امور غیبی ظاہر ہوتے ہیں جو آئندہ وقوع میں آتے ہیں یعنی بات حیرت انگیز کو دیکھتا ہے یا صورت مثالی میں جسکی تعبیر اسکی صلیت کو ظاہر کر سکتی ہے اگر لوگ خواب دیکھتے اور ہر ایک کے سامنے یہ کہا جاتا کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انکی حالت مثل غش کر جانے والے کی اور تھک مروت کی ہوتی ہے اور انکے جوش میں مبتطل ہو جاتے ہیں اور اس حالت میں انکو غیب کی کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں تو بیشک لوگ اوسے انگڑا کر دیکھتے اور اوسکے ناممکن ہونے پر دلیل قائم کرتے اور کہتے کہ تو نے حیلہ لایا اور علم کے بیابان لات ہر جس شخص کو باوصف ہے موجود ہونے کے اور غیبی معلوم ہونے تو انکے کہنے جانے سے بطریق اولیٰ معلوم ہونے کے مگر یہ دلیل ایسی ہے جنکو واقعات اور شہادت چھوٹا بات کہتے ہیں پس جیسی کہ عقل آدمی کے قوی میں سے ایک قسم ہے جسکے ذریعہ سے آدمی کے لئے ظاہری آنکھوں کے سوال پر آنکھ کھل جاتی ہے جس سے بہت ایسے معلومات کو دریافت کر سکتا ہے جنکے اندر جو اس ظاہری معطل آدمی میں اسبطح نبوت ہی ایک کیفیت ہے جو کہ اپنے کو ہر بالاکے ماسو لہے جسکے ذریعہ سے ایک قسمی آنکھ کھل جاتی ہے جسکے ذریعہ سے غیب کی باتیں منکشف ہوتی ہیں اور ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جنکو عقل دریافت نہیں کر سکتی اگر لوہی شخص نبوت میں شک کرے تو اوہ کا شک تین حالتوں سے خالی نہیں ہوتا اوہ کے ممکن ہونے پر شک کا یا اوسکے موجود اور واقع ہونے میں یا ایک شخص معین کے حق میں شک ہو گا کہ اوسکو درجہ نبوت حاصل ہے یا نہیں اسکے امکان کے ثبوت کی دلیل یہ ہے کہ نبوت موجود ہے اور جو چیز موجود ہے اسکی امکان میں شک نہیں ہو سکتا اب آپ پوچھیں گے کہ نبوت کے موجود ہونے کا کیا ثبوت ہے تو ہم کہیں گے کہ دنیا میں جنس معلومات ایسے ہیں کہ عقل کے ذریعہ سے کبھی دریافت نہیں ہو سکتے جیسا کہ علم الہ

علم نجوم جو شخص ان علوم کو پڑھتا ہے وہ بالضرور جان لیتا ہے کہ لا تبادل میں ابد و انہام الہی تو فیق از فی
 کے ان علوم کے پیدا ہونے کی کوئی صورت نہیں اگر کوئی کہے کہ یہ سب علم تجربہ سے ثابت ہوئے ہیں اور ہو سکتے
 ہیں تو اسکے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ بعض احکام علم نجوم کے ایسے ہیں جنکا وقوع ہزار برس میں ایک دفعہ
 ہوتا ہے اور تجربہ کوئی دفعہ لانے کا نام ہے تو بلاشبہ اس صورت میں کس حکیم کی عمر ایسے مسائل کے تجربہ کے واسطے
 ملتی ہوئی ہے یا ہو سکتی ہے علیٰ ذلہ القیاس اور یہ خواص ہیں اس دلیل سے ثابت ہوا کہ ممکن ہے کہ ایسے امور
 کے دریافت کرنے کے لئے ایک اور قوت ہو تو عقل کے ہو۔ اسی قوت کو ہم نبوت کہتے ہیں بلکہ ایسی قوت
 کا دریافت کرنا جو درکات عقل سے خارج ہیں نبوت کے خواص میں سے ایک خاصہ ہے اور اسکے سوا نبوت کے کوئی
 بہت خواص میں جو بیان میں نہیں آسکتے اور جو خواص نبوت کے جیسے بیان کئے ہیں وہ سمندر میں سے آ
 قطرہ ہیں کیونکہ تمنا ہے پاس اسکا ایک نمونہ خواجہ اور دوسرا نمونہ علم طب اور علم نجوم وغیرہ ہیں اور یہ
 انبیاء علیہم السلام کے معجزات ہیں جنکو عقلا و حکما اپنی عقل کے سراپہ سے ہرگز دریافت نہیں کر سکتے تھے۔
 انکے علاوہ بعض خواص نبوت ایسے ہیں کہ وہ صرف اوس فرق سے حاصل ہو سکتے ہیں جو تصوف کے رستہ
 پر چلنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر نبی کے لئے کوئی ایسا خاصہ ہو جنکا نمونہ آپ کے پاس نہیں تو اس صورت میں
 آپ اوسکو کبھی سمجھ سکیں گے چہ جائیکہ اوسکی تصدیق کریں کیونکہ تصدیق سمجھنے کے بعد ہوا کرتی ہے
 یہ نمونہ سلوک تصوف کے ابتدائی درجہ میں ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ ابتدائی میں ایک فرق پیدا ہو جاتا
 ہے اور اوس سے ایک طرح کی تصدیق اور معلومات کی حاصل ہوجاتی ہے جو صرف عقل و فکر سے حاصل نہیں
 ہو سکتے اور یہی ایک خاصیت نبوت پر ایمان لانے کے واسطے کافی و کافی ہے۔ اگر آپ کو کسی شخص کی
 نبوت پر شک ہے کہ وہ نبی ہے یا نہیں تو یہ شک اس کے احوال کے دریافت کرنے سے رفع ہو سکتا ہے اور
 نبوت کا یقین حاصل ہو سکتا ہے اور یہ احوال کی معرفت یا تو اوس نبی کے شاہدہ سے ہو سکتی ہے یا تنہا
 سامع کے ذریعہ سے۔ دیکھو جب آپ نے علم طب اور علم فقہ کا پڑھا تو آپ کو طبیعت حاصل ہو گئی کہ آپ کو طب
 اور فقہ کا حال دریافت ہونے لگا یا تو اونکے حالات کے دیکھنے سے یا اونکے اقوال کے سننے سے۔ اگر
 آپ اور میں دیکھ نہیں سکتے تو یہ امر تو آپ کو نبی معلوم کر سکتے ہیں کہ امام شافعی فقہ تھے اور جالینوس
 طبیب۔ یہ علم بطور تحقیق حاصل ہوا ہے نہ بطور تقلید کے سننے کے بلکہ اونی کتابوں اور تصنیفات
 کے دیکھنے سے جو اپنے علم فقہ پڑھتے وقت دیکھی ہیں اس طرح سے آپ اونکے حالات بالضرور جان

جہاں سکتے ہیں یہی حقیقت نبوت کی جو جمیع انبیاء صادق آتی ہے۔ اب ہم خاص نبوت خاتم الانبیا
حق عالم و آدم رسول اللہ امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں۔

در حقیقت نبوت خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

جب تم نبوت کے معنی سمجھ کر قرآن احادیث میں نظر کرو گے تو متواتر ثابت ہو جائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اگلے درجہ کے نبی تھے اور اس امر کی تائید اس طرح ہو جائیگی کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان
اقوال کو دیکھو جو بابت تصفیہ قلب نے کے باب میں ارشاد فرمائے ہیں تو ان کو برحق اور سبب بارو گے
اور متنبہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کیا سچا ہے کہ مَنْ عَلَّمَا عِلْمًا وَدَرَّاهُ اللَّهُ
عِلْمًا مَّا كَرَّمَ عَلَيْهِ رُوحُ فَخْصٍ مِنْ عِلْمٍ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى أَوْ سَكَا أَوْ نَعَمَ كَا وَارْتَدَّ كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى
جَانَا أَوْ نَفَرٍ بِهٖ قَوْلٌ مَنْ أَعَانَ ظُلُمًا سَلَطَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَخُفِّضَ ظِلْمٌ لِي وَدُرَّتْ بَابُ الدُّنْيَا
أَوْ نَفَرٍ بِهٖ قَوْلٌ مَنْ أَعَانَ ظُلُمًا سَلَطَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَخُفِّضَ ظِلْمٌ لِي وَدُرَّتْ بَابُ الدُّنْيَا
هَمْزٌ وَاحِدٌ لَكَ اللَّهُ تَعَالَى هُمُومٌ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ وَخُفِّضَ صَبْحٌ كَوْنُهُ أَوْ سَكَا وَفَرَفَ
ایک ہی فکر پر مبنی فکر آتی تو امدت ملے اس کے سارے دنیا و آخرت کے غم رفع کر دیتا ہے جب آپ ان
اقوال کی صداقت کا تجربہ ہزار احوال میں یا دہزار ایک ہزار احوال میں کرینگے تو آپ کے معلوم ہو جائیگا کہ ارشاد
محض صدق میں جنہیں کوئی شک نہیں ہے آپ اس طرح کی تعلیمات نبوت کی تلاش کریں لاشی کے سبب
بن جائے یا جائز کے پہنچنے سے کیونکہ جب آپ صرف کسی ایسے ایک سچے کی طرف نظر ڈالیں گے اور
ہمکے ساتھ دریشمار فرمیں اور دلائل جمیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور سستی پر دلالت کریں شامل نہ ہوں تو
اس صورت میں کبھی آپ کا خیال گویا کہ وہ سحر تھا کہی یہ کیا گزریگا کہ یہ خیال بند ہی تھی اور شاید یہ شبہ جو
آپ کے دل میں پیدا ہو خداوند تعالیٰ کی طرف سے گمراہی میں لانے کے لئے ہو کیونکہ یُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ
يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ اللَّهُ تَعَالَى حِكْمًا وَجَاهًا تَابَ أَوْ حِكْمًا وَجَاهًا تَابَ أَوْ حِكْمًا وَجَاهًا تَابَ أَوْ حِكْمًا وَجَاهًا تَابَ
شہادت معجزات کی بابت آپ کے دل میں پیدا ہوں لیکن اگر آپ ایمان نبوت پر ایسے کلام کی سند سے
ہوگا جو ایک سلسلہ وار ہو اور اس میں بہت سی صدقین ہوں تو بصورت لالت معجزہ کے آپ کا ایمان
یقینی اور بختیہ ہو گا عرض خوارق عادات ہی کو دلیل اور مدار کل نبوت کا نہیں بننا چاہئے بلکہ انکو سبب
دیکھ کر قرآن دلائل کے ایک لیل و قرینہ سمجھنا چاہئے تاکہ آپ کو ان مجموعہ دلائل سے ایک ایسا ضروری

نبوت حاصل ہو جاوے جبکی نزد میں کسی ایک عین اور خاص دلیل پر آپ کا کیا اور دوسارے جہاں کہ
 کسی چیز کا علم تو اترا و شہرت عامہ سے حاصل ہو تو وہاں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ یقین فلان شخص
 مخصوص سے حاصل ہوا ہے بلکہ اس علم و یقین کا منبع غیر معین ہوتا ہے اور مجبوعہ اعداد کثیرہ سے باہر ہو
 ہوتا یہی علم قومی ایمان علی ہے اور جو نبوت کا علم بطور ذوق کے حاصل ہو وہ تو مشاہدہ کا حکم کہتا کہ
 یا یون کہو کہ او کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس قسم کا علم و یقین سوائے طریق صدیقہ کرام کے حاصل نہیں

نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ویروز در بیان سر ہر طویان	اگر تین نعت مصطفیٰ علیہ السلام
اوپلین سب بولے کہ ہر گل کی	اگر تین ہی نقل و نقل دخی کمال
اور ترمان کن ذوق سے گردن کلاے طوق	کتنی تین حشر شوق سے منت نفع
خبر یون کے کہ چھپے انسان ہلاک یون کے	دجبت او کو یون کس سلوا علیہ آلہ
سَلِّمُوا يَا قَوْمُ بَلِّغُوا عَلَيَّ الصَّلَاةَ يَا مَعْشَرَ	مُصْطَفَىٰ مَا جَاءَ الْاَرْحَمَ وَالْعَاطِفِينَ

حضرت رسالت نیا صلی اللہ علیہ وسلم جو منظر اسم اعظم و قطب الاقطاب ہیں حضرت باری عزاسمہ کے نائبین
 و خلیفہ مطلق ہیں اگر جہ آدم و نادن و او و خلفائے مگر خلعت خلافت کا ملہ سوا آپ کے اور کسی کو حرمت نہیں
 ہوا مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطاعَ اللَّهَ (جسے رسول کی طاعت کی ضرور اللہ کی طاعت کی اسی کہتے
 کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خلیفہ کامل ہیں اور انکی طاعت عین طاعت الہی ہے اور مَنْ رَانِي فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ
 (جسے مجھے دیکھا اُنک اللہ کو دیکھا) اسی لطیفہ سننا یہ ہے کہ وہ نائب کامل ہیں اور کا دیدار عین دیدار خدا ہے
 اسی کمال کی وجہ سے خاتم ختمیت آپ کے نام ہی پر نقش ہوا کہ وَلَکِنَّ الرَّسُولَ اللَّهُ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (خدا
 کا پہچا ہوا اور خاتم انبیاء ہے) اور اسی کلیت کے سبب سے اور کا دین میں دین و شریعت میں تغیر و نسخ سے تبرک ہے
 یَحْقُوقُ لَنَا وَآلِنَا لَكَ الْحَافِظُونَ (ہمیں اوسے یعنی دین اور قرآن شریف کو امارا ہے اور ہمیں اوسکے
 ہمیشہ محافظ و نگہبان ہیں) اوسکے دین کے نسخ و تغیر سے محفوظ رہنے میں یہ سب ہے کہ جناب باری عزاسمہ
 ازلی وابدی ہے اوسکی ذات صفات میں کبھی تغیر و تبدل نہیں ہوگا جو شخص اس کا نائب کامل و خلیفہ کامل ہوگا
 اوس میں ہی ضرور کوئی ایسی صفت ہونی چاہئے جو تغیر و تبدل سے سزاوار ہو یا جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ لو تیرا کالبد خالی فنا ہو جائیگا مگر تیرا دین ہمیشہ قائم رہے گا تیر

چاکر جو تیرے دین کے پُر رو ہیں دنیا کے بڑے بڑے شہر فتح کر کے افریقہ تیرا دین پھیلا دینے تیرا دین قیامت تک قائم ہے گا خلفائے راشدین و سلاطین اہل اسلام نے اشاعت اسلام جو کوششیں کی ہیں ان میں

در دوزبان با ست سوال صبح و شام
در دست ما بهین صله است و اسلام

یاسید الانام درود جناب تو
نزدیک فی چه تحفه فرستیم مازدو

آپ کی ذات بابرکات جامع جمیع کمالات ہر موعی ماریوں علیہما السلام کو حکم ہوا تھا فقو لہ قولا
لکیتنا فزعون کو نرم کلامی کے ساتھ خطاب کرو آپ کو ارشاد ہوا کہ ولا غلط علیکم ہم قریش کے ساتھ دوستی
کر آپ ہمیشہ غفار کے ساتھ نرمی اور صلہ و تحمل کے ساتھ سلوک کرتے تھے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی
قوم کے حق میں دعا کی کہ رَبِّی لَا تَذَرْنِیْ عَلٰی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دیکھا کہ اسی پروردگار مت عبود
وہے زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر بنے والا یعنی کسی کافر کو روئی میں پر زندہ بچو رکھا بلا عین نے تحفظ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ندان مبارک جنگ احد میں شہید کر دئے اور بیان تک ذیت ہی کہ رب کے حلقے پر
بارک میں گس گئے اور ہمیشہ طرح کی ایذا میں رہتے رہے مگر اوس پر کرم نے نرمی اور حلم سے منہ نہ مڑا
اور یہی فرماتے تھے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَکْهْلْ قَوْمِیْ فَإِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُونَ اسی پروردگار بخش دے اور ہدایت
میری قوم کو کہ وہ میری ماہیت کو نہیں جانتے ابی حنبلہ العقیق وَاَمْرٌ بِالْعُرْفِ اَعْرَضَ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ
دُنیا کر عفو اور مہر و کاف انکار اور جالموں سے منہ پھیر لے آپ کے دیامی سکام اخلاق سے ایک قطو
ہے اور ایہ خبر نص علیکم بالموہنین رُوْفٌ رَّحِیْمٌ (مکمل تلاش کرنے والا ہے اور مومنوں پر نہایت
مہربان شفقت کرنے والا ہے) اوس کی طرز رحمت پایا ان سے ایک شگوفہ ہے رُوْفٌ رَّحِیْمٌ حق سجات و تعالیٰ کے
دوام میں ان نبی سیاقین میں سے کسی نبی کو یہ فضیلت عطا نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو ناموں کے ساتھ
جو منظر جمال تمام میں اس کو مختص کیا یہ وہ فضیلت صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ملی ہے کہ
نہ اوند تعالیٰ نے اپنے دو نام تبرک آپ کے عطا فرمائے چنانچہ اپنے حق میں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالْاِنْسَانِ لَرُوْفٌ
اَكْبَرُ لَیْسَ اِلَہٌ تَعَالٰی لَوْ لَوْنَ بِرِہٰیات مہربان شفقت کرنے والا ہے اور رسول کریم کے حق میں ارشاد
فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رُوْفٌ رَّحِیْمٌ رسول خدا صلعم مومنوں پر نہایت مہربان شفقت کرنے والا ہے

عَلَى نَبِيَّاتٍ خَيْرِ الْخَلْقِ كَلَامٌ

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

آپ بڑے فیاض و جواد و سخی تھے، جان نکال کر آپ کی شان میں ارادہ ہوا کہ وہ لا تبسطہا کل البسط

تین عرب دن کہ فصاحت تیرا گر قبل علم غایب سانیستی چون ز تو خوانند و نویسند ہم از تو یہ رست سپیدی امید خواندنت این بس کہ سخن را ندو صد عجب کم کہ ملاحظت تیرا یا سخط انگشت من سانیستی گر تو خوانی ننویسی چه غم ہم کہ یا ہی نہ نبی بر سپید دور روان بہند خواندو
--

آپ حسن خلق میں اکمل المخلوق تھے آپ کے مکالم اخلاق و محاسن اوصاف مثلاً علم عقو صبر و شجاعت جفا
او حسن معاشرت قارب جان بن خویش و بیگانہ کے ساتھ و شفقت و رحمت عالم جمیع خلائق پر اور وفا
عہد صلہ رحم تو اضع عدالت صدق قاروت ہر قناعت وغیرہ اوصاف شریفہ و اخلاق حمیدہ
اسطرح و جبہ کمال و حد ابدال پر تھے کہ کسی طرح او پر زیادتی ممکن نہیں آپ کے کمال خلق کی اس سے بزرگوار
کیا دلیس ہو سکتی ہے کہ قرآن شریف میں آپ کے خلق مبارک کی تعریف عظیم کے ساتھ واقع ہوئی ہے کہ
وَ اِنَّكَ لَعَلٰی اَخْلَقْتَ عَظِيْمًا مِّثْلَكَ اے اخلاق بہت بڑے عمدہ ہیں باری جان سر کائنات کی تعریف و تمجید

وصف خلق کیکہ قرآن ست	خلق ہر اوصاف و چہ امکانت
----------------------	--------------------------

امام فخر الدین رازی بغیر فاتح الغیب میں لکھتے ہیں کہ حسن خلق میں دو ستر ہیں اول یہ کہ جو اہر نفوس آپ
میں مختلف ہیں چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ كَعَادِنِ الْكَاهِنِ
وَ الْقِصَّةِ اَوَّمِي سَبَلِ كَانِ کی ہیں جیسے گان سونے جاندی کی یعنی نقصان و کمال اور کوٹے کہہ رہے ہو
میں پس آدمی جان نہ نقصان کی جانب تیل نہ ہو گا اور میں عبادت تجارت اور ذلت پلیدی پائی جاوے گی
اور شہوت غصہ محبت ال لذت دنیوی او سپر غالب ہو جائیں گے اس طرح اگر آدمی کمال کی طرف تایل ہو گا تو
اسکو قوت نظریہ و قوت علمیہ میں اعلیٰ درجہ کمال حاصل ہو گا گویا کہ وہ شخص ارواح ملائکہ کی جنس میں سے
ہو گا اور کبھی شہوات کا تابع نہ ہو گا غصہ سپر غالب نہ ہو گا اور مال و جاہ کی محبت سے اسکا دل پاک ہو گا۔ دوسرا
یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ عَرَفَ مِسْرَةَ اللَّهِ فِي الْقَدْرِ هَانَتْ عَلَيْهِ الْمَصَائِبُ
جسے پہچانا اللہ تعالیٰ کا بید قدر کی بابت آسان ہو جائیگا او سپر مضبوط ہو جائیگا کہ وہ جان لے گا کہ حوادث
سب سب التبیہ کی طرف منسوب ہیں پس جان لے گا کہ عذر ہرگز نہ دفع کریگا قدر کو یعنی کسی چیز کے پر نہ ہر نقصان
قدر کی بات ٹھننے والی نہیں پس اگر اسکا کوئی مقصود فوت ہو جائیگا تو وہ ہرگز قسوت نہ کریگا اور جب

حاصل ہو گا اور اس کا محبوب تو وہ اوس سے مانوس ہو گا کیونکہ وہ روحانیات کو دیکھتا ہے جو جسمانیات کی نسبت
 نہایت لطیف و شریف ہیں۔ اس وقت اس کی حیالت ہو جائیگی کہ وہ دنیا کی کسی لذت و طیبہ کے واسطے
 جبکہ اندر کیا اور کسی مطلب کے فوٹ ہو جانے پر بخیرہ خاطر ہو گا جب تک اس میں اس کو پہنچ جائیگا تو وہ بہت
 ہی اعلیٰ درجہ کا خلیق اور لوگوں کا نہایت ہی بہتر مصاحب ہو گا جو کہ جناب سرور کائنات کا نفس مقدس غایت عالی
 نہایت کمال پر تھا اور ہر طرح سے آپ اکمل البشر تھے اور صفات میں جو لازماً خوش اخلاقی میں اس واسطے آپ
 حسن خلق میں بھی افضل و اکمل الخلق تھے اس واسطے کہ جمیع کمالات و خوبیاں و معجزات باہر از خوارق عادت
 و سکام اخلاق و محاسن اوصاف انکی ذات میں بوجہ انہم طریق اکمل مجتمع تھے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ ذات
 مقدسہ انبیاء میں تمام کمالات و خوبیاں اور عظیم اخلاق حسنہ و سکام اوصاف حمیدہ مندرج تھے یعنی ہر
 نبی کو اس کے رتبہ و درجہ کے موافق جو خدا کے نزدیک اسکو حاصل تھا ان اخلاق کا ایک ایک حصہ کیا گیا تھا۔
 بیان نہ کہ کل انبیاء کے مجموعہ میں جمیع اوصاف حسنہ کا مجموعہ موجود تھا اس واسطے کہ حضرت سرور کائنات کو
 انبیاء کے اقتدا کا ارشاد ہوا کہ اُولَئِكَ هُم مِّنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ فَخُذْ اٰیٰتِہُمْ اَقْتَدِ بِہِمْ وَہِمْ اُولَئِكَ
 جنکو ہدایت ملی سدرے سو تو ان کی راہ چل اور اس اقتدائے اقتداء بعت نبیین کو اسے تقلید کہتے ہیں اور اعلیٰ
 رتبہ و شان محمدی کے شایان و متساویین اور نہ یہ اقتداء بعت نبیین کیونکہ خود شریعت آپ کی راجع ہے
 شرایع و اقتدای پس لا محالہ اس اقتداء کو اقتداء بھی اس اخلاق و خصائص و شمایل انبیاء علیہم السلام پر محمول
 کرنا چاہئے۔ اور نیز یہی مضمون کی تائید اس حدیث شریفہ ہے بھی ہوتی ہو کہ اَنْتُمْ اَبْعَثْتُمْ لَنَا نَبِيًّا مِّمَّا
 الْاَخْلَاقِ مِثْرِي مُبْتَدِئًا بِمَا هُوَ اَحْسَنُ مِنْ مِثْرِي ہوتی ہے کہ میں جمیع انبیاء کی گزشتہ کی عمدہ عادت و خصایل کو پورا کر
 اس واسطے جو کمالات و عظیم اخلاق و سکام اوصاف و خوبیاں کہ جدا جدا اور تھوڑی تھوڑی انبیاء
 سابقین علیہم السلام میں تھیں بوجہ آپ کریمہ حدیث شریفہ تو مالا اہر طرح آپ کی ذات اقدس میں یکجا
 ہو گئیں کہ فرید برآں مکن و تصور نہیں اور آپ ہر طرح سے مستجمع جمیع اوصاف کمال ہو کر متعلق باخلاق و عبادت
 و تصدق اَنْتَ لَعَلَّی خَلَقْتَ عَظِيْمٌ ہو کہے چنانچہ حضرت رسول کریم علیہ السلام کو تو بہت فقار عدل غلام
 اور معنوت ملی جیسے آدم اور داؤد علیہما السلام کو اور تواضع اور ریاست اور حکومت عامہ ظاہر و باطنیہ
 کی جیسی سلیمان علیہ السلام کو اور آپ کے حسن غایت و درجہ کا ملا جیسے یوسف علیہ السلام کو اور آپ کے حکم ملا
 اور خلت یعنی جانی محبت ملی جیسے ابراہیم علیہ السلام کو اور آپ کے خلاص اور فدا کے ساتھ ہم کلام ہونے

کا درجہ ملا جیسے موسیٰ علیہ السلام کو اور آپ کو فہم دیا گیا جیسے ادریس علیہ السلام کو اور جو ملا جیسے ہود علیہ السلام کو اور عبادت ملی جیسے صالح علیہ السلام کو اور ربہ امر معروف نہی عن المنکر ملا جیسے یحییٰ علیہ السلام کو اور آپ بڑے عابد تھے جیسے یونس علیہ السلام اور آپ بڑے شکر گزار تھے جیسے نوح علیہ السلام اور آپ بڑے زاہد تھے جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور آپ بڑے صابر تھے جیسے ایوب علیہ السلام اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو مطلق آدم معرفت شیت شجاعت نوح شدت موسیٰ لسان معیل جلال رسلہ حق فصاحت صالح صفت لوط اور عصمت یحییٰ عطا ہوئی تھی انکے علاوہ اور کمالات ہی مرحمت ہوئے تھے جیسے بدرا لہی اور پیکر

کا قرب حق شجاعت کبریٰ ولایت انواع وقسام کے تصرفات محبوبیت مطلقہ کافروں سے جہاد عالم الدین

آخرین غایت مزید کا عرفانی فصل خطاب تحت شرعی سے جوئے کو سچے الگ کرنا فتوے دینا اجتہاد جنتی

شہادت ربی قرات آگے پیچھے سے اور احوال انہی سے مین برابر دیکھنا اور جس گلی سے آپ جلتے آتے

بوی مشک اور نئی اور سوکے اسکے اور بشمار صفات و خصائص و اوصاف کمال و نعوت جلال تھے جنہیں آپ

مستفرد کیا تھے اور اکثر انبیاء سابقین میں یہ صفات کمالات موجود نہ تھے و نعم مائیل

نوشہ داود و نعم تو ہے سلیمان غلام	فلک یحییٰ ہے تو ذکر زکریا ہر دم
خلت خاص خلیل دیر کات آدم	شکر یعقوبی و صبر دل ایوب مجسم

حسن یوسف دم عیسے یہ بضیا داری
اچھے خوبان ہمہ دار نہ تو تنہا داری

آپ کا ظہور اگر صفا ہرین جمیع انبیاء کے بعد ہوا لیکن تہ میں آپ سب نبیا علیہم السلام سے مقدم افضل تھے اگر یہ تاخیر زمانی نہ ہوتا تو نکتہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین حل ہو سکتا۔

پیش از ہر شان غنیور آمدہ	ہر خد کہ آئندہ بطور آمدہ
ای خیر رسل قرب تو معلوم شد	دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

بَارِكْ فِي النَّبِيِّ الْمُنْتَقَى فِي سَحَابَةِ اللَّيْلِ الْمُنْجَى	کاشمیر تشریف فی الطحی صَلُّوا عَلَيْهِ وَالله
وَلَقَدْ أَنَا دَنِي بِأَحْسَنِ لِقَاطِعِ بَرَكَاتِ ذَا	فَلَا هَالِ صَبْرِي فِي الْبَلَاءِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَالله
يَا رَهْطُ آلِ مُحَمَّدٍ يَا صَحْبَ صُحْبَةِ أَحْمَدِ	رَفِئِي وَنَفْسِي قَدْ فِدَا صَلُّوا عَلَيْهِ وَالله

حضور قدس کے سابقہ شیوار و ملاح لا تعد و لا تحصى ہیں بڑے بڑے فصول عالیٰ رتبہ اور بڑے بڑے بلحاظ بلند پایہ کا اس بحر میں قافیہ نکالے ہیں کچھ زبان ثولیدہ بیان معراج رب العالمین و محمد حسن الخالقین کی طرح سرائی کا دعوے کرے تو ہر سر فضول ہے اسی ایک طرح پر کفار کے تو بیشک مقبول ہے

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ الثَّقَلَيْنِ	اَللّٰهُ لَا كُفْرَ لَكَ تَخْرِجُ الدُّنْيَا مِنَ الْعِلْمِ
دَعَا مَا اَعْتَدَ النَّصَارَىٰ فِي كَيْدِهِمْ	وَ اَحْكُمَ بِمَا شِئْتَ مَلْحًا فَيَرُوحُ وَ اَحْتَكُمَ

آپ کی اطاعت میں طاعت حق ہے جو آپ پر ایمان لایا مقبول دارین ہو جو جسے آب کی نبوت رشتہ کی تصدیق سے انکار کیا یا کوئی شہدہ و سوسل میں پیدا ہوا وہ دونوں جہانوں میں دلیل رسوا ہوا۔

خلاف پیغمبر کے رہ گزید	کہ ہرگز مبتذل نخواہد رسید
اَلِیَّ حَبِیْبٌ عَرَبِیٌّ مَدَنِیٌّ قُرَشِیٌّ	کہ بود در دوش مایہ شادی و خوشی
جامی اربابے فاجزہ نقش نروند	سر بیادت جوازیں راہ قدم باز کشی

اتنی اس عاصی کو اپنے رسول مقبول کی محبت عطا کر اور اسکی متابعت کی توفیق دے کہ وسیلہ نجات دارین ہو

برائے من شفیع محشر بن کن	در خاکم کنی خاک درش کن
حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا	غفر اللہ لہ خیر الورے صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
وہ مالک ہر دوسرے اپنے شان میں جیسا کہا	اِنَّا فَتَحْنَا وَ اَنْصَحٰی صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
وہ خسرو عالیٰ نسب کسی فقیر جیسے سب	تیرے آستان پر چہ سارے صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
تخت و سکا جب عرف ہوا عرش پر برحق	توسیع کا رتبہ لما صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
ما زید اے کمال بے آئے حقایق نظم	پردہ دولی کا اوٹہ گیا صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
منزل او سکی وہ دھوا بیسیں و طہ یا نگاہ +	لو لاکتھ فرق تہا صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
یاں وہ شہزادہ ہیں ہے حمتہ للعالمین	شافع ہی ہے زوجہ صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
ذرات و سکے نور سے تابان ہوئے تابو سے	شمس الضحیٰ بکد الدنیا صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
سٹھا تھا اسکا انقض عیسیٰ تھا اسکا بحیث کہ	وہو العجیب العجیب صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
ہجران میں بل چپہ پادشاہ دیار ازرا	جنت کا پل اسکو دیار صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا
جن ملک شمس و قمر و پری انش و بشر	کرتے ہیں ہر دم یہ صد صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا

اسلام علیٰ کتبہ کا قافہ پڑھنا ایک قافہ ہر دم یہ صد صَلَّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا

منقبت صحابہ کرام و عمرت عظام رضی اللہ عنہم

واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قطب الایمان و قطب کونین و خاصہ ہے کہ اس کے دو عالم ہیں پہلا
ایک عالم ظاہری دوسرا عالم باطنی عالم ظاہری کے ساتھ ظاہری عالم کی تدبیر کرتا ہے مثلاً نظام منہ
فصل خصوصیات سیاست تدبیر منزل نظام وسائل کسب معاش اپنے تئیں اور نیز اپنے گردہ کو جو اس سے
وابستہ و متوسل ہو شرعاً اسے محفوظ رکھنا اور ایسے ہی دار و درو جو حسن معاشرت و اہتمام مہمات نبوی
تعلق رکھتے ہیں ان کا نظام کرتا ہے اور عالم باطنی کے ساتھ عالم باطنی کی تربیت کرتا ہے جو لوگ علم باطن
سے بے خبر ہوتے ہیں ان کو خبردار کرتا ہے اور انکو تعلیم کے اندر لے کر آتا ہے تاکہ ان کی روشنی دکھائی
دے ایسا اندرون کو طریقت کی طرف ہدایت کرتا ہے کیونکہ محض ایمان جس سے مراد شریعت ہے حقیقت
اور اصل ہے اس لئے کہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں اور طریقت کے فعال میں اور نظام
کے قول میں عمل کو پورے تہ نہیں رکھتا اور محض ایمان اور قول سے آئینہ دل ننگار چہات سے مصطفیٰ نہیں ہوتا
پہلا نظام سے بڑھ کر تمام حقیقت و عینیت میں و کھولے جاتا ہے حسین سریر بانی و انوار یزدانی
کا بلا واسطہ و حجاب شاہد ہونے لگتا ہے یہی تربیت ہے جو قطب کے باطنی عالم سے مریدوں کو حاصل ہوتی
ہے حضرت شیخ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ قطب الارشاد جامع کمالات فروہ ہوتا ہے یعنی جو کمالات
ہر ایک فرد بشر میں پائے جاتے ہیں اور جنکی تصدیق شریعت کرتی ہے وہ ایک سکی ذات میں موجود ہوتی
ہیں اور یہ قطب بنائیت عزیز الوجود ہوتا ہے کہ یہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ یہ کسی قرون کے بعد وجود میں آتا
ہے اور عالم ظلمانی اس کے ظہور کے نور سے سنور ہو جاتا ہے اس کے ارشاد کا نور تمام عالم پر شعل ہوتا
ہے جس شخص کو شدا ایمان نور ہدایت حاصل ہوتا ہے اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے بدون اس کے
توسط کے کسی کو یہ دولت میر نہیں ہو سکتی اسکی ہر بیت کا نور مثل سمندر کی تمام عالم پر محیط ہے اور
سمندر گویا منجھڑ ہے کہ اوس میں کوئی حرکت نہیں جو شخص اخلاص قلبی کے ساتھ اس قطب کی طرف متوجہ
ہوتا ہے یا خود قطب کسی شخص کی جانب متوجہ کرتا ہے تو توجہ کے وقت اس سمندر سے ایک نزل کس جلا
ہے اور مزید بقدر توجہ و اخلاص اس سے سیراب ہوتا ہے کہ یہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک شخص فرشتہ میں
مشغول ہے اور قطب کی جانب اس کو صلا توجہ نہیں اور اسکی ہر توجہ اسوجہ سے نہیں کہ وہ قطب کے
کمالات سے انکار کرتا ہے بلکہ اس جہت سے کہ وہ اسے جانتا ہے نہیں اس حالت میں ہی شخص فرشتہ کو

قطب سے ضرور فائدہ حاصل ہوتا ہے لیکن توجہ کی صورت میں یہ فائدہ جلد اور بیشتر حاصل ہوتا ہے اور عدم توجہ اور بے خبری کی صورت میں دیر کر کے اور کمتر حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص قطب کا نگر ہوتا ہے یا قطب غم کسی سے کشیدہ خاطر ہوتا ہے ہر چند ذکر ذکر میں مشغول ہو ہدایت سے محروم رہتا ہے اگرچہ قطب نے رکاوٹ نہ کرے اور یہ بھی چاہتا ہو کہ وہ ہدایت سے محروم رہے۔ کہی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک شخص قطب کے ساتھ خلاص و محبت کرتا ہے مگر وہ اس کی جانب توجہ نہیں کرتا اور ذکر اتنی میں مشغول ہے باوجود اسکے نور شد و بہایت و سکوا حاصل ہو جاتا ہے۔ قطب ایک شاہ کے سوا ایک قطب ہے جسکو قطب الاول کہتے ہیں اور یہ واسطہ بقایا عالم ہے دفع ملیات و حوادث اور حصول صحت عافیت فاجون کا پیدا کرنا پانی بر سر شاخ و غیر امور جو موجب بقایا سلسلہ عالم ہیں و سکے دامن فیض کے ساتھ منوط و مربوط ہیں قطب الاول ہمیشہ اپنے کام میں مشغول رہتا ہے اگر ایک چلا باسے تو دوسرا اس کی جگہ قائم ہو جاتا ہے یہ لازم نہیں کہ قطب ارشادی بھی ہر وقت موجود ہو اگر کسی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زمانہ ایمان و ہدایت سے بالکل خالی ہو جاتا ہے۔ قطب ارشادی میں سے جو شخص فدا کمال و گاہ حضرت خاتم المرسل کے قدم رفیع اور تابعت میں اسخ و دم ہو گا اور اس کا کمال سوا کمال سوا علیہ وسلم کے کمال کے مطابق ہو گا ان دونوں کمالات میں فرق یہ ہو گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اصل ہے اور قطب کا کمال تابع ہے حضرت سوا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ میں قطب الارشاد تھے اور قطب الاول بدل و منت او ایس قرنی تھے انتہی کلامہ الحاصل اس مضبوط خلاصہ ہے کہ قطب کا باطن جو عالم باطن کا مدبر ہے عقل اول کی قسم میں سے ہے اور قطب کا ظاہر جو عالم ظاہر کا مدبر ہے اس کی صورت نوعی اور نسبت موجودہ شخصی ہے۔ جبکہ یہ مشہد عالم شہادت میں موجود ہے اور ظاہری کہتوں سے دکھائی دے رہی ہے اپنے کام یعنی تربیت تدریس عالم ظاہر میں مصروف و مشغول ہے اور جب وہ غفایں مخفی و محجب ہو جاتا ہے اور بظاہر کالبد خالی فنا پذیر ہو جاتا ہے تو اذکار و کلام میں سے کوئی فرد کمال و سکنا نائے بنکر اس کام میں اشتغال اختیار کرتا ہے اور اس کا قائم مقام ہوتا ہے اور دونوں کے مرتبہ میں فرق صریح وہی ہوتا ہے جو نایب و مغوب یا خلیفہ و متخلف میں ہوا کرتا ہے۔ متخلف انبیاء میں اور خلیفہ اولیٰ تابعین و صحابین میں جس طرح نبی کے سابقین کے خلفائے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے خلفاء میں بعض انہیں سے گزر چکے ہیں اور بعض نے ولس ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا

اور یہی خلفا میں جو حقیقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد طبعین و عترت طاہرین ہیں درجہ
سے آپ کے فرزندان بزرگوار ہیں کہ آپ کے علم و مصرت کے جامع ہیں یہاں کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے
الْعُلَمَاءُ وَرِثَةُ الْأَنْبِيَاءِ علماء انبیاء کے وارث ہیں نیز فرمایا علماء اہل بیت علیہم السلام بنی اسرائیل
میں یہی عترت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں نیز فرمایا اصحابی کا لٹھچوہا یا ہم اہل بیت لٹیم
اھل بیت لٹیم میرے سب اصحاب مثل ارواح کی ہیں ان میں سے جسکی تمہر پیری کرو گے ہر ایت پاؤ گے۔
چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفا کامل و اکمل تھے ہوجہ امت کو کسی پیغمبر کے وجود کی حاجت نہ تھی۔
ہر ایک نامہ میں ایک یا زیادہ قطبے جو رہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں شاد و دل
و تربت خلق میں نمودار ہیں ان میں سے ہر وہ کہ غوث یا قطب کہتے ہیں ان خطاب کی تربت ہی ایسی ہے کہ
ہے جیسی کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی اور وہی فیض ان تک جاری ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بناں خود موجود اور رہتے ہیں میں مصروف ہیں غایت رسالت میں جو حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و سلم کا فیض باطنی ہمیشہ جاری رہیگا اور اقامت قائم نہ قطع نہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عترت
طبعین و اولاد طاہرین کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو مشکوٰۃ میں ہے کہ عن شریح بن عبد قیس قال قال امیر المؤمنین
علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا ینکحکم ابداً الا بکونوا
بالشام و ہم اکثر بکون رجل کل صات رجل ابداً لا ینکحہم الا بکونوا بالشام
و یخصر یعرف علی الا کل ام و یصرف عن اهل الشام و العذاب شریح بن عبد قیس مدنی ہے کہ فرمایا
امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے کہ سنا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ ابداً شام میں
ہونگے اور وہ چالیس تن ہیں جب ان میں سے کوئی ایک مرجانا ہے تو دوسرا دلی جگہ فرمایا ہو جاتا ہے
پانی برتنے کی درخواست کی جاتی ہے ہمنوں کے ساتھ جنگ کے لئے کے وقت اسے نصرت طلب کی جاتی
ہے انکے طفیل اہل شام سے عذاب نفع ہوگا۔ نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قوم میں ہوتا
تھے مثل ناب کی شیفق و مہربان ہوں میں کل ہوں تم میرے اجزا ہو۔ کل جیعو کی پرورش کرتے رہو
کوئی جزو کل سے منقطع ہو جائے تو بیکار ہو جاتا ہے طرح طرح سے کوئی عضو قطع ہو کر مردار ہو جاتا ہے
جیسا کہ تم کل میں شامل ہو گے زندگی سے بے بہرہ ہو گے میں تمہیں آزادی لوگوں کا اسیر نہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ من کنت مولیٰ فعلی مولیٰ جو شخص مجھے

اپنا دوست اور مولیٰ سمجھتا ہے چاہئے کہ علی مرتضیٰ کو اپنی پناہ و دست درمواں سمجھے۔ مولیٰ وہ ہے جو غلامی کی قید سے آزادی دلوائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ان کی ہستی کی قید سے آزاد کر کے ہستی مطلق کے ساتھ زندہ جاوید کرتے ہیں پس مومنوں کے واسطے یہ اعلیٰ درجہ کی نجات ہے اور انکو خوش ہونا چاہئے اور آپ کی تعلیم و تربیت کا شکر ادا کرنا چاہئے جس طرح بنو اور باغ و بہار کا ہر ایک گل و بوٹا زبان حال سے ایر بہاری اور موسم بہار کی تربیت کا شکر ادا کرتا ہے۔ **مثنوی**

صد ہزاران آفرین بر جانِ آفر دان خلیفہ زادگانِ مقبلش	بر قدم و دو و دستہ زندانِ اد زادہ اندازِ عنصر جانِ دلش
گر ز بقعد او دہرے پاؤں سے نہ شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل	بے مزاج آب گل نسل سے نہ ختم مل ہم جا کہ جو شد ہم گل
گر ز مغرب یزدند خورشید سر	عین خورشید ستیا چرخ سے دگر

ہر چند اولیاء اللہ خواہ کسی تہ کے اور کسی ملک کے ہونے والے ہوں خواہ انہوں نے دیدہ و ظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا نہیں آنحضرت کے یکساں خیال و اجزا ہیں نہ آپ کی روحانیت و ہدایت افکی تربیت پرورش میں مصروف ہے مگر جارا میں سے رہے میں بہت افضل ہیں کیونکہ انکی فضیلت پر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے کئی کئی دفعہ شہادت وافر مائی ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَاحِدٌ عِنْدَكَ يَدُ إِلَّا وَكَدَّ كَأَنَّهُ مَآخِلُ أَبِي بَكْرٍ فَإِنَّ لَهُ عِنْدَكَ يَدٌ يَكْفِيكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا نَفَعُوْا مَالًا لِحَدِّ قَطْمٍ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ ابُو بَكْرٍ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ کسی نے ہم پر احسان نہیں کیا مگر ہم نے اسکا پورا بدلہ دیدیا سو ابو بکر کے کہ اسکا احسان ہم پر ایسا ہے کہ ہم اسکا بدلہ نہیں دے سکتے اللہ ہی اسکا بدلہ دے گا قیامت کے دن مجھے کسی شخص کے مال سے ہمدرد نہیں دیا جس قدر کہ ابوبکر کے مال سے نفع دیا وعن عقبہ ابن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ خَيْرَ الْخَطَّابِ عَقِبَةُ بْنُ حَامِرٍ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ ضرور عمر بن الخطاب سے ہی بہتر ہوتا۔ قَالَ مَا أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعِيَّةَ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَأَبْغَى

[illegible]

سردختی کے وقف اسرار چارہین	اسرار حق کے وقف و شہاد چارہین
مسند نشین احمد مختار چارہین	حامی دین و قاتل کفار چارہین
چار دن غذا کے خاص محمد کے یاہین	
حق ہے یہی خلیفہ حق چسار یارہین	

مختبیر سبزی پختی تا جدا ہوتے	چارون یہ اوکے خاصہ ہم باپڑا
صدیق یار غار عمر درہ دار تے	عثمان غنی قار علی شہسوار تے
	چارون خدا کے خاص محمد کا ہوتے
	حق ہے یہی خلیفہ حق چار یار تے

اگر یہ حکم حدیث شریف جے لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت سے کامیاب مستفید ہوئے ہیں
 ورنہ ان و عنترت رسول کریم ہیں لیکن جن اصحاب کے خون میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون شامل ہے وہ حکم
 کائنات کجی و ملامت دہی عین ذات رسول کریم ہے اور وہ جمیع فرزندان نبی سے افضل و اعلیٰ ہیں پس
 سبطین نبی حضرت امام حسن مجتبیٰ و حضرت امام حسین شہید کربلا و جمیع ائمہ ہدیٰ افضل و اعلیٰ ہیں رضوان اللہ علیہم

اللہ حق نبی فاطمہ	کہ بر قول ایسا کنی خاتمہ
اگر دعوت تم رد کنی در تبیل	من دست داناں آل رسول

مرتبہ شریعت و طریقت و حقیقت

مراتب سلوک میں سے مرتبہ پہلا مرتبہ شریعت ہے سالک کو لازم ہے کہ پہلے شرائط شریعت پر موقوف
 کرے اور محافقت شریعت میں جہد و جدیلین عمل میں لائے جب اس باب میں جیالوس کو کشش کرے گا اور
 غم اور اوکی بہت ہی بلند ہوگی تو ادائی حقوق شریعت کی برکت اور علیٰ امتی کی شہ سے اس کو طریقت کی
 روشنی نظر آنے لگے گی اور جب طریقت کے حقوق بخوبی ادا کرے گا تو اس کی برکت سے حق تعالیٰ اس کے دل سے
 پردے اوٹھا دیگا اور کاشفات حقیقت و پیرنگش ہو گئے شریعت معاملات کی حفاظت و نگہداشت
 کا نام ہے اور خصایل ذمبیہ دل کو پاک کرنے کا نام طریقت ہے مثلاً اگر پڑے کو ظاہری نجاست پاک کرنا
 شریعت ہے اور دل کو مدت بشریت صاف کرنا طریقت ہے نماز میں قبلہ کی جانب منہ کرنا شریعت ہے
 اور خدا کی راہ میں دل کو متوجہ کرنا طریقت ہے انبیاء علیہم السلام سب سے پہلے ہر ایک شریعت کی تعمین کرتے
 ہیں تا کہ وہ اپنی وصیت کے موافق اسکے اسرار کی تحقیق کریں اور خود طریقت کے رتبہ پر چلتے ہیں کیونکہ وہ
 ذات خود شریعت کے سراج و مرآے کے رکھے ہوئے ہیں و بنا و تکمال طریقت حقیقت کی ضرورت باقی رہتی
 ہے۔ بہرہ امت میں سے جو شخص حق تعالیٰ کہتا ہے اور اس کی طبیعت بلند بردار ہوئی ہے اور تقابلی کے

آگاشیا کا شایق ہوتا ہے وہ طریقت کا رستہ اختیار کرتا ہے تاکہ گردہ عوام سے کھل کر زمرہ خواص میں شامل ہو
جسے معلوم ہو گیا کہ مراتب ہر ایک کے تین میں شریعت طریقت و حقیقت تو بہر ہی جانا چاہیے کہ انسان میں
ہی تین چیزیں سمیع ہیں قلبی روح انسانی یا نفس نامیہ اور شرعیہ روح حیوانی و نفس نامیہ کے درمیان
ایک لطیفہ اسطی ہے اور سکا کام نگہداشت شریعت ہے اور روح کا کام حفاظت طریقت ہے اور شرع جو عالم
و خفیا کا ایک عجیب و غریب لطیفہ ہے اور روح کی مانند اسکی حقیقت ہی کو نہیں جانتا چھتے کے غور
اور غیب کے اسرار کشف ہوتے ہیں ان شائدات کی کیفیت ہی سوا اس شخص کے کوئی نہیں جانتا چھتے کے
ہوتے ہیں کیونکہ یہ بیان میں نہیں آسکتے اور اشارات ہی انکے ادا کرنے سے قاصد میں جس شخص کو آرزو ہو کہ
ہر طریقت و غور میں حقیقت اور پیر کشف ہوں تو اسکو لازم ہے کہ شریعت کی پاسبانی کرے اور ادا و
نوی شریعی بجالائے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشریعۃ احوالی و الطریقۃ
انعمالی و الحقیقۃ احوالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت
میرے افعال میں اور حقیقت میرے احوال ہیں شریعت ہی ان دونوں مقامات کا زینہ ہے ہر مطالبہ شریعی میں

خیال ستائیکہ ہے شرع و طریقت	کثایت میں اور حقیقت
طریقت ہے شریعت نیت حاصل	حقیقت ہے طریقت نیت حاصل
بیکدیگر تعلق ہر شے دار	کسی شان نفسیہ کردن نیاد
اگر تو در شریعت کامل آئی	طریقت ضرورت شامل آئی
تمام آئی اگر اندر طریقت	عیان کرد و بتو نور حقیقت
طریقت ہے شریعت استناید	حقیقت ہے طریقت کی شایہ
شریعت در ساز و روزہ بولون	طریقت در جسا و اندر فسون
حقیقت رو در دلدار کردن	نظر اندر حصال بار کردن

علیم زبان علم شریعت ہے اور علم دل علم طریقت ہے انسان کا کمال انہی دونوں اصول پر موقوف ہے اگر
ان دونوں میں سے کسی ایک میں غفلت آجائے گا تو کمال ناقص ہے ایسا اور انسان کا قدم دین کے رستہ میں
جادہ اتھامت بر قائم نہ ہے گا کیونکہ ظاہر شریعت کی ہر بات ہے کہ اسباب کی مراعات کر د اور حقیقت کا
ارشاد ہے کہ اسباب سے قطع نظر کر کے سبب الی اسباب پر نظر کہ حقیقت بغیر شریعت کے ضایع ہے بلکہ

سلوک میں سالک کی اپن ہے اور شریعت غیر حقیقت کے بیکار و مہمل ہے تینہ دل سے جبل کا غلبہ
 و درویشی کی سستی ہونے کا حق اور انہو متزل و صول پر پوچھا محال ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ باوجود
 حقیقت کے شریعت فضول ہے وہ محمد بن النکاتول ہرگز اعتبار کے قابل نہیں شیخ ابو بکر بن سعود کا شاہی
 اپنے عقاید میں فرماتے ہیں کہ اَلْمُؤْمِنُ قَرِيبٌ مِّنَ عِلَادَةِ رَجُلَةٍ وَارْتَفَعَ مَنْزِلُهُ وَصَارَ مِنْ جَمَلَةِ اَوْلِيَاءِ
 اللّٰهِ لَا يَسْقُطُ عَنْهُ الْعِبَادَاتُ الْمَقْرُوضَةُ وَالْفَرَانِ مِنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّوْمِ
 وَغَيْرِهِمْ مَن رَّعَمَ اَنْ مِّنْ صَارَ وُلِيًّا وَوَصَلَ اِلَى الْحَقِيقَةِ سَقَطَتْ عَنْهُ الشَّرْعِيَّةُ
 فَهُوَ مُطَاعٌ كَمَا يَسْقُطُ الْعِبَادَةُ عَنِ الْاَنْبِيَاءِ كَيْفَ يَسْقُطُ عَنِ الْاَوْلِيَاءِ وَالنَّبِيِّ الْوَحْدِ
 الْفَضْلُ مِنْ جَمِيعِ الْاَوْلِيَاءِ لَوْنٍ وَجُوبِ الْعِبَادَةِ بِحَقِّ الْعِبُودِيَّةِ وَحَقِّ شُكْرِ النِّسْبَةِ
 وَتَوَلَّى بِالْوَلَايَةِ لَمْ يَخْرُجْ عَنْ حِلِّ الْعِبُودِيَّةِ وَلَا عَنْ كَوْنِهِ مُسْتَعْمِلًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ صَحَّ
 اَنْ رَّسُولُنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَتَّى تَوَرَّعَ فَاَدَامَاهُ تَقَبَّلَ لَهُ اَلَا يَقْفِرُ لَكَ
 اللّٰهُ مَا لَقَدْ كَمَ مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَتُوْنُ عَبْدًا شَكُوْنُ رَّ مَوْنِ الْاَرَجَلِيَا
 حالی درجہ اولیٰ بند یا نگاہ ہو اور اولیاء الدین جی غل ہو چکے ہرگز اس سے ساقط نہیں ہو سکتیں یہ
 عبادتیں جو قرآن شریف میں فرض کر دی ہیں جیسے کہ نماز زکوٰۃ روزہ وغیرہ اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے
 کہ جہاد ولایت کا رتبہ حاصل ہو گیا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ شریعت کی پابندی سے آزاد ہو گیا
 وہ محدثہ انبیاء سے عبادت ساقط نہیں ہوئی تو اولیاء کی کیا حیثیت ہے حالانکہ انبیاء کا ہر درجہ ہے کہ
 صرف ایک سببی تمام اولیاء کے اولین و آخرین میں ہے افضل و اعلیٰ ہے۔ اور عبادت تو اس لیے واجب ہے کہ
 کہ حق پرودیت بندہ کی طرف سے اور حق شکر نعمت منعم علیہ کی طرف سے ادا ہو اور ظاہر ہے کہ ولی الہی
 ولایت کے سبب سے دیت کی حد سے خارج نہیں ہو گیا اور نہ وہ منعم علیہ ہونے کی حد سے نکل گیا ہے
 جب تک کہ وہ دیت نعمت باقی ہے عبادت بھی باقی ہے۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ فضل الانبیاء محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم پر ان کے خلائم میں کہ جسے نہ کہنے کے دونوں قانون متورم ہو گئے تھے کسی نے پوچھا یا رسول
 اللہ کیا یہ کریمہ ہیضہ ہے اَللّٰهُ مَا لَقَدْ كَمَ مِنْ ذُنُوبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَخَدَّعَ اللّٰهُ تَبَرُّعًا لِّجَنَّةِ
 کا ہر درجہ میں ہے ہر تو کیوں ان بعد شرف و ثناء ہے آپ نے فرمایا کیا میں نے تین عہد شکر ثابت کر دیں
 شکر میں ان کے صیغہ ہے جس کے معنی میں ہے وجہ کا شکر گزار حضرت مول کریم کی یہ عبادت جس سے

قد م بارک متورم ہو گئے تھے ناخاتہی نہ فریضہ یا جو مفیکہ پختہ انبیین تھے اور پر عبادت میں ایسے شغول و
 مشغول نہ تھے تو دوسروں کی کیا حقیقت کہ وہ فریضہ کو ہی نہیں دینی خیال کریں کسی نے ایک بزرگ سے
 پوچھا کہ آیا حقیقت میں شریعت و نون ایک ہی چیز ہیں یا ایک دوسرے سے مخایر ہیں جواب ہاں بلکہ بعض ائمہ
 ایسا ہی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ حقیقت لوحید کا نام ہے اور شریعت احکام ظاہری کو کہتے ہیں اور حقیقت
 انسان کی موت کے بعد بھی رفع نہیں ہوتی اور شریعت موت کے بعد رفع ہو جاتی ہے اور سالہ فرشتہ میں
 الشَّرِيعَةُ الْتَرَامُ الْعُبُودِيَّةُ وَالْحَقِيقَةُ مُشَاهِدَةُ الرَّبِّ بَوَيْتِهِ وَكُلُّ شَرِيعَةٍ غَيْرُ مَوْكِدَةٍ
 بِالْحَقِيقَةِ فَهِيَ غَيْرُ مَحْضُولَةٍ كُلُّ حَقِيقَةٍ غَيْرُ مَقْلَدَةٍ بِالشَّرِيعَةِ فَذَلِكَ مَقْبُولٌ وَالشَّرِيعَةُ
 أَنْ تَعْبُدَ وَالْحَقِيقَةُ أَنْ تَشْهَدَ وَالشَّرِيعَةُ قِيَامُ بِمَا أَمَرَ وَالْحَقِيقَةُ شُهُودُ بِمَا قَضَى وَ
 ظِلُّهُ وَخَفِيُّهِ وَأَظْهَرُ شَرِيعَةٍ يَمْنَعُ مِنْهَا مَشْرِعٌ وَأَوْجَدَ شَرِيعَةً يَمْنَعُ مِنْهَا مَشْرِعٌ
 کہ ہر وقت بویک مشاہدہ میں ہے جو شریعت میں ہوگی کہ حقیقت اس کی تلمیذہ کرتی ہو سدا کہ اس سے
 بچہ حاصل نہیں ہو سکتا اور حقیقت ایسی ہوگی کہ وہ میں پابندی شریعت نہ تو توفیق مقبل ہے شریعت
 یہ ہے کہ ان دیکھے خدا کی عبادت کرو اور حقیقت یہ ہے کہ اس کو دیکھو شریعت یہ ہے کہ جب حاکم شریعہ
 السلام کی معرفت ٹکڑے ٹکڑے ہیں ان کو بجا لاؤ اور حقیقت یہ ہے کہ قضا و قدر اور خفی و ظاہر کے اسرار کو دیکھو
 کرو یا علی دقاق ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ فی قولہ تعالیٰ اِنَّكَ تَعْبُدُ حِفْظُ الشَّرِيعَةِ وَابْنُكَ تَشْتَعِلُ
 اَوْفَرُ اَيُّ الْحَقِيقَةِ يَعْنِي اَيُّ نَعْبِدُ مَعْرُودُ نَامِدِ شَرِيعَتِهَا بِاسَانِي شَرِيعَتِهَا اور ایک نستین سے مراد حقیقت
 اقرار کرنا ہے اور وہ بدولت استغانت باری ہر نامہ کے درست نہیں ہو سکتی شاہ مجاہد لہا ہر پوری غلطی
 شاہ عبد الرسول کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ صدیق وہ ہے جو بال برابر ہو مولیٰ مد علیہ وسلم
 کی متابعت سے مختلف کرے جو شخص متابعت میں بڑا ہوا ہو گا وہی یادہ عالی رتبہ ہو گا سالک ہر چند عبادت
 زہد و تقویٰ اختیار کرے جتنا کہ اپنی تہی کو دور کرے وہ مل نہ انبیین ہو سکتا اور عبادت کی لذت ہی مجرم
 ہے عبادت شریعت کا علم ہی اس کو حاصل نہیں ہو سکتا جو شخص حقیقت کے رتبہ کو پہنچ جائیگا اس کو یقینی طور
 پر معلوم ہو جائیگا کہ شریعت میں حقیقت ہے مگر یہ فرق قیل و قال سے نہیں کہتی بلکہ کشف سے معلوم ہوتی
 ہے اور کشف حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ فضل الہی شامل حال نہ ہو اور علامت کشف کی یہ ہے کہ سالک آپ
 لمحہ ہی باخیت عبادت و مجاہدہ سے خالی نہیں ہو سکتا اور بال برابر ہی شریعت سے نجاؤ نہیں کر سکتا۔

او کی تمام عمر بات و دعوت و تبلیغ سنت نبوی میں گزار جاتی ہے جو سال کا دعویٰ معرفت الہی کرے اور
 مذکورہ اوصاف سے بہرہ ور مدعی کذاب ہے جس شخص کو معرفت بیشتر ہوگی اور سکا عجز و نیاز بیشتر ہوگا
 دیکھیے سرور انبیاء علیہ السلام و النبا کو جان و کمال میں وہ تہہ حاصل تھا جو کسی ملک قریب نبی مرسل کو حاصل نہیں
 ہو سکا۔ نصف اسکے اداسی فریضہ کے بعد اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مَا عَمَلْنَاكَ خَوَّعَ عَبْدًا لَكَ وَمَا
 عَرَفْنَاكَ خَوَّعَ مَعْرُوفًا بیشک کوئی شخص کتہہ ایزد چون کو بطریق کمال دریافت نہیں کر سکتا اور کوئی
 دینی حقیقت پہچان نہیں سکتا۔ وجہ پہچانا محض طور پر پہچانا نہ بمفصل طور پر۔ خدای تعالیٰ توفیق رفیع فرمے کہ
 کہ تم جادہ شریعت پر مستقیم ہو کہ اس سے برگزیدہ کوئی رتبہ نہیں کہ متابعت حبیب حق میر ہو۔ دوسری جگہ
 لکھتے ہیں کہ عارف ہر شخص سے جو ان پر ہی اتباع شریعت کے اخلاف کرے اور ایسا کوئی امر اور سخت ظلم
 میں نہ آئے جو مرضی خدا اور اسکے رسول کے برخلاف ہو۔ دوستان خدای عز وجل ہر چند مقام سکر
 میں ہوں مگر اوست سے کوئی ایسا فعل صادر نہیں ہوتا جو خدا اور اسکے رسول کی مرضی کے برخلاف ہو
 شیخ محی الدین عربی مدنی از (بعض نے لکھا ہے کہ سال ۷۰۰) سکر بخودی میں ہے اور اس عرصہ میں
 کوئی حرکت سرزد نہ ہوئی جو خلاف شرع ہو ورنہ نماز روزہ و دیگر عبادت میں مشغول ہے مگر انہیں
 خبر نہ تھی یہی حال حضرت معلوی جامی کا تھا کہ سکر کی حالت میں کئی کئی صفحہ نغمات لائس کے لکھ جاتے
 اور نہیں جانتے تھے کہ کیا لکھا ہے اس طرح بخیری کی حالت میں خود بخود جمیع فرائض انکی ذات سے
 ادا ہو جاتے تھے اور وہ بخیرتے ایک وجہ یہ تھی کہ شریعت میں ان لوگوں کو کمال متعلق تھا مگر
 حالت میں جس کچھ خیالات و عادات اُنکے ہوتے ہیں وہی سکر کی حالت میں ظہور میں آتے ہیں اسکی
 مثال یہ ہے کہ ایک شخص کی عادت ہے کہ وہ اپنی کچھ خلقی سے ہمیشہ لوگوں کو گالیاں دیا کرتا ہے یا نقطہ غصہ
 کی حالت میں گالیاں دیتا ہے جبکہ شراب میں مدمست ہوگا تو ضرور اپنی عادت کے موافق گالیاں دے گا
 عادت کے موافق کمانا کھانسی کا پانی پئے گا مگر اسے خبر نہ ہوگی اور یہی وجہ ہے جیسا کہ ہم سابق میں بیان
 کر چکے ہیں کہ عصمت حق اور مذکورہ شریعت کے متخلف نہیں ہوئے دیتی۔ جنید سے کہنے لگا کہ خدا کی عادت
 تین شبانہ روز بہت ہے ایک ایٹ پر کھڑا ہو کر چکر لگا رہا ہے مگر نماز کے وقت نماز بھی پڑھ لیتا ہے جنید
 اوستے پاس گئے اور دیکھا کہ وہ نے الواقع وجد و سکر میں ہے اپنے فرمایا کہ تم اسکی حالت کو مکرر دیکھو
 یہ عصمت الہی حفاظت بانی ہے جو فرائض شرعیہ اسے متخلف نہیں ہونے دیتی اسکا حاصل شریعت

اصطلاح میں اول امور دینی سے مراد ہے جو حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے نبی محبوب کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو
تعمین کیے ہیں اور ان امور میں اقوال و اعمال و احکام تینوں شامل ہیں شریعت کی متابعت کے انتظام اور
معاش و معاد حاصل ہوتا ہے اور اس میں عام و خاص و نون شامل ہیں گوئی کہ یہ منظر فیض رحمانی ہے اور
رحمن رحیم عام ہے اور طریقت اصطلاح میں ایک سیر ہے جو سالکانِ اہل حق کے ساتھ مخصوص ہے اس میں کما
مشرکین قطع کرنی اور کئی مرحلے طے کرنے پڑتے ہیں سخاوت و قرب میں ترقی کرنی جہاں جہاں اعداوت کا
قدیم کی جانب رجوع کرنا ہوتا ہے اور حقیقت ظہور و حدیث کثرت میں اور شہیدیت و دوگانگی کا رفع کرنا اور
اندوے علم و حال یعنی جلیج اور کوئی عینی طور پر وحدت کا علم حاصل ہے اسی طرح اوپر واروہی ہو کہ وہ
یہ صرف انی قیل و قال اور فقط علم ہے حاصل نہیں ہو سکتی ایسے لئے حال شرط ہے بغیر حال کے علم کا
بہم اعتبار نہیں ملکیت تینوں مقام حاصل ہو جاوے اور اوپر وادمت ہستقامت نہو سالک
کمال کے رہے کہ نہیں پہنچ سکتا۔ رسالہ نور وحدت میں ہے کہ شریعت کے مراد ہے چند فعلوں کا ترک کرنا
اور چند فعلوں کا اہتمام کرنا اور انکی تشریح کتب فقہیہ میں موجود ہے اور طریقت سے مراد ہے تہذیب اخلاق
یعنی اوصاف و سیر کو محو کر کے بونکی جگہ اوصاف و سیر کا قائم کرنا اس نہ کو مغرور وطن اور سلوک ہی
کہتے ہیں اسکی تشریح کتب شائخ و صوفیہ میں ہے کی بعض آداب اشغال جو شائخ کرام نے وضع کیے
وہ بھی داخل طریقت میں موجودیت جس سے مراد دوام آگاہی ہے اور کا بیان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
نے رسالہ الطاف القدس میں اعلیٰ کیا ہے کہ برویت و ر قسم ہے ایک جراح سے تعلق کہتی ہے اور وہ
یہ ہے کہ اپنے اوقات کو آؤ کا رتلاؤت اور سکوہ و عمر میں مضبوط کہیں یعنی انہیں سے ہر ایک کے اپنے وقت
معینہ پر ملانا تاہم اگر میں مگر ان اشغال میں جمعیت خاطر و حفظ و دل شرط ہے اور وہ سہری قابض نفس سے
تعلق کہتی ہے اور نفس کو اپنے محبوب کی جانب مشغول کرنا اور اس سے چمٹ جانا اور دل کے ساتھ اسکو
یا د کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں شائخ اختلاف ہے بعض صرف مشغولی الجہن پر اکتفا کرتے ہیں اور شہ ولی
ظاہر کا کچھ اقصا نہیں کہتے کیونکہ کہ جانتے ہیں کہ مشغولی ظاہر ایک عمل مرہم مگر یہ صوفیہ تاخرین کی غلطی
سے خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ نے جو مشغولی ظاہر ہی کو غیر ضروری فرمایا ہے اس کے پیشانی
میں کہ جبکہ مشغالی اور دست خیمہ میں رہے ہوئے ہیں دینی پر اکتفا کر دین نہیں کہ اصل مشغولی ظاہر ہی
سے باز رہنے کی ہے چھپ کی ہے اشغالِ آؤ کا رس ہر ایک ملاحظہ کی جو شائخ تہذیب و شریعت

اوسہر ایکے کر شغل میں ہر ایک مقام کی جو مقامات صدق میں وارد ہو رہایت کنی جائز ہے اور شغل
جوامع و دونوں کی تہذیب و دل عبودیت ظاہری کے محال ہے اور عبودیت ظاہری سے مراد یہی ذکر و شغل ظاہر
ہے جب سالک نام عبودیت اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اور ظاہر و باطن اسکی جائز متوجہ کر دیتا ہے اور کسی وقت
اوس سے خالی نہیں رہتا اور یہ صفت اسکے قلب و نفس و عقل میں مل جاتی ہے تو اس پر غور کرنے کی کون
ہر وقت حادث ہو جاتی ہے اسوقت اس پر گونا گوں مکاشفات و انواع و اقسام مشاہدات وارد ہوتے
ہوتے ہیں فن سلوک میں یہ کیفیت یعنی التزام دوام عبودیت مع الشریط بمنزلہ مادہ کہ ہے اور یہ
مشاہدات مکاشفات بمنزلہ صورت کہ ہیں جیسے موجود ہوگا تو اوس سے ہر قسم کی صورتیں بنائے جکتے ہیں
مثلاً موجود ہے تو عیسوی صورت چاہیں گے بنا لیں گے بدون التزام دوام عبودیت مشاہدات ہرگز نہ ہوں
میں نہیں آسکتے۔ دوام عبودیت درست ہو جانے پر تنوع و فروغ یعنی شریعت و طریقت و حقیقت کے
رتبہ کے موافق مقامات مشاہدات ظہور میں آئے لکھیں گے اور یہ زمین ہوگا کہ شریعت میں طریقت کے
اور طریقت میں حقیقت کے مقامات وارد ہوں گے لیکن البتہ سالک ایک منزل میں دوسری منزل کے مکاشفات
کے قبول کرنے کے واسطے مستعد آ رہا ہو جائے اور اس میں حکمت یہ کہ ایک منزل میں دوسری منزل کے مکاشفات
کا کم و بیش اثر نہ ہو اور یکایک دوسری منزل میں انتقال کر جائے تو طبیعت برداشت نہیں کر سکتی یہی وجہ ہے
کہ سالک اگر کم تر کثرت مشاہدات جو دفعہ اور یکایک سپرد وارد ہوتے ہیں اور بیشتر سے اسکی قبول
کرنے پر مستعد و آمادہ نہیں ہوتا گہرا کر ایذا سلوک ہی ترک کر دیتا ہے یا مجذوب ہو جاتا ہے اسکی مثال
علم میں بھی موجود ہے انکا قول ہے کہ قباب کی حرکت یا مشرق سے دوسرے مشرق کی طرف تبدیل
ہے اگر دفعہ ہوتی تو تمام نظام عالم جو زینۃ قباب کے ساتھ وابستہ ہے درجہ بہ درجہ ہوتا۔ تاہم داخل نجوم
پر جو تبدیلیج اور باقاعدہ ہوتا ہے جبکہ نہ پہلے خلاف قاعدہ بیمار یوں کا ظہور ہوتا ہے تو دفعہ گرمی یا سردی بڑھنے
سے بطریق ادلی ہوگا۔ پھر کامل ایک منزل خیر میں دوسری منزل کے انکار و شغل کی بدست کرے تاکہ
مرید میں اسکا اثر قبول کرنے کی استعداد و قابلیت پیدا ہو جاوے۔ الغرض مقام صدق اوس شخص کو
میسر ہوتا ہے جسکا قلب اصل فطرت میں جو ارج و اجتماع پر غالب تھا ہر مرد و تینہ جوامع و اعضا اسکی عادت
میں داخل ہو گیا یعنی جلیج عادت سے اختیار و ارادہ ظہور میں آتی ہے اسکی جوامع و اعضا بغیر کسی توجہ
ارادہ کے ہر وقت اسکے مغلوب فرمانبردار ہیں جو شخص اصل فطرت میں ناقص ہوگا اگرچہ ایک قدم صوفیہ

کی محبت اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے اور دل سے جا ہوتا ہے کہ وہ نئی کے طریق پر چلے گا لیکن علق
 اوضاع ظاہری مثلاً آداب کلام در کثرت یا صفت و خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا وغیرہ غنیانہیں کیا جاتا
 لینا چاہیے کہ یہ مقام صدق سے مایوس ہے اور ایک شخص ہے کہ اس گروہ کی محبت ہی اس کے دل میں
 اور اس کے سے اوضاع و اخلاق ہی رکنا ہے مگر جو مصائب کثرت بیات کے وقت انکا دامن ہتھ
 چوڑ دیتا ہے اور جوع فرج کرنے لگتا ہے سخت کھ لیاں مقام صبر اور اس کے حقوق کے ایفا میں معیہ
 سمجھنا چاہئے اور جان لینا چاہئے کہ یہ ہی مقام صدق کے لائق نہیں دوام عبودیت نہ لے لے لے لے
 اس کے شاخ پتے میل ہوں مقامات و مشاہدات امکان زمین فطرت کی ہستیا پرست ہے اگر لے لے
 اچھی ہے تو اچھا پل دے کی اور ناقص ہے تو ناقص رہے اسی طرف اشارہ ہے اگر دوام عبودیت حاصل ہو جاوے اور مشاہدات
 خوارق عادات میرہنوں کو کچھ مضائقہ نہیں اسدو اسے شیخ بایزید بسطامی نے اس شخص کو سلطان
 الذکر میں کج خطاب کیا جس نے مقام عبودیت کی مشق تو ہم پہنچا لی تھی مگر نایش خوارق کچھ نہ تھے پس علم
 مشاہدات خوارق کے مقام دوام عبودیت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا ویر خلاص اس کے اگر مقام
 دوام عبودیت حاصل نہ ہو اور مشاہدات خوارق موجود ہوں تو اس کے کچھ فائدہ نہ رہتا نہیں ہو جاویا
 نفعات الناس میں ہے کہ جن لوگوں کا ظاہر حکام شریعت کے موافق نہیں اور باطن بھی آداب و عبادت
 سے محروم ہے اگر ان کے ہاتھ سے خوارق عادات نمودار ہوں تو وہ مکروہ اندراج کی قسم میں ہے ہونے
 نہ ولایت کرمت کی جہت سے ایسے خوارق سے سوا کج حالت ضلالت کے کچھ حاصل نہیں

گر بادہ حیا و ایم پیوستی جامت شریعت و حقیقت بادہ	سے دان بقیین کہ رند بالادستی گرجام شکستی بقیین پیوستی
---	--

الحاصل عبودیت خاص مقام محمدی ہے ہر ایک کی غیر قدم نہی ہے جو شخص زیر قدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کو مقام عبودیت حاصل ہوگا۔ بیان مذکور بالا سے ثابت ہو گیا کہ شریعت کے بغیر طریقت لا حاصل ہے اور طریقت کے بغیر شریعت نا تمام ہے محض شریعت سے آئندہ دل نہ لگا جاتا ہے پاک صاف نہیں ہو سکتا مگر بڑے ہی عالی ظرف و بلند درجہ صمد لوگوں کا کام ہے کہ دونوں کیسان التزام کریں بڑے بڑے علماء و زہاد کو اس مقام میں لغزش ہو جاتی ہے دوسرے نہیں

دکھنی جام شریعت کنی سدا عشق ہر مومن کے نانا جام سندان بازار
بیان مذکورہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ طریقت و حقیقت پر شریعت مقدم ہے لہذا ہم پہلے چند
سایل شریعت کے بیان کرتے ہیں جن بعد طریقت و حقیقت کے متعلق لکھیں گے

ارکان خمسہ بنیائی اسلام قیام ہے

سنان کے بین ارکان کل رائج یہی مذہب این کام آید جسے نیکو اگر دنیا میں رہے اسے اس میں یاد جو عقیدہ میں انہیں تم ساتھ لیا تمہارے حق میں ہے یہ قول افضل اگر تم ہوئے صاف دل سے قایل تو گامہ قیام دل میں تمہارے سارے صدق پرست دین کی بنیاد ہو وہی جانب سے روانہ تو گے جہلم کشت گزین تم نہیں ذلت ہے معراج سلیمان کے اس سے نیاز و راز کی بات رکھو روزہ کے واسطے تم روزہ میں ہو گا صدق قیامت ہے روزہ ایک پویندہ عبادت مہتاب سے پاس کہ جو حج کچھ مال تمہارے دل میں کہ صدق یقین ہے نمائش کو کرو اس میں داخل	کرو اکی تجویزی دل میں تم جانچ سجنا و خمسہ میں دلائل کے تکیو حد و شمع سے ہو گے تم آزاد حضور حق سے کافی بہرہ تم پاؤ کہ ادا ایک ہے احمد ہے مرسل تو دنیا قیامت حق ہوگی حاصل نیکے ہوئے پہر اعمال سارے بنیاد اسکے میں سب اعمال برباد ادامہ کا کہ جب اگر دو گانہ نہ لے رہے انھیں استغین تم کہ پانچون وقت ہو حق کا مہمان سے تسلیم اوس سے اور تحیات کرد لذات اور شہوات کو گم خدا سے پادے تم اسکی اجرت ہے صدیقوں کو خفا ہی میں لذت خدا کا حصہ دیکر ہو خوش حال تو حق کا حصہ کچھ شکل نہیں ہے کہ ہو نیکو فضیلت اسکی حاصل
---	--

اگر دے تمکو اللہ استطاعت	تو کعبہ کی کرو جا کر زیارت
بنو ہمان تم اللہ کے گھر کے	بنو طواف تم اس پاکہ کے
یہی اسلام کے ہیں باجی ارکان	انہی پر ہے مرادین ایمان
اتنی محبوبہ کر رحمت فراوان	غایت کر مجھے تو کامل ایمان
وہ ایمان ہے جو قبول ترا	اوسی پر خاتمہ ہو جائے میرا

اول کلمہ شہادت

شہادت میں کلمہ شہادت ہے کہ زبان سے اقرار کرے کہ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهُ اور دل سے تصدیق کرے کہ خدا ایک ہے اور محمد اس کا خاص بندہ رسول ہے اور ان چند باتوں پر یہی ایمان لائے اور کہے کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ وَ صَلَّیْتُکَ عَلَیْکَ وَ کُنَّیْتُکَ وَ رَزَّیْتُکَ وَ اَلْمَوْءِدَّ بِالْمَوْتِ مِنْ اِیْمَانٍ و اَلْمَوْءِدَّ بِالْمَعْدِ رَحْمَیْرُکَ وَ شَرَّکَ مِنْ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثَ بَعْدَ الْمَوْتِ مِنْ اِیْمَانٍ لایا اور میں نے یقین کر لیا کہ اللہ کا جو دے الواقع ہے اور وہ بیکانہ ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں نے یقین کر لیا کہ اللہ کے فیشتوں کا وجود برحق ہے اور وہ ایک نفس قسیہ میں کہاتے ہیں بیٹے میں نہیں نہ مادہ خدا کا دیوار کوئی ننگی ہے اللہ کے حکم سے ذرہ ہی انحراف نہیں کستے انہیں سے باجہ اسرائیل و یحییٰ اسرافیل عزرائیل سے افضل ہیں اور میں نے یقین کر لیا کہ اوکی کتابیں جو اوسے پیغمبروں پر بھیجنی ہیں حق ہیں زبورہ ہمارے ہیں توہیت جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی زبور جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی انجیل جو عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی (ان تینوں کے احکام اب منسوخ نہیں) اور فرقان جو خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور قیامت تک اس کے احکام جاری رہیں گے۔ اور میں نے یقین کر لیا کہ اس کے کل انبیا جنکی تعداد خدا کو معلوم ہے برحق ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ان سے افضل اور خاتم النبیین اور میں نے یقین کر لیا کہ قیامت ایک دن آتی والی ہے اگر اس کا ٹھکانہ وقت سوائے اللہ کے کسی کو معلوم نہیں اور میں نے یقین کر لیا کہ قضا و قدر برحق ہے اور اس کا نیک و بد اللہ کی طرف سے ہے اگر ادب نہیں سکھاتا کہ شر کو کم اپنی طرف اور خیر کو اوکی طرف منسوب کیا جائے اور میں نے یقین کر لیا کہ موت کے بعد ایک دفعہ جی اوتھا ہے اور ہر موت نہیں اور شر کے بعد نیز ان قایم کی جا بیک نیک و بد اعمال جانچے جائیں گے اعمال نامے ہاتھوں میں دے جائیں گے صراط سے جو تلوار کی دو مار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک

ہوگی بہت گزرا ہو گا جو ایماندار بہت کے اور اعمال خیر رکھتے ہوں گے اس سے گزر کر بہشت میں پہلے جائیگا
 اور اسی بہشت میں گریئے جو زمین میں ہوں گے اور قتل اعمال صالحہ کیے یا عفت و فحش میں جا میں گئے وہ زیادہ
 شفیق اللہ نہیں صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے عذاب سے نجات پائیں گے بہشت میں آمد و زبیر کو بہتر
 موت فرج کی جائیگی اور نہادی فرج اور کیا کہ اب کیکو موت نہیں ہے بہشتی خوش ہوں گے اور انکو ہمیشہ بہشت
 نصیب ہو فی دوزخ و ان خالد بنی الناصب سے رنج دو یا لاہو گویا یہ ہے بھل ایمان حال شریعت کے نزدیک
 اور نجات کے لئے کافی ہے اگر اہل طریقت و حقیقت پہ چند باتیں اور نہاد فرج سے ہیں اور عقائد و کثر
 ہیں کہ خدا ہی تعالیٰ بندہ کے نعلوں کا خالق ہے جیسا کہ اسکی ذات کا خالق ہے شرک و سمیت اس کی تعریف
 ہے مگر خدا ہی تعالیٰ بندہ کے شرک و سمیت سے راضی نہیں ہے یہ سند بت دیتی ہے اسکی تحقق بہت طوالت کی
 مقتضی ہے اگر کوئی موقع ہو تو اسکی توضیح و تشریح کی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا ہی تعالیٰ کے پروردگار
 کوئی حجت پیش نہیں کر سکتا مگر خدا بندہ کے پروردگار کیسے ہے اور اسکی جنت غلبہ ہے کسی اہل قہر پروردگار
 اعمال صالحہ دیکھ کر جنتی ہونے کا حکم نہیں لگا سکتے اور نہ اہل گمراہ پر دوزخی ہونے کا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ کل
 مومن بہشتی ہیں اور کل کافر دوزخی اور عقائد رکھتے ہیں کہ طلب حلال فرج ہے اور زمین حلال سے خالی نہیں کہ نیکو
 خدا حلال کا مطالبہ کر گیا اور اسکا مطالبہ ایسی چیز پر نہیں ہوتا جو ناممکن ہو اور کبھی بظاہر ایمان ایک دوسرے
 پر فضیلت کہتے ہیں کبھی تجارت کرنا صباح ہے اس نیت سے کہ اس سے نیکی کرنے پر قدرت ہو نہ اس نیت
 کہ روز کی سبقت کسے ہے شوابیہ کا فضل یا و یقارب کا مدح رضا و خط او کی دو قسم شفیق ہیں
 جس سے اللہ راضی ہو اور اسکو بہشت میں جگہ دیگا اور جس سے نا ارض ہو اور اسے دوزخ میں فی اسے گا۔ رضا و انقباض
 صبر و بلا شکر و نعماد و حبیب امر و نہی کا بجالانا اور عبادت کرنا ہر اک بندہ پر فرض ہے بیت کے معذور
 مگر جبر الہی سے تمام نفسانی کمزور تیرا و صفائی قلب خاطر خواہ حاصل ہو جائے تو کالیف کی شقت اس سے
 ساقط ہو جاتی ہے مگر وہ جو کالیف کے گراں خاطر نہیں ہوتا اس کے یہ نہی ہیں کہ جب تک انسان میں عقل باقی ہو
 عبادات فریضہ کالیف شرعیہ اس کے ساقط نہیں ہوتے مگر جب کمال کو پہنچ جائے اور مقصود عبادت
 حاصل ہو جائے اور موت تجاہد میں شقت و ٹٹلنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اسکو عبادت ہو تے کہ
 بغفل و فراصل میں ہے جس قدر سہولت لیں اور اگر سے لذائذ و منوی سے جو شروع ہوں خطا و ٹٹاؤ اسے
 دے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا تھا کہ یا ایہا المؤمنین قل قیوم اللیل لا تلبسوا

جناب مولوی نور احمد صاحب غور نقشبندی لکھنؤی اپنے پیچ کنج میں ارشاد فرماتے ہیں

دل ایمان کہیں جسکو وہ کیا ہے سچ جسے نام سے اودھ جائے تکلیف ہے ابراہیم کا بس قسم مشہور کیا فرزند لبسند بچہ تیرا غرض کیا سچم دج اتم نہ موثر	سچ جسے نام توں ہونا فاس ہے بے ایمان نام اسکا ہے تصانیف خدا سے نار گردی جسان پر نور کیا پھر مال سارا بزل ایمان جدہر مد سے اودھ ہی چہرہ دور
---	---

جس امر کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ صوفی صافی کو لازم ہے کہ اپنے ایمان کو حقیقت علیہ سے نکال کر
اوج تحقیق پہنچائے اگر کشف کے رتبہ کو نہ پہنچ سکے تو مقام ہند لال سے ہی گزرنے چاہئے تاکہ ایمان پر حجاب
درستی سے درجہ تہ ہو ورنہ صرف غل سے ملے فائدہ نہیں بقولوں بآق کھنہ مالکس نے فلوں ہم
اپنے منہ سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہیں ایسا ایمان خدا کے نزدیک مقبول نہیں چنانچہ فرمایا

اگر ایمان مسلمان مقبول ہوتا تسا کلمے سے تم سنی نہ ہندے	و کماھم مؤمنین ہر حق کندا کہ میں دیکھے غور سے سب سے
---	--

پہر ذوق شوق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ مومن کا ایمان ایسا ہونا چاہئے کہ اسکو دیکھ کر کفار کو
حسرت پیدا ہو اور یہ حکایت لکھتے ہیں کہ حضرت یزید بطلحامی قدس سرہ الامی کے زمانہ میں ایک گبر تناسی
مسلمان نے اس سے کہا تو اسلام قبول کر دینا و جہی میں تیرا رتبہ بلند ہو گا گبر کے جواب میں کہ اگر ایمان ہند
مراد وہ ایمان ہے جو یزید برکتا ہے تو وہ میری طاقت سے باہر ہے اسکا ایمان جس کے ایمانوں سے برتر ہے
اگر میں عمر بھر کوشش کرتا رہوں بہر ہی اس کے رتبہ کو نہ پہنچ سکوں گا۔ اگر ایمان سے تمہاری مراد وہ ایمان
ہے جو عام مسلمان کہتے ہیں مجھ اوسکی کچھ حاجت نہیں کیونکہ یہ ایمان ایسا ہے کہ اگر کسی کو فی الواقع ایمان
کی جستجو تلاش ہو تو اسکو دیکھ کر اسکا حوصلہ ضرور پست ہو جائیگا۔ اسی طرح تقلیدی ایمان کی مذمت میں
فرماتے ہیں کہ ایک مٹے فلن بنا جو تقلیدی ایمان کے علاوہ توحیدی نہایت کردہ رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے قافلہ
کے ساتھ اسکا گزر کھائے ایک شہر میں ہوا اس نے اذان دینے کا ارادہ کیا مگر اہم یوں نے اس ارادہ سے
روکا کہ گفرستان میں ایسا فعل موجب درد فتنہ عظیم ہو گا مگر وہ باز نہ آیا اور اذان کہہ ہی مسلمانوں کو لائے
پیدا ہوا لگا لگا فرموزن کی تلاش کرتا آیا اور ایک غلط بھی ساتھ لایا لوگوں نے پوچھا کہ کیا جبر ہے

پانچ ہیں جو بظہر قصر قرب عشا۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح پنجوقت نماز فرض ہے اسی طرح نماز کے لئے وضو بھی فرض ہے اور وضو وہ ہے کہ پہلے درون ہاتھ دھوئیں پھر غراہ اور استنشاق کریں اسکے بعد پیشانی سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک و ایکٹان کی لوت سے دوسرے کان کی لوت تک منہ دھوئیں پھر درون ہاتھ کو کہنیوں تک دھوئیں پھر سر کے چوتھے سمت سر کریں اسکے بعد بخون سمیت درون ہاتھ دھوئیں وضو میں ہی ستر و ستیہ کا لحاظ رہنا بہتر ہے اگر مذہب تو غسل فرض ہے اور غسل یہ ہے کہ بعد وضو کے تین مرتبہ تمام جسم پر پانی ماسین۔ یہ ایک وضو کو بخون سمیت پاک کریں وضو اور غسل کے واسطے بقدر کفایت پانی کی ضرورت ہے اگر پانی مہینہ ہو سکے یا پانی سے ضرر پہنچتا ہو تو کوئی اور عمدہ شے بھی ہو تو تیمم کریں اور تیمم یہ ہے کہ خاک پاک پر باکھڑے برائے کسی اور ایسی چیز جس سے کہیں کچھ ایک نفع نہ ہو ہاتھ دھوئیں تاکہ ہاتھ گرد آلود ہو جائیں پھر اوپر ہونٹ کر ایک نفع منہ پر مس کریں اس طرح دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک مس کریں۔ یہ نماز وضو غسل اور تیمم علیٰ اکی مختصر کیفیت ہے اہل تصوف یہ بھی کہتے ہیں در کچھ اس سے زیادہ بھی کرتے ہیں مسح ارض۔ صبر میں مثلاً اوکا قول ہے کہ وضو دو دفعہ کا ہے ایک وضو کی لہری اور دوسرے کہ جزئی لہری لہلا۔ یہی بخون سمیت پاک کریں اس وقت وضو شرعی کہتے ہیں دوسرا وضو قلبی اور دوسرے کہ وضو دل و دل بجاست طہی سے پاک کریں و قلب کی اخلاق سے پاک صاف کریں یہ وضو خواص کا ہے اور سربعی باطن کو ماسویٰ امدت بان کریں یا در پیر بنیاد وضو کا عبارت ہے ان دنوں متون کی تفصیل اس آیت کریمہ سے ملے گی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَارْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ** ظاہری معنی اس آیت کے یہ ہیں اسی یا نہ۔ رگوں سے ہاتھوں کے واسطے طہ سے ہو اور پہلے اپنا منہ دھو و پھر ہاتھ دھو کہنیوں سمیت پھر سر کا مسح کرو پھر باؤں دھو بخون سمیت اہل تصوف کہتے ہیں کہ اسی یا نہ اور جو جب تمام غائبات سے بیدار ہو اور قبلہ حقیقی کی طرف منہ کر کے مجرور بنائے کہ ساتھ نماز میں جو نماز سے لئے سراج ہے کھڑے ہو اور حضرت ملک العلام کے قریب کی آرزو کرو تو پہلے اپنے منہ کو چھوٹا کی جانب منوجہ تمام محوآت و کمالات و خطرات باطن سے توبہ و استغفار کے پانی کے ساتھ دھو تاکہ غیبت قفس و کلمات غفر و ترک خودی و دولی منہ و زناں سے نہ نکلیں اور جو کچھ باطن سے نکلتے ہیں حق ہی ہوا کہ بر خستہ خود بینی کی بوناک میں آوے اور چشم بصیرت دیدہ باطن غیب کے دیکھنے پر قادر ہو اور نادیدنی پر

سے آگے بند کر دو کہ جو کچھ دیکھو حق دیکھو حق دیکھو حق دیکھو اور سب حق دیکھو	
کہ بچپان دل میں بسزوست	ہر چہ بینی بد کہ نظر آوے
پہر دو نور ہا ہوں کو کو فیض کے غلو اور ان کی دلت کی لہرائی تھی وہو می سے بھی دیکھو نا کر دنیا و جہاں لاکھوں سے اندہ آلودہ ہوں دریکہ امتاع و جو دہو و حقیقتی کے کچھ ہاتھ نہ آوے بہرہ کا سر کرنا راہ سے کہ بہرہ و زانہ است اور جو اس باطنیہ دہر سے متعلق ہیں نہیں سوا محبت حق کے کسی شے کی بجا ہر نہاں سے رہتہ نہاں سے باطنی ہستی ہر دم و حقیقتی تھی بقدر کہ تہہ میں تہہ حقیقی حق پر دیان کا تہہ ہو کہ اندر سے مسیح کیسے کہ نہ عینہ کی باقیہن سے اندر چہ بچہ سے حق سے اور حق سے نہ پادین کا سر نہ اور خوف و ہراس سے میں نے پدہ ہوں باہون خوار کیا سے دیکھو نا کر بنائے والی جگہ نجاست اور سوک اہل سے صراطِ حقیقہ سے راہ سے قدم نہ اٹھائے وان کنتم حجتاً بماکانا طھر و ان کرتم حجتاً بربنا کر تہہ جہاں تہہ صاف و نہاں نے گہر لیا ہو تو تو بہ جانی و متغفار دہاں کے باہن سے غسل کرو و باطن معا صحت اور دایہ کو رو بٹائے یعنی اس غرور سے کہ میں بہت اٹھا کے کہ نبو لاہون اور روح و سر کو نہا اعبار سے اور نہاں تہہ ہوی مہی کے ملاحظہ سے پاک کرے اور یہی خود سچی جو تمام نجاستوں کا سر نہا اسی بہ نیر و بد آلودہ خود پاک کرے	
اگر ایسا پانی نہ مل سکے جہاں طہارت کے لائق ہو تو خاک پاک بوتلہ دل و استعقار روحانی سے سیم کرے کہ خاک کے کچل و اماء اقصیت متوا صعداً طیباً اگر تم پانی نہ پاؤ تو چھوڑاڑنے والی یعنی خاک کو جو پاک اسی بایں استاذی و مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب مینوئی قدس سرہ فرماتے ہیں	
ہر اک عضل کے دھونے میں ہر اک تراول یا تہہ کو دنیا سے دہو و بغیر نمونہ اک داکتہ و ہونے مسح سر کے اشارہ ایہ بتایا پکڑ دنیا سے جاب پڑ ہوں پر دھو کر کے پہن کیزہ پوشاک	سنو سچو تہہ امی ہو کے ہتھار نکلے نہ دے ہوں کار و و سوارقت اندے دل دے کہو گناہان والا پانی سر پر آیا بلا کیونکر ہو دے معراج داسر سجن دے گہری پر نہ پر طہار
حین منصرف علاج نے اپنے لئے ہوئے ہاتھ نہ پر پیر نہ اور چہرہ کو خون سے تر کر لیا کسی نے پوچھا	

ایسا کہ ن کیا فرمایا میرے جسم سے خون بہت نکلا ہے میں جانتا ہوں کہ میرا چہرہ زرد ہو گیا ہو گا تم
 سمجھیں ہو گے کہ ذکر کے مارے زرد ہو گیا خون مل لینے سے سرخ، دھڑا آؤ گا مردوں کا گلگرنہ ہی سہ پر خون
 بہتا بازوؤں پر لے پچا یہ کیوں کیا فرمایا نماز کے واسطے دھو کر تارہوں کہا اس وقت نماز کیسے فرمایا کہ
 فِي الْعِشِيِّ لَا يَجِيحُ وَضُوءُهُمْ إِلَّا بِالْغَمِّ بِعِشْقٍ كِي وَكُنْتُمْ فِي بَيْتِ الْكَافِرِ وَضُوءُهُمْ خُلُوعٌ دُرِّتُمْ فِيهِ
 حضرت مولانا جلال الدین دہلوی قدس سرہ رحمۃ اللہ عنہی معنی میں وضو کے باب میں فرماتے ہیں۔

میں نجاست ظاہر از آئینہ رود	و نجاست باطن افزون میشود
بجز آب چشم تو این نیستن آن	چون نجاست بواطن شد عیان
دل نجس غارت دست کا زرا خند	ان نجاست نیست بظاہر درا
ظاہرہ نہ ملوث نیست زین	این نجاست بہت در حلقہ دین

جہر الہامی اور باطنی نجاست ظاہری نجاست بہت بڑھتی ہے اسکی شست نشو و اساسی بہر کا مل کے کوئی نہیں
 رسکا لڑوہ نہ لپائی کے ہے۔ اب یہ غلجیان پیدا ہوتا ہے کہ پانی جو سطر ہے جب کسی چیز کی لمبائی کو دیکھ
 کر دیتا ہے تو استعمال کر خود لید ہو جاتا ہے پس چاہئے کہ شستہ شکرے والا پیر ہی بہت ملکہ طریقی
 ہو جائے ہم کہتے ہیں کہ شکایا ہی ہوتا ہے کہ پیروں کے دراج میں تقاضا ہے جو چوڑے و جبکہ میں پاک ہو جا
 میں باغ ہو جائے درجہ کے میں پاک نہیں ہوتے وہ آئینہ دروہ بادریا کا حکم رکھتے ہیں درجہ کے پیر ناماں
 مو جائے میں ریائے حیرت آتی اور میں پاک کر دیتا ہے جہاں کہ اپنی توجہ میدوں کے ترکیب و تصفیہ
 میں صرف کرتے رہتے ہیں مدت آتی او کی کمورتے ہوتی ہیں اور یہی سلسلہ جاری ہے ہر سلسلے۔ ہر مثال
 کہ آسمان ہے کہ پانی برساتا ہے اور زمین کی اور ہماری پلیدیوں کو صاف کر کے تیرہ ہو جاتا ہے اور آسمان کے
 لایق نہیں رہتا ہے خدا کے حضور میں اسی ناکر کرنا ہے کہ اسی پر دروکار جو سطرہ طہارت تو نے مجھے عطا
 اور ہر شیا صرت دیا اب میری حالت ارقابل جسم ہے کہ میں جو وطارت کا محتاج ہو گیا ہوں اس وقت فرما
 خدا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں آتا ہے اور آفتاباں کے حکم دیتا ہے کہ تو اسکو اوٹلے اور چاری صحت بیک
 نہ ہر ذیل سے تقابلی سکونینج لیتا ہے اور وہی جان پر ہوں تیرہ پاک صاف ہو کر دوسرے جسم میں
 برستے ہیں سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اسی حاصل آیا اسد جاری تیرہ کیونکہ غل میں اور اوکی ہر
 دینا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہوتا ہے۔ اسی کا نام دھرمی طریقت و حقیقت ہو اور یہ تیرہ ہر حال میں

مسئله اول

جب یہ ایک کامل مضمون حاصل ہو جائے تو نماز حقیقی شروع کر سکا دینیہ جو نوکرا ترک کرنا اور سب موقوف ہو کر اپنے رب
 پہنچ کر اپنے نماز تمام تسبیح و سجدہ دست نماز کا ملان ترک ہو دست
 نماز شروع کرنے سے پیشتر یہ نیت کرے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مُبِينًا وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
 یعنی میں قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ ہونا ہوں اور وہاں آسمان و زمین کے پانی سے شکر کو دہرا کر جواب دل کو
 شکر کا شہادت و خطرات دلی سے پاک کرنا ہوں۔ ہر مسئلے پر تمامت پر کھڑے ہو کر دونوں ہاتھ کاٹوں تک
 لیجا سے درخوب گوشمالی کرے تاکہ نفس کفر کے دہم و گمان سے تنبیہ ہو پھر دنیا و عقبیٰ جمافیہا پر تکیہ سحر کہے
 پھر ملک و عیال کے حضور میں دست بیکر اٹھ کر نہایت بے سادہ و زینت اور قندیس و تسبیح پڑھے اور
 اپنی نماز کے رد و قبول سے ترسان و ہراساں ہے۔ یہاں کوئی گستاخی و فیر و گنہگار نہ ہو نماز نہ ہاتھ کی
 نیت پر مے مارے۔ حضرت امام بن العابدین جب نماز کے واسطے اٹھتے تھے تو آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ
 ہو جایا کرتا تھا کسی نے اسکا سبب پوچھا فرمایا تم نہیں جانتے کہ میں کس دو اسماء شریفہ کے سامنے کھڑا ہوں
 ہوں صریح شریف اغیڈ اللہ کا نکت تراکھ فان کفر لکن تراکھ فانک بیکرک میں اسی ویت کی
 طرف اشارہ ہے یعنی اللہ کی اس طرح عبادت کر کہ گویا تو اسے کہوں جیہے اسکا کچھ ہر دست کی یہ
 حالت اردن میں ہوئی تو یہ تو ضرور یقین کر کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب حضور میں آکر سے ہونے کی دینیت
 حاصل ہو تو سلام کے واسطے چمکے اور کورنش کو عجبالات ہر اس نعمت عظمیٰ قریب بار باری حضور
 النور کے شکرانہ میں خالص انقیاد و خضوع پر سونکھ کر خاک دینی اسکا سجدہ کرے ہر ایک سے بیٹھ کر اپنے شہادت
 کی صحت میں التجیات پڑھے اور حضرت خاتم الانبیاء پر اس وصال و صلح کا ذریعہ وسیلہ میں اردو شریف
 پڑھے اور دونوں طرف سلام کہہ کر رخصت ہو جائے ہم سے کسی نے پوچھا کہ تم نماز کس طرح پڑھتے ہو فرمایا
 جب نماز کا وقت آئے ہے ظاہری وضو کرنا ہوں اپنی پانی کے ساتھ اور توپ کے ساتھ باطنی وضو کرنا ہوں پھر
 سجدہ میں جاتا ہوں اور سجدہ حرام کو شاہد کرنا ہوں دو اکبر و کے درمیان مقام ابراہیم کو دیکھتا ہوں اور شہادت
 دینیت ہاتھ روغن دست چپ اوپر صراط زیر پا اور ملک الموت کو پر شہادت جاکر دل کو خدا کے حوالہ کرنا ہوں
 پھر برائی تعظیم کے ساتھ تکیہ کہتا ہوں اور برائی حرمت کے ساتھ قیام کرنا ہوں اور برائی ہیبت کے قرابت
 پڑھتا ہوں اور برائی تواضع کے ساتھ رکوع اور بڑے خضوع کے ساتھ سجدہ کرنا ہوں اور بڑے صلہ کے ساتھ
 جلوس کرنا ہوں اور بڑے شکر کے ساتھ سلام کہتا ہوں برائی نماز تو یہ سب احکام کی سے کسی نے پوچھا

تم کس طرح نماز پڑھتے ہو فرمایا جتنا رکعات کا وقت قریب آتا ہے رعایت فراغ و سمن کے ساتھ وضو کرنا ہوں
پھر اٹھ مستقبل قبلہ کھڑا ہوں اگر بیت الحزم میرے سامنے ہوتا ہے اور حجت مرتبت است اور دروغ جاست
چپ اور صراط کو دونوں ہاتھوں کے درمیان دیکھتا ہوں تعظیم کے ساتھ دیکھ کر کہتا ہوں اور تفکر کے ساتھ
قرائت پڑھتا ہوں اور نذر کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور دیکھ کے ساتھ سلام کرتا
ہوں اور عقاد کہتا ہوں کہ یہی نماز میری آخری نماز ہے اور یقین کہتا ہوں کہ خدا میرا ظاہر و باطن دیکھ
رہا ہے باوجود اسکے میں نہیں جانتا کہ میری یہ نماز قبول ہوئی یا لاٹھی میرے منہ پر سے مارینگے سائل نے
پوچھا کتنی مدت ایسی نماز پڑھئے ہو فرمایا چالیس سال کہا کاش مجھے عمر ہر میں ایک ہی دفعہ ایسی
نماز نصیب آتی حسین منصور خلیفہ ہر شب اپنی کعبت نماز پڑھا کرتے تھے کسی نے پوچھا کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ
میں خدا ہوں پھر نماز کی پڑھتے ہو فرمایا اپنی نماز پڑھتا ہوں سچ ہے سیاحان منازل مسنویٰ میں
میں اردہ دھرتے ہیں اسی کے موافق کام کرتے ہیں حضرت سول کریم جب تمام ناسوت میں سجدہ تو رانہ کو
قزایت کو عقد طوائف تھے کہ آپ کے پاس مبارک ستور ہم ہو جلتے اور جب تمام ملک میں ہوتے تو فرماتے کہ
مَنْ سَأَلَني فَقَدْ رَأَى الْوَلِيَّ جِسْمِي دیکھا خدا کو دیکھا بعض اوقات اللہ شب و زمیں میں سوا و فیض
بالسواد بعض اس کے یہی یادہ کہتین نماز کی پڑھتے تھے اور اس کو وسیلہ قربت کے اللہ جانتے تھے چنانچہ سول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ خَيْرًا
أَحْسَنُ أَيُّهَا أَحَبُّ بَيْنَهُ كَذَلِكَ سَمِعُوا بَصُرًا وَبَصُرًا وَلَسْنَا نَأْمَنُ بِشَيْءٍ وَنَحْنُ بِشَيْءٍ وَنَحْنُ بِشَيْءٍ
وَكُنْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ نَافِلًا بَدْرٌ مَرْقَبٌ هُوَ مَا جَاءَنَا هِيَ مَا نَكَلُ كَمِنْ أَمْتٍ يَأْكُلُونَ لَمَّا هُوَ أَمْرٌ
بِأَيِّ أَمْتٍ يَأْكُلُونَ لَمَّا هُوَ أَمْرٌ يَأْكُلُونَ لَمَّا هُوَ أَمْرٌ يَأْكُلُونَ لَمَّا هُوَ أَمْرٌ يَأْكُلُونَ لَمَّا هُوَ أَمْرٌ يَأْكُلُونَ
ہے میرے ساتھ دیکھتا ہے میرے ساتھ بولتا ہے اور میرے ساتھ کسی چیز کو پکڑتا ہے جب سول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے داخلہ کرتے ہوئے تھے ان کے ل میں ایک قسم کا برش پیدا ہو جاتا جیسا کہ تاج
کی دیک میں آگ پر لٹے ہوئے ہے جب امیر المومنین علی کریم اللہ وجہ نماز میں ہو تو ان کے جسم
بان کپڑے سے باہر نکل آتے ان کے بدن پہلے پڑ جاتا اور نماز سے پہلے فرمایا کرتے کہ اس راہ کے
اداکر نے کا وقت آگیا ہے جبکہ اوٹمان نے سے زمین آسمان عاجز ہو گئے تھے ایک دفعہ جنگ میں ایک
بدن پڑ گیا اور پیکار ختم ہو گئی وہاں آگیا اور اس کے نکالنے کی تدبیر کی مگر کامیاب نہ ہوئی کسی نے کہا کہ

آپ نماز میں ہونگے تو آسانی سے کل آنکھ چاچھ لیا ہی ہوا نکات دیکر یک آن نکال گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی حضرت سہل بن عبد اللہ تسری فرماتے ہیں کہ عَلَامَةُ الصِّدْقِ اَنْ يَكُوْنَهُ اَحَدًا مِّنَ الْحَقِّ اِذَا دَخَلَ فَوَقَّ الصَّلَاةَ بَعَثَهُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَكُوْنَتْ نَائِمًا مَّا مَوْتُنْ كَيْ تَأْتِيَا كَرَجَبًا زَكَوْفَتِ فَرِيَابُہٗ تُوْخْدَاكِي طَرَفُہٗ كُوْنِي فَرِشْتَةُ اَلْمَبْعُوْدِ كَرْتَابُہٗ اَبُوہٗ مَبُوْهُ تُوْہٗ اَوْسَہٗ بِيْدَاكِرْ دَرِيَاہٗ ہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ دون فضائل و لواظک کو ٹیڑھا پر ہرچ باز کر نکلیا جو جوانی میں کیا کرتے تھے کسی نے کہا ایسا شیخ اب اضعیف ہوئے بعض دنیا یافتے کہ اگر کچھ ہے۔ فرمایا کہ بدہیتا حوال میں جو کچھ مجھے حاصل ہوا انہی فضائل کی بدایات ہوا جسے محال تھا کہ نہایت میں ایسے رفیق کا ساتھ چھوڑ دوں۔ اساذنی مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب دہلی چنیوٹی قدس سرہ العزیز پنج گنج میں غزائل حقیقت کے بیان سے پہلے بطور تہذیب فرماتے ہیں۔

سنادی بیاں کی حیثیت ہووے	تو چاہئے نکو ہر اک در تہہ کملو وے
چند و کم کار دنیاوی متامی	ہو و سہ کار عالی ہے سدا می
نمازان بانی سازان سب گزار	نہ اندھے و انگ نگران جگہ مار
چلو تم با ادب در بار سہ کار	اگے سرکار دے جیسا کہ سکار
ذرا تم دل میں ہو جو اسی برادر	کہ کیکے گھر چلے ہیں ہمسما باذر
زہے درگاہ سہ کار معلے	کہ جلی خاک ہے تاج معلے
سی و قیوم و دانا و توانا	نعلے شانہ اس کے واسلے
ادب بر شاہان دے سکھو تم	نہ بے قانون شدہ کہ گھر چلو تم
تماشے واسطے تم نا چلے ہو	امانت دے ادا کارن دلے ہو
امانت درجنل جو تم اوٹسایا	زمین و آسمان جب کو نہ چایا
تو گناہم غلے اللہ اب خبردار	جو چایا ہے نہا ہو کچھ ہشدار
یہ حضور قلب اور لحاظ معانی ارکان فرایت نماز و آداب کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔	
ادب پر گواہد اکبر	تعالی شانہ کیا ہے وہ برتر
رکھو گناہن تے ہتمہ دنیا گتوں تم	خیال غیر دل میں مت رکھو تم

<p> حضور دل سے کر یو یہ عبادت حکایت ہو کہ اک دن اک خدا کو سی گھر میں وہ پڑھتا تھا نازان اچانک آگ اوس گھر کو جلا یا ہیان تک تاکا جائے اوس کے سارے خبر اس بات کی لو کان جو بان اگر احمد نماز اسی پڑھے تو تری شکل سہی آسان ہو سن </p>	<p> نہ گریزی تو احوالک عادت خدا کے عشق میں سا راہ تار ہوک بسوز دل کیسا کرتا یں اپنا فتور و سکی حضور ہی میں نہ آیا اوس ہی آگ نے آہنچ سارے تو جلد ہی دھڑاگ اوسکی جہانی ہمیشہ یاد حق دل میں رکھے تو ترے حاسد عجب حیران ہوں </p>
---	---

صوفیان با جہد یہی فرماتے ہیں کہ نماز سے میلہ خدا کی طرف تو جبر کرنا ہے اور اس کے مرتب ہر مقدار طبع
مصلیٰ کے موافق مختلف ہیں ایک عوام کی نماز ہے اور یہ ایک قالب ہے جاس ہے کیونکہ نماز کی جان حضرت
قلب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں **لَا صَلَاحَ إِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْبِ** نماز پر مبنی نہیں ہو سکتی قلب
حضور قلب نہو اور تمام وساوس و خیالات و خطرات سے دل کو پاک صاف کر کے یکبارگی متوجہ

لے الحمد للہ اور پھر حضور حاصل کرنا محال ہے جبکہ کہ عبادت ریاضات میں کمال حاصل نہ ہو جائے
ایسی نماز جمیع جنسوں پر حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک منظور و قبول نہیں ایسے صلی کی زبردستی
میں حق جل جلالہ نے فرمایا ہے وَذَا رَأَوْا تَحِيَّارَةً أَوْ لَهْفًا وَإِنْ تَفَضَّلُوا إِلَيْهَا فَمَا لَكُمْ
جب تک کہ یہ نہ ہو جسے تجارت یا لہو و لعبت جیسا کہ وہ اولیٰ طرف اور تجھے کھڑا ہو کر گئے اس آیت
کی تفسیر یہ کہ اس وقت کہ میں خطیبِ نضرہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اسکی شان نزول یہ ہے
کہ اس وقت کہ میں حضرت دارا یم علیہ السلام حبیب کی نماز پڑھا ہے تھے جبکہ
میں نے اس وقت کہ میں نے وہ دن کی آواز کے ساتھ سنائی کی کہ گویا ہوں سستے ہیں خرید
پر تامل نہ کریں گے۔ صحت پانچ چھوڑ کر چلے گئے صرف و تمیز اصحابِ رسول خدا کی اقتدا میں باقی رہ گئے
یہ وہی تھے جن نے چلے گئے تھے تو مسلم تھے انکا ایمان منور و نہ کمال کو نہیں پہنچا تھا اور نہ
کی ذلت سے آشنا نہ تھے بلکہ خیال تھا کہ نماز تو پہر ہی تھانہ آج کل کی گرسنتے گویا ہوں پہر نہ ملیں گے نہ سبھا
و تعالیٰ نے انکو زجر کر کے فرمایا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ النَّصُورِ الْبَاقِرَةُ وَاللَّهُ خَيْرٌ
اِنَّ اَزْقَيْنَ اَکْر۔ تو اسی محو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ لہو و لعبت تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کے پاس
رزق و شرف والا ہے یعنی نماز اور رسول خدا کی اقتدا لہو و لعبت سے بہتر ہے اور روزی جسکی تلافی
نہ کر رہے۔ وہ خدا کے پاس ہے اور وہ سب اچھا روزی نہیں والا ہے جبکہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نماز میں ہر قسم کی کوتاہی نہ ہو کہ وہ کام کا کیا حال ہو گا۔ دوسری نماز خواص سے اور وہ جو اس خطیب
وہاں نہ ہوں گے حضورؐ حاصل ہوتی ہے اسکی چار علامتیں ہیں علم کے ساتھ نماز کو شروع کرنا
تہائے ساتھ قیام ازا تعظیم کے ساتھ اور الزنا اور خوف کے ساتھ نماز کو تمام کرنا تیسری اصل انجو اسکی
نماز تہ اور یہ۔ وہی اللہ سے اعراض کی اور یہ اور یہ مجر شہود میں مستغرق ہو جائے وہی مرتبہ میں لطیفہ
قُلْ عِبَادِيَ اَنِفِرُوا لِمَا رَزَاہُ فَاَنْتُمْ سٰکِتٌ ہوتے یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ
میں ہی اللہ کی تمنا کہ اور سب دل کا سرور فقط نماز میں ہے۔ ایسی نماز فی الحقیقت اپنے مولیٰ باری
ذاتِ شہید کے ساتھ مارو نیاز ہے الْمُصَلِّیٰ یُنَاجِیْ رَبَّہُ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما
ہے کہ صلی اپنے رب کے ساتھ مناجات یعنی راز و نیاز کی باتیں کرنا ہے مولوی معنی اپنے دیوان میں

ہیں	مراہ من نماز آن بود کہ ساعت	غم فراق ترا با تو راز بکراہم
-----	-----------------------------	------------------------------

درگزرا میں یہ نماز سے بود کہ پہنچ تو	نشدہ دی بجز اچھل بیلازم
در کوئی خرابات کسی کہ نیازت	بہناری و بندش ہر عین نماز

ساکلے لازم ہے کہ نماز میں اوان معنواں در حکمتوان کو سمجھ جو نماز کے ہر ایک کن میں کمون و مرکب اور وہ آداب بجا لائے جو ملاک العلام کی بارگاہ معلیٰ کے لائق و شایان ہوں۔ انہیں جسے بعض معانی و سخاوت کی جانب اشارہ کیا جاتا ہے بغیر سے یہ مراد ہے کہ مسلکی اپنے تئیں ہستی مطلق پر برتری و برتری قربان تسلط ہے یہ بطرح بانور کہ مذبح کر سک وقت بکیر اسی طاق ہے اذ بطرح اپنی ہستی و ذوق قربان کرنا تصور کر سے یہ تن و نفس نعلک کھا طے ہے روح کے ساتھ اوس کو ہے بنتر کہ اسمعیل کہ نہ اور حق اپنے علو مرتبہ کی حیثیت سے رہتا۔ ابراہیم خلیل اللہ کے ہے ان دونوں میں ثابت کی وجہ و تعلقات ہیں جو آپ پیش اور جسم و روح میں ملچے جاتے ہیں اور نیز وہ مراتب تھاوتہ ہیں جو جانیں میں ہیں ظاہر ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ اسمعیل ذبیح اللہ کے مرتبہ میں بڑے تھے کردہ ان میں ثابت اس کے ثلوس تعلقات اس میں جسم کی ابتدا بند مرتبہ ہے باوصف اس کے دونوں میں موبت کا گہرا تعلق ہے یہ سالک کے مکمل تحریک پر ہے تو یہ بیان ہے کہ میں خلیل اللہ کی طرح جس نے اپنے فرزند جلیل کو زبان کیا اپنے تن کو رب جلیل پر قربان کرنا ہوں اور یہ ذبیح کرنا تن کا اپنے حقیقی منوں پر حملہ نہیں بلکہ نہواں لذات محرک و ہواحد و قد و دیگر صفات فیہ اور اپنی ہستی مہم ہوسے اپنے تئیں پاک و صاف کرنا مخلص ہونے کے ہی قیام کرے اور اس قیام کو قیامت کا نمود تصور کرے گویا کہ وہ میدان عصمت میں کھڑا ہے اور حضرت ابراہیم اپنے تخت پر جلوہ گر ہے اور برای العین اور کا شاہدہ کر رہے ہے اور لوگ صفات صف کٹرے ہیں تر از ولہری ہے اعمال نیک و بد کا حساب جو رہے ناہمان حضور باری تعالیٰ کی طرف طلبا کرتے ہیں کہ ان ای بندے تو میرے لئے کیا لایا ہے۔ اتنی مدت جو میں تجھے دنیا میں ملت دی تھی میں نے تیرے پاس کوں کام کیا جو میری بارگاہ معلیٰ کے لائق ہو کہ اپنے پینے پینے چنے پر پنے دیکھنے سے بولنے کی اور اور بیشمار نعمتیں تجھے عطا کیں انکو کون سے نیک کام میں صرف کیا تجھے اشد فضل و مخلوقات بنایا عقل و علم بے زور سے آراستہ کیا تاکہ تو میری شناخت حاصل کرے کیا تو نے کوئی کام کام کیا جو میری شناخت کے لئے لغایت کرنا بندہ اس وقت سامنے کھڑا آسویا رہے اور اسی جواب

بن نمین پڑتا ناچار مارے نجلت و مذہت کے سر جھکا دیتا ہے کیونکہ کئی مجال ہے کہ ایسے بھلا بلال
 شہنشاہ کے رد و بد و سر نجلت خم ہی کرنا پڑتا ہے یہی حکمت کوہ میں ہے۔ اسی مذہت کی حالت میں
 ملک العلما کے سامنے اس کی تقدیریں و تحمید میں تسبیح پڑتا ہے کہ مالک الملک دریاے رحمت و شفقت
 جوش میں آئے اور گرد و غبار مذہت کو دھو ڈالے۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ اس وقت نہ اس کے لیے عذاب
 نہیں اور نہ شہنشاہ کے حضور میں پورا پورا جواب ہے۔ پھر سر اوٹا دیتا ہے اور اس کے شرم کے بار بار
 خاکِ مذلت پر سر رکھ دیتا ہے۔ پھر فرمان ہوتا ہے کہ سر اوٹا اور جواب دے کہ نماز روزہ و زکوٰۃ وغیرہ
 ادا کیا یا نہیں فرہ فرہ اس وقت تجھے حساب لیا جائیگا۔ پھر اس وقت بندہ کو کڑے پہنے کی طاقت
 نہیں رہتی اور اس ہدیت ناک خطاب سے ترسان و لرزان ہو کر ہر کر پڑتا ہے اور قعدہ میں بیٹھ کر ثنا
 و حیات کرتا ہے کہ شاید بار دیگر ایسا ہدیت ناک ہوش بوا خطاب کی سن آشنا ہو۔ پھر بارگاہِ ذوالجلال
 الاکرام سے ندا آتی ہے کہ اسی بندے ٹھیک ٹھیک جواب ہے کہ ہم نے جو تجھے اس قدر پیشہ و نصیحتیں دی ہیں
 کیا نیکرا کیا۔ ہم نے تجھے سرمایہ دیا اور اس سے کیا سناغ پیدا کیا اپنے نفع نقصان کا پورا پورا حساب دے
 پھر بندہ جواب کے عاجز ہو کر اپنی طرف سے کہتا ہے (یہ سلام دستِ است کی طرف اشارہ ہے)
 اور کردہ عظام انبیاء اکرام کو دیکھتا ہے اور نہایت عجز و کسار کے ساتھ مصلح سے درخواست کرتا ہے کہ
 میں سخت بلا اور عظیم مصیبت میں مبتلا ہوں مجھے ملک الحبار و اہلکار کے کسی سوال کا جواب نہیں بن
 پڑتا۔ انبیاء اکرام جواب دیتے ہیں کہ اس جان میں کوئی چارہ نہیں چارہ کرنے کا وہی جہان تھا سو
 اوس میں شے غفلت کی اطاعت سے مرنے موزا اور نیک حکام کو پس پشت ڈال دیا خدا کی نافرمانی کی
 اس کے ساتھ غیر دین کو عبادت میں شریک کیا اب ہم کچھ نہیں کر سکتے تم خود ہی اپنے اعمال کا جواب
 ہے شفاعت کی امید نہ رکھو چنانچہ جلالہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں رَبِّ ارْزُقْنَا اَصْلٰہُ
 کُنْزًا مِّنَ النَّارِ وَمَنْ تَبِعْتِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ جِدِّیْغِیْرِہٖ اِنْ حَضَرَہٗ اَبِیْمُحَمَّدٌ خَلِیْلُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ
 وَاَلْسَلَامُ قِیَاسُہٗ اِنْ اُنْذِرْکِ اِستِغْفَارُہٗ کِی دُرُخِہٗ کِی اوردہ صاف جواب دین کے اور
 کہیں کہ اسی میں سے پروردگار انہوں نے بت لوگوں کو گمراہ کیا یہ میری استغفار میں البتہ جن
 لوگوں نے یہ ہی پیروی کی ہے وہ میری استغفار میں رہی میری ریت میں سوا کر تو چاہتا ہے تو
 اور نہیں بخش دے اسی طرح قیاس کے روز حضرت حق جل جلالہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال

وہی ہے جو خدا کی طرف سے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے
اس کی طرف سے ہے

اسی لئے کہ اسی عیبی کا تو نے پتی بہت کو یہ دہا کہ تھی کہ مجھ اور میری ماں کو خدا کا تو عیب علیہ
السلام جواب دینے کے اسی میرے پروردگار تو پاک ہے میرا یہ مقدور ہے کہ میں اپنی امت کو اسی بات کی
برہن کر دین چکا میں مستحق نہیں ہوں اور اگر دینے اسی بات کی ہوگی تو خود جانتا ہے۔ تو جانتا ہے جو
میرے دل میں ہے اور جو کچھ میرے دل میں ہے میں اس کو نہیں جانتا تو علام الغیوب سے ان تعالیٰ ہم
فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اَنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الرَّحِيْمُ اسی پروردگار اگر تو انکو
عذابے کا یہ بند ہے میں اور اگر تو انکو بخش دے گا تو تو ارجح نہایت مرہبان ہے بندہ انکی
سنا یہ ہوا کہ اس میں طوفیہ ہے (یہ دست چپکے سلام کی طرف اشارہ ہے) اور اپنے خوش
اقاب او کہ یہ کو پاتا ہے اول کے نہایت منتداج سے درخواست کرتا ہے کہ ہفت میں دراندہ ہوں
میں میں یہ تہائی فاقہ کرتا تھا آج تم میری سنگیری کرو اور اپنی نیکیوں میں کچھ مجھے دکر میں اپنے
تو اجماع الارام کے سوال کا جواب دینے کے قابل ہو جاؤں۔ یہ جواب دیتے ہیں کہ انجو ابھ سے کوئی
اسید نہ کہہ اپنا جواب خود ہی تجویز کر ہم سے اپنا جواب نہیں بن پتا تو تیری کیا سر دکر بن چنانچہ اللہ
شہد ابوالقیامہ میں فرماتے ہیں یَوْمَ يُغْفِرُ الْمَرْءُ مِنْ اخِيهِ وَ اُمِّهِ وَ ابْنَتِهِ وَ صَاحِبَتِهِ
وَ اَنْتَبَهُ يَبْنِي وَ رِقِيَا سَلَعِ رَمِيْرُ اَنْ حَسَابُ بَهْلُ اِيْمَانُ دِيْدِيْ كُوْكَ اَبُو دُوْكَ اَلْحَبْتِ اَلْفَتْ كِيْ بَهْلِيْ
اپنے بھائی کو چوڑ دیگا اور ان اپنے بھگے گا غاوند جو رو کو چوڑ دیگا مان میں کو چوڑ دیگی جب
اور غیش و قارب و نون سے اسید منقطع ہو جائے ہے اور کوئی دستگیر اور بارود دگا نظر نہیں آتا تو باطل
مابوس و نہایت عجز و کسار کے ساتھ مالک الملک نے اجماع الارام کے سامنے ہاتھ اڑھاتا ہے
اور گریہ و زاری کر کے کہتا ہے (یہ عالی طرف اشارہ ہے) کہ یا رحمن یا رحیم یا روف یا غفار یہ تیرا ہاتھ
بندہ ہر طرف سے ناہید ہو گیا ہے اب سو آئیری رحمت کی کوئی جگہ پناہ میں حضرت مولوی نے

در نماز این خوش اشارت را بین	اما بدان کان بخوار شد یقین
بچہ بیرون آرد بیضہ مساز	سر من چون مرغ بے تعظیم مساز
بشنو از خبا آن صدر لصدود	لا صلوة تم الا با تحضو

مرشد بنی ہادی حضرت مولوی نور احمد صاحب نقشبندی صوبی قدس اللہ روحہ شہسوی پنج گنج
فقہ صوفیہ میں عاکور منہ قرار دیتے ہیں اور نہایت پر سوز گلداندہ و ذاک الفاظ میں فرماتے ہیں

پیدا کرنا تہ بھر مانگو دعا میں گو ہم بندے نہ کچھ کم کار سے ہیں غنی سے در کون آسکتے نہماون خلافت پرور اس آہ سادی نجیب سے کہ ترے درون خالی ترے درون جو بہنے کچھ نہ پایا تو ہیں آتا ہیں سب جگہ تمہی رکستہ شیخ و برہمن سب ہی پا جلا کر خیال غیب ساڈا	کہ یار تبا تو ہی ہیں سب سامین وے سنگے ترے دربار سے ہیں نہ دے داتا تو بہر کا ہے کو جاوین غیا کچھ تو کہہ توں جاہ پادی ہملا اوٹھ جائیں ہم ایسے سوالی تو کیسے در سے پائیں گے خدا یا کرن تیرا سب سے دعویٰ غلامی تری کیا ذات ہے اے اے اللہ کبجو ہر خانہ بانجھ ساڈا
--	--

اوقات نماز پانچ ہیں مگر عشاق کامل ذوق پانچ پر صبر کرتے ہیں پچاس پر بلکہ پچاس ہزار
ہی بس نہیں کرتے وہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں خواب ہو یا بیداری ماؤں کی نماز کبھی قضا نہیں ہوتی۔

درو کوئی خرابات کسی اگر نہایت	ایشیاری و ستیش بہ عین نہایت
-------------------------------	-----------------------------

انکے نزدیک صلواتِ بخشش کو پڑھو یا چون وقت نماز کے یہ معنی ہیں کہ حواس ظاہری ہی پانچ ہیں
اور حواسِ باطنی بھی پانچ۔ ان دونوں کی حفاظت کر دینی صلوٰۃ دینی ہے اور کسی کلام صلوٰۃ محمدیہ
عاشق مستحق صفات ہیں ہر دم مل میں مزید کاغذ مار رہے ہیں دیا بھی نوش کہ جائیں تو پھر وہی پیگ
کے پیاسے ہیں جھلی کو اگر سبق پڑایا جاسکے کہ کسی کہی یا زیادہ سے زیادہ پانچ وقت دیا کی سیر کر لیا
کرے تو اس وقت اس کی جان چوڑا ہو جائے اس کی زندگی اسی میں ہے کہ ہر وقت درہم دریا کی میرین
مستغرق ہے عاشقوں کی زندگی ہی اسی میں ہے کہ ہر لحظہ اپنے معشوق محبوب کے دیدار سے شاو کا
رہیں قرعہ عین فی الصلوٰۃ سے یہی مراد ہے۔ حضرت مولوی محمدی فرماتے ہیں

نیت ریختا و طیفہ مہیان	زانکہ بے دریا نازند اس دجان
آبِ این دریا کہ نایل قعبہ است	باخار مہیان خود جبرعہ است
باوجودی آنکہ دریا در کشند	خشک لب پاشند و ہم در کشند

اے العطش العطش سے اذکون کو فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو ان دونوں کا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے اسے شوق

اور سر آن جدید شہادت و غیر منکشف ہوتے ہیں انکے لذائذ و حظوظ کثان کثان انکو اپنے معشوق و محبوب کے دربار میں لے چلے جاتے ہیں انسان بالطبع حریص ہے اور ہر حرص اس سے منفک نہیں ہوتی البتہ اسکے اوصاف متغیر و متبدل ہو جاتے ہیں انسان حرص من موم کے نکل کر حرص محمود میں بدل جاتا ہے ہر حال اعمال سے کچھ نہ کچھ لبر و نتیجہ مقصود ہوتا ہے جب قدر لبر زیادہ ہوتا جاتا ہے تو کثیر اعمال زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ چور کو ہر چہ خوف تلے ہے کہ گرفتار ہونے پر ماتمہ پاؤں کاٹے جائیں گے کہ مال کا کلے ایسی غالب ہوتی ہے کہ سراسر بے عملی کو اس کے دل سے فراموش کر دیتی ہے اور وہ مال ہی کی سید پر رہتا جاگتا سینہ یا کند لگاتا اور دربانوں کی نظروں سے اپنے شین بچا لے بہر کمین گوہر مقصود تار کرتا یہی حال عاشقان خدا و اولیاء اللہ کے ہے کہ صرف تجلیات کی ہمد پر اس قدر محنت شاقہ گوارا کرتے ہیں کہ طالب علم ابتدائیں مکتب سے بہاگتا ہے ان باب اسے لالچ دیکر یا ریپٹ کر گت میں بھیجتے ہیں کہ جسے علم کی لذت چو طالب علم کی محنت کی اجر سے حاصل ہوتی ہے تو وہ خود بخود ہمیں سرگردان و دروالہ و شیفہ ہو جاتا ہے اور شہر شہر او کی تلاش میں بار بار پرتلے یہی حال مجاہدوں کا ہے۔ ابتدائے مجاہدہ میں شہداء و مجاہدین دہجوم کر دے اکثر اوقات مجاہد دل برداشتہ اور ترک یا ضمت پر آباد ہو جاتا ہے مگر جب انکشاف و اوپر ترقی کر کے لگتے ہیں تو اس میں جان لے دیتا ہے اور طرۃ العین ہی دس سے مختلف نوازاں آتے دیکر محبوب اس کا قبلہ ہوتا ہے اور اے رکاب محراب ہی اس کی راہی نما ہے یہی اس کے دل کی راہ ہے یہی اس کی انگہوں کی ٹنڈک ہے حضرت مولوی منوی سی مقام کی طرف شاہ فراتے ہیں

بہد کن تا نور تو رخشان شود	ما ملوک خدمت آسان شود
جد کن تا فرد طاعت درسد	بر مطیعان گہمت آید سد
ذوق دارد ویکسی در طاعتے	لاجرم شکمبید از وی ماسعنے

جس طرح کسی حدیث سے شرعی مضبوط جاتا ہے اور نماز باطل نہ مانتا ہے ہی لیں :۔

باطل ہو جاتی ہے جبکہ طرۃ العین ہی غیرت اور دولی کا خیال ل میں آجاتا ہے

اور ہستی تو ایک طرف ہی غیر معشوق حقیقی کی یاد ہی مفسد نماز ہے کیونکہ باد سے بیٹا ہوتا

لازم ہے اور ہر دولی ہے۔ علاوہ اسکے حضور و قرب میں یا غیبت و بعد میں علاوہ

آہنا کہ سر سجود و حدت فرو کنند	گرایا در شہینہ قرات و خند
--------------------------------	---------------------------

مکفیہ جو شخص عبد الیہ نماز ترک کرے شرعاً مستوجب عذاب مذمت ہے اور جو شخص نماز سے انکار کرے
ادھر کفر کا فتویٰ دیا جاتا ہے مگر صوفی اگر ایسے دم ہی اس نماز سے غافل ہو جائے تو کافر ہو جائے۔

هر آنکو غافل از حق بگزینانست	در آن دم کافرست اما نه انانست
------------------------------	-------------------------------

سوم صوم یعنی روزہ

روزہ رمضان کا ہر ایک عرصہ میں جو عاقل بالغ ہو فرض ہے اور لو کا وقت یہ ہے کہ قال اللہ عزوجل
 كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَبْدَأَ لَكُمُ الْخَطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا
 الصَّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ طبعی رمضان کے اخیر
 میں رات کو کھانا پینا وسوقت تک پڑھنا پڑھنا اور صبح صادق نمودار ہو پرات تک نہ پورا کرو۔
 خفی ہجر وغروب ہو آفتاب کے افطار کرتے ہیں اور شافعی کچھ حصہ رات کا لیکر افطار کرتے ہیں اور
 حنفیوں کی نسبت کہتے ہیں اہل وقت میں اسی روزہ دار دروغوں سے مباشرت نہ کرو اگر ممکن ہو تو
 مسجد و زمین اعکاف کرو یہ ہے روزہ کی حقیقت اہل شرع کے نزدیک کفایت کرتا ہے۔ اہل نفس و
 کھپاس سے زیادہ ہی کرتے ہیں تاکہ قول ہے کہ روزہ خدا کے نزدیک محبوب ترین عبادات ہے کیونکہ یہ خدا
 کی صفات میں سے ایک صفت ہے دوسری کسی عبادت فریضہ یا نافلہ میں یہ وصف نہیں پایا جاتا۔
 یہ بھی ایک خاص صفت اس عبادت میں ہے کہ یہ پوشیدہ ہے کوئی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا سوائے اللہ کے
 روزہ سے نفس و شیطان مغرور ہوتے ہیں اور شہوت منکسر ہوتی ہے اس سے گرسلی و تشنگی قیامت کی
 یاد آتی ہے۔ آجیا ر اعلوم میں ہے کہ روزہ کے تین مارج ہیں ایک صوم عام دوسرا صوم خاص تیسرا
 صوم احصا انچواص صوم عام یہ ہے کہ دن کو روزہ کی نیت کر کے کھانے پینے اور جماع سے باز رہیں صوم
 خاص جماع اس کو ناشائستہ سے باز رکھیں صوم احصا انچواص دن کو اندیشہ غیر حق سے کلیتہً باز رکھنا ہے اور
 یہ روزہ انبیاء و صدیقوں اور مقربوں کا ہے تہذبات عین القضاہ میں ہے کہ الصَّوْمُ الْغَنِيَّةُ عَنْ مَرْغَبَةٍ
 مَا دُونَ ذَلِكَ لِرِذْوَةِ اللَّهِ رُزْهِ رُزْهِ رُزْهِ رُزْهِ روزہ اپنے تئیں غیر حق اور اسوی اللہ کے ملاحظہ سے قانی کرنا ہے
 نیت ہے کہ محض ذات واحد اللہ کو دیکھے۔ ایسا روزہ خواص کو بھی بڑی شکل سے میسر ہوتا ہے حضرت علی
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ مَنْ صَامَ لَيْسَ حَطُّهُ مِنَ الصَّيَامِ إِلَّا الْبُغْوَ وَالْعَطَشُ
 بہت روزہ دار ایسے ہیں جنکو سوکے ہو کہ پیاس کے روزہ سے کچھ حاصل نہیں اور یہ وہ لوگ ہیں

جو دن ہر بہو کے تھے ہیں اور قول افعیل حرام کے ساتھ ظہار کرتے ہیں یا وہ لوگ ہیں جو جلال سے، تو روزہ کو کھنڈ
 مگر سہ ماہی (نیت سے) افطار کرتے ہیں بعض صوفیہ کا بیان ہے کہ روزہ چار ارجح ہیں ایک روزہ عوام اور
 یہ ہے کہ دن ہر بہو کے ہیں اور شام کے ظہار میں جن دن کر کے نیک نیت سے روزہ عوام اور دن کا روزہ ہے اور
 یہ نیک نیت کے ساتھ رمضان کے روزہ پر ہے کہ میں اپنی شان میں صنو منو شہر کے روزہ اور رمضان
 کے روزہ پر سر کر دے اور ہوا ہے تیسرا روزہ سالکوں کا ہے اور وہ قبیح روزہ ہے جو کہ سالکوں کا دل کسی چیز کا
 پابند نہیں ہوتا اور دل سے کسی شے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اس لئے اگر نظامہ کچھ کھالی ہیں تو ان کا روزہ لوٹنا
 نہیں بایزید بیطامی قدس سرہ ج کے بعد اوس میں اپنے اہل نقیہ و جوق و جوق استقبال کو لئے آپ پری
 جماعت کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے بایزید اپنی تعظیم و تکریم کیلئے خوش ہوئے مگر حفاظت حق تے فی القلوب کو
 متنبہ کر دیا کہ یہ عورت ہے اپنے نانہائی کی دکان سے ایک فلچہ لیکر کھالیا رمضان کا مینا اور طہ کا وقت
 تھا سب لوگ بے اعتقاد ہو کر اوسے آگے آئے اس طرح آپ سوئے محفوظ رہے چوتھا روزہ کالمون کا ہے اور
 یہ اون تینوں سے برتر ہے صنو مولیٰ و قتیہ (روزہ رکھنا و سکی رویت کے واسطے) سی روزہ کی شان
 خواجہ محمد بابا کی تحقیقات میں ہے کہ روزہ کو خدا نے یہ شرف دیا ہے کہ فرمایا ہے الْقُصُومُ لِيْ وَ اَنَا اَجْرُكُمْ
 (روزہ میرے لئے ہے اور میں خدا کا اجر ہوں یعنی صائم کو اپنے دیدار سے شاد کام کرتا ہوں) اور
 ملائکہ کے ساتھ شہادت پیداکر لیتے ہیں جو عبادت جہانیت پر غالب آجاتی ہے جو عبادت کی حقیقت ترک
 شہوات ہے اور عبادت کے اصل غرض ترک شہوات ہے سیری میں شہوات کو مدد ملتی ہے پس روزہ فی حقیقت
 اصل الاصول عبادت ہے اس سے شہوات کی قطع ہو جاتی ہیں اور عبادت کا مدعا حاصل ہو جاتا ہے روزہ
 کے تین وجہ ہیں اول صبح سے شام تک کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے باز رہنا اور یہ عوام کا روزہ ہے دوم
 علاوہ ان چیزوں کے جو روزہ عوام میں بیان کی گئیں غیبت جعفری وغیرہ افعال و اقبال سے جو کالمون کی شان
 لایق ہوں یہ نیز کرنا اور یہ روزہ چہ چیزوں کے ساتھ پورا ہوتا ہے (اول) ایسی چیز کے پھینک دینے سے کہ
 بند کرنا جس سے یاد آتی ہے غفلت پیدا ہو خصوصاً شہوات کی چیزوں سے قطع نظر کرنا رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نظر ابس کے پیکاروں میں سے ایک پیکار ہے جو نہر کے پانی میں نہا ہوا ہے جو کرنی
 صرف خدا کے خوف سے اوس سے بچنا اور خدا تعالیٰ کو غفلت یا انہماک سے جسکی حلاوت اوس کے دل میں
 پیدا ہوتی ہے (دوم) زبان کو پیوہ گئی سے بچائے اور زبان اور دل کو ملاوت قرآن شریف کرنا و شریعت

رکے (سوم) ناشتہ دینی باتوں سے کاغذوں کو محفوظ رکھے جو کچھ زیال سے کہنا ممنوع ہے اس کا سنا بھی ممنوع ہے غیبت کرنے والا وغیرہ سچے والا دونوں یکساں ہیں (چہارم) دست دیا اور تمام حوائج کو ناشتہ کا سروان باز رکھے پنجم) اکل حلال سے قطار کرے اور وہ بھی ہر قدر یہ ہو کر نہ کہائے کہ سانس لینے کی بھی گنجائش نہ ہے کیونکہ جو کچھ دن کو نہ کھا سکا تھا اگر رات کو اس سے چارچند کھالیا تو جمع اور رکنی جو صفت ملائکہ ہے حاصل نہوئی اور روزہ کا عافوت ہو گیا کیونکہ روزہ سے یہ مراد ہے کہ شہوات منقطع ہوں اور سیر سے شہوات کو تقویت ہوتی ہے اور کئی طرح کے کھانے کچا کر کے کھانے ہی موجب سیر ہی ہیں حدہ خالی کھانے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے پری عمدہ کدورت سستی اور غنودگی پیدا ہوتی ہے (ششم) روزہ دار کا دل مید و میمن میں معلق رہے کہ شاید اس کا روزہ قبول ہو اپنے یا نہیں یہ روزہ عابدوں اور سالکوں کا ہے جو جسم کے ہر ایک عضو کو اس کے مخصوص فعل سے باز رکھتے ہیں تیسرا روزہ خاص الخیر کا ہے اور وہ یہ ہے کہ دل کو ہر دم خیال اسویٰ بندھے رکھو اور اس کے خفیہ سے ہرگز غافل نہ ہو یہی غیر کا اندیشہ ہی اس کے دل میں خطر نہ کرے جو کام کرے اسی کے واسطے کرے اور ہر وقت وہی مد نظر رہے۔

اگر گوید سخن از یار گوید

اگر گوید سخن از یار گوید

حضرت رسول کریم علیہ السلام روزہ ہی کہتے تھے اور پنجہزیر جس وقت یہ غزوات میں ہی مشغول کرتے تھے چونکہ آپ کے یہ کلام تہذیبی تھے اسلئے تکمیل روزہ میں کچھ فتور نہیں آتا تھا۔ روزہ میں کھانا نہیں لیکن اگر یہ نہ ہو کہ بدوین کے فطاری اور سکومیسر ہوگی تو یہ بیان لینا چاہئے کہ اس کا کمال قوی نہیں اور وہ خدای تعالیٰ کی صفت انی کا منکر ہے اس سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں اور یہ روزہ آباد صد لقیوں کا ہے الفرض عام کا روزہ کالبد بچان ہے روح حقیقت روزہ کی ہی ہے کہ روزہ دار اپنے ملائکہ کے ساتھ شاہد کرے جنہیں شہوت ہرگز نہیں بہا یمین شہوت زیادہ ہے انسان اگر مغلوب شہوت ہے تو وہ بہا یمین کی جنس ہے اگر شہوات پر غالب ہے تو ملائکہ کی جنس ہے جس سے ہے جس طرح ملائکہ خدا کے مقر ہیں وہ ہی خدا کا مقرر ہے لکن طعام اللہ فی الکدس یعنی بھاکہ اکلان الصلہ یعنی ہو کہ طعام الہی ہے پروردگار ہے لہذا اس کے ساتھ ابدان صدیقین کی سالک کرنی سے مقام احوال میں پہنچ جاتا اور محقق مقام اسرار میں داخل ہو جانتا سالک کی جمع خشوع و خضوع و سبکدوشی ہے اور زبان کی نشا باتوں سے اور دل کی اندیشہ غیر سے پاک کہنا ہے اور چہارم کو منہیات سے پاک کہنا اور سلطان توحید کے

ہو جس دوساوس سے پاک کنا ہے اور تحقیق کی جوع صفائی و سوانت اور سلطان پوریت کے غلور میں ملک
کو نین اور شیریک کے اندرینہ سے پاک کنا ہے مقام جمع کو مقام صمدیت کہتے ہیں اور یہ مقام پُر جانی ہے
اس میں بڑے بڑے اسرار و تجلیات منکشف ہوتے ہیں تہادی مرشدی حضرت مولوی فرارحمہ صاف فرماتے ہیں

لکھلکھ ہے میرے جا بجا ناناں	ذیو سال کا ہے ماہ رمضان
ہو گا اس مہ میں جمعیت عبادت	تمام سال گزے باسعادت
وگر اس میں فتور اندر نہاں ہو	تمامی سال اثر اوس کا عیان ہو
خوض روزہ سے یہ سگی سفوتم	ملا یک کی صفت تان کہہ بنوتم
ہٹاؤ خوش و نوش و حرص شہوت	غصہ کینہ حسد اور کبر و نخوت
ہٹاؤ گوش کو نشیندنی سے	ہٹاؤ چشم کو نادیدنی سے
تمامی بدن کو تم جوٹ لاؤ	تدان تم کما نا حشیت سے پاؤ
کردیج و عسر و قون کو تم کی	دیہو ہیکہ اور ترہ سے بہت فانی
کے سردار گر تم میں کسی کو	کہ اچ مغرب میں آؤ گھر سے کو
کہ اچ دن میں پکا کر عمرہ کھانے	کہ لاؤ گامین سبک سد دہنگانی
بے لازم تھکو اوس دن کچہ کماؤ	کہ تمام کچہ مزہ دعوت کا پاؤ
اسی طرح شہ شامان کی دعوت	رکھو تم نظرمین ہر خط ساعت
کڑی نہ تاک اگر تم ہی نہ کماؤ	بلا شک کما نا تم جنت سے پاؤ
تمامی شغل میں سے ہتھ اڑھماؤ	سجھیں سے ذکر داغ و غامچاؤ
ریا تہین پاک کر علم و عمل کو	خدا سے پاک کو دیکھو بغل مو
ریا شرک خفی ہے در شریعت	کہیں شرک جلی اہل طریقت
کہا اک دن کسی لڑکے نے رتو	کہا مان باپنے شامان شاہ
دو پران تاکہ ہو با اوسکو عجب	سو جا دل میں نہ گزے اسطرح نہ
پونہ ہر کے چپ کیا و نہیں کھانے	کیا مان باپ میرا غیب جابنے
اوس وقت اس نے اندر جکے کما یا	دکھلا ہر میں اوس روزہ نہایا

	ہوئی اوسکو رعایت اٹکنے سے پرہیز کہیں گے لوگ برف و آہ و وہ بنی سے درتوں ہی طور و مہین	نظر اوسکی چوتھی آن پست پر تو ہی لعل کما کو چاک دروزہ دے خالق دلون مرد و مہین	
حضرت مولوی مخدوم فرید الدین گیلانی کی طرف التفات کرنے سے باز رہنا ہے۔ یہی کہتے ہیں کہ روزہ ظاہر کھانے پینے سے باز رہنا ہے اور روزہ معنوی اس سے دل کو نگاہ رکھنا ہے اور درجہ کار روزہ کل کائنات کے اعراض کرنا ہے اور سرکار روزہ شبہ مشاہدہ محبوب میں مستغرق رہنا ہے ظاہری روزہ شام کو افطار کیا جاتا ہے اور معنوی روزہ تھا ہے جو کہ	روزہ معنی توبہ دان تمام دان یہ بندہ چشمہ وغیرے منکر	گو لا جائید ہست روزہ ظاہر اساک طعام این دم مان بندہ کہ چہ کسے کم خورد	
روزہ میں صدق نیت اور تقوی لازم ہے تاکہ اکل حلال سے افطار کرے اور روزہ کو دھوکے کی نشتی نہ بنائے	خفتہ کردہ خویش ہر صید خام کردہ بدنام اہل جود و صوم را	ہست گربہ روزہ دارانہ رعایا کردہ بدترین ظلم کے صدقہ مرا	
جانا چاہئے کہ جمع سے شیطان ہمال ہے انبیاء ترمیم آتی کی گود میں جمع سے پرورش پاتے ہیں انجوش طعام کا انیسویں بصیرت کی کہتوں سے پروردہ غفلت کا جمع ہی سے دور ہوتا ہے۔ جمع اکثر ریاضتوں کا سرمایہ ہے جب اس کا مقام جمع میں ممکن ہو جاتا ہے تو اوپر سیرجوالی اور خاموشی طاری ہو جا ہے اور یہ دونوں موجب تک ہیں اور غفلت سے عفت و تجرد حاصل ہوتا ہے صرفیہ لڑم کی اصطلاح میں اس مرتبہ کا نام موت بیض ہے بعد جب کھانے سے خالی ہوتا ہے تو روح کو جلال و جمال کے پیشاگرد حاصل ہوتے ہیں صفات ملکوتی سے مستفیع ملتی ہے نفس کے فرانیہ واجب ہو کے ہوتے ہیں تو کئے کی طرح جہنم لائے اور کائنات کھلتے ہیں جب سیر ہو جاتے ہیں تو مریض کی طرح پڑے پڑے ہوتے ہیں جس شخص کا یہ حال ہو کہ دم بہرین گناہن جلتے اور دم بہرین مردار و شیر و ن کے ساتھ کیا ہمسری کر سکتا ہے نفس عین ہے جیت سیر ہو جاتا ہے تو دعویٰ خدائی کرنے لگتا ہے گرتے دعویٰ خدائی سے دست کش ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس انید ہیں ہی نہیں جس سے رعوت کی آگ کو دیکھنے سے غلو بعدہ شیطان کے لئے بنجر لڑ زندان کے ہے جب یہ تہذیب میں آ جاتا ہے تو دیکھو سے باز رہتا ہے اور جب معہ			

برہنہ ہے تو شیطان کو اپنے کام میں گرم بازار کی خوبی محسوس ملتا ہے نفس کو دھوکا دینے کے لیے شہرے
 سوئے ملتے ہیں جبکہ اسکو دھوکا دے کر کہا جائے مسلمان نہیں ہوتا بھول بھرتا لگ کھٹے اور نفس ہنر لہا آہر
 کے جبکہ لوہا تپا یا نہ جائیگا اور اس سے کوئی چیز بن سکے گی اور نہ اصلاح ہو سکے گی بھوک کے بغیر تن راہ مقلو
 میں جنبش نہیں کرنا جب انسان درہ کہنے کا قصد کرتا ہے تو نفس اسکو ڈراتا ہے کہ خبردار بھوک سے تیرا بدن
 آوارہ جائیگا اور انجام کار تجھ کو بچاؤ پڑیگا۔ خوب پیٹ بھر کے کھانا کھا اور ٹنڈا پانی پی اس سے تیرے
 جسم کو فریاد روح کو زندہ کی حاصل ہوگی یہ تیرا حق تیرا کمرب ہے جس چیز کا وہ عادی اور عور ہے وہی دیکھو
 چلتے اگر نہ دیکھا تو تعلقات جسمانی و روحانی میں قتل آجائیگا دل داغ ضعیف ہو جائیگا گسٹو کی
 بیماریوں کا سامنا ہوگا ان فرض نفس اس قسم کے لالچ پیش کرتا ہے کہ گویا دہی جالبینوس سے اپنے دلائل سے اپنی
 حذرت کا اثبات دیتا ہے کہ جلتے دریا کو بند کر دیجیگا نامردوں کو مرد بنا دیجیگا۔ انسان کو لازم ہے کہ اس کے آگے
 تر ویر میں آئے اگر ذات خود اس کے فریب سے سمجھ نہ سکے تو کسی دوسرے سے جو زیادہ تر عقل و فہم ہو مشورے
 اور اس امر پر غور کرے کہ اگر جمع سے کاہش تن یا کوئی اور بیماری پیدا ہوتی ہے تو اوریشمار یا ریان میں جو
 بیمار خور سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً غصہ ہیضہ خضہ صائدہ ہضمی جو تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ اسی مصلحت سے
 سے جمع کی تکلیف ہر حال آسان تر ہے جمع بھائیوں کے لئے مجرب ہے جو کبھی خطا نہیں کرتی جمع سے ناگوار
 اور ناخوش کہلے ہی لذت معلوم ہوتے ہیں کہ نہی کی حالت میں کیسا ہی لذت کھانا ہو حلق سے نہیں
 اتر سکتا اور نہ ہضم ہو سکتا ہے جمع خاص صحت کا کھانا ہے اور دہی اس لطیف طعام سے تربت پاتا
 ہیں حریر صند کہ یہ نفس طعام نصیب نہیں ہوتا بعد ہضم ہیں دلی پر جان دیتے ہیں ممبر توکل
 کا رشتہ توڑ دیتے ہیں خداوند تعالیٰ ان کی نیکی سے موافق گمانس ہو جس کثرت ان کے لئے مہیا کر دیتا ہے

اسکے آخر کا باشد کہ خوش نہند

بھلے تا اسخو ہشتر نہند

جو چیزیں چاہی خوراک کے لئے مہیا کی گئی ہیں نے الواقع ان کے کھانے میں انسان و بہائم دونوں
 کیسا ان شریک ہیں جو کچھ یہ کہتے ہیں کہ وہی دہی کھاتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انسان جو غیر
 عقل کے جوہر سے مشرف کیا گیا ہے اصلی کما نون کو جو خاک سے پیدا ہوئے ہیں اور در حقیقت خاک
 ہی ہیں طبعی طرح کے ننگ لیکر اور خوشنما اور خوش ذائقہ بنا کر کھاتے ہیں اور بہائم سبزو عاف صحت
 حالت میں کہ وہ طبعی طور پر پیدا ہوا ہے اسی حالت میں کھا لیتے ہیں یہ ہلاؤ تر عفراتی شیرال

مَنْ ذَا الَّذِي يُعْرِضُ اللَّهُ قَرْضًا حَسَنًا فَيَضَاعِفَهُ لَكَ كُونُ هُوَ جَوَالِدُ قَرْضِ حَسَنٍ
 دینا چاہتا ہے اللہ کو سداوے قرض سے دو چند دیگا نظر ہے کہ اللہ کسی سے قرضہ لیے کا محتاج نہیں
 اور ہماری طرح اوہین بے ہمت پائی جاتی ہے کہ کبھی اس کے پاس مال ہوتا ہے اور کبھی نہیں اور جب تک
 ہوتا تو قرض لیکر دوسرے وقت دو چند کر دیتا ہے۔ یہ صرف ہمارے سمجھانے اور ہمارے ہی فائدے کے
 لئے بتلا رہا ہے کہ اگر تم اللہ کی راہ میں کسی چیز کو ترک کرو گے تو اللہ تمہیں اس کا بدلہ دو چند دیگا ماس آید کہ تم
 میں اشارہ ہے کہ اگر تم فضل کا برگ بار تاراج خزان کر دو اور ہر جگہ بیاس کی عادت اختیار کر دو گے تو تمہارے
 روح کے میدان میں ہم سیکڑوں چین کھلائیں گے اور ان کو سرسبز و بار آور کر دینگے ہر تم ایسا فائدہ مند ہو گا
 کیونکہ نہیں کرتے جو ان جون تن کی پرورش کر کے جو ہر روح مصقل ہوتا جا دیگا اگر تم عمر بھر تن کو
 عطر اور مشک سے فرین پرورش کرو بیان تک کہ شک نہ رہے بدن کا جزو بن جائے تو ہی یاد رکھو کہ
 مرنے پر پہرہ ہی عفت اور گندگی باقی رہ جائیگی اگر شک سے روح کی تربیت کرو گے تو اس کی خوشبو بھی
 مستغیر نہ ہو گی اور ہمیشہ پایدار رہے گی جناب سہول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بدن مبارک سے زندگی میں
 خوشبو آتی تھی وفات کے بعد بھی بدستور قائم رہی اٹھ ہری خوشبو نہ تھی جو بدن پر لگائی جاتی ہے بلکہ یہ
 روحانی خوشبو تھی جس میں روح مبارک نے تربیت پائی تھی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام تربت مبارک کی خاک کا ایک

ماذہ مین کے کر ارشاد فرمایا تھا کہ	مَا ذَا عَلَيَّ مَنْ شَمَّ رُوحِي أَحْمَدُ
اُن کا کیشتمہ مدی لکھنا عموماً	کیا چاہئے اسے جو سونگے خاک قبر احمد علی

اللہ علیہ وسلم کی یہ چاہئے کہ نہ سونگے ساری عمر کوئی خوشبو۔ یہ روحانی خوشبو کیا تھی اپنے محبوب کی اور

گرمیاں شگستن اجا شود	روز مردان کند او پید شود
مشک بزمین بردن مال	مشک بود نام پاک و مجلال

انسان کی خورش نور ہے اور ہر ایم کی خویش گمان ہے ہوش انسان کو چاہئے کہ رفتہ رفتہ بھی غذا
 کو ترک کر کے اپنی اصلی غذا کی جانب توجہ کرے جس کو اس نورانی غذا کی عادت ہو جاتی ہے وہ نور
 کی روشنی پر خاک ہی نہیں ڈالتا جو نورانی غذا کا خورہ ہو گا ہمیں غذا سے نفرت کرنا چاہیے جو لوگ بھی
 غذا کھانے پر قناعت کرتے ہیں فی الحقیقت بیمار ہیں جنہیں مٹی کھانے کی عادت ہو جائے گی
 بیمار تو سمجھتا ہے کہ مٹی میرے لئے عمدہ دوا اور غذا ہے مگر فی الواقع اس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے

اور روزہ روز لاغرموتا جاتا ہے خاصان خدا کی غذا جو روحانی ہے اوسکے کھانے کے لئے نہ منہ بلانا پڑتا ہے نہ ہاتھ نہ اوس سے خلق کو تکلیف ہوتی ہے نہ معدہ میں گرانی ولا تفت بین الائنین
 قُلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ آمَنُوا بِالْأَحْيَاءِ وَعِنْدَ رَبِّهِمْ يُرَدُّ قَوْلُ فَرِحِينَ جُولُوا لِمَا كَانُوا
 رامین شہید ہوئے ہیں اوندکو مردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھلتے پیتے اور خوش
 رہتے ہیں۔ انکو کھانے پینے میں آلات الماکل کی ضرورت نہیں پڑتی اسلئے کہ وہ ارواح لطیفہ ہیں
 اونی غذا ہی لطیفہ اور روحانی ہے یہی کیفیت عاشقان معبود حقیقی کی ہے انکو بھی کھانے میں شہوان
 منہ ہاتھ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہوتی بعض لیا باندگی کسی روز و جد میں ہے ہیں اور کچھ نہیں کھا
 مگر انکی طاقت جال رہی ہے بعض نے مجاہدہ کی حالت میں ہیں روز اور بعض نے چالیس روز تک کچھ نہ
 کھایا صرف روحانی غذا سے تربیت پاتے ہیں حضرت رسواصلی اللہ علیہ وسلم ہوک کھایا
 عزیز جانتے تھے کہ دود و مینے ہو جانے کا آپ کے گھر میں گل روشن نہونی اور کہی آپ سے ہر کے ہونے کہ
 بسبب ہوک کے اپنے شکم مبارک پر تہر باندہ لینے اور آپ میں چلنے پہرنے کی قوت پیدا ہو جاتی۔

کن نکان از خرم افروخته چین	اور خوردہ سیر از نان جوین
ہر دو عالم شانہ بر خوان کرم	در مجاعت سنگ سبستہ بر شکم

آپ کی یہ ہوک خطراری نہ تھی اور یہ وجہ نہ تھی کہ کھانے کو میسر نہوتا تھا بلکہ اختیار ہی تھی اور ہوک کے
 آپ سیری پر ترجیح دیتے تھے کیونکہ اس روحانی غذا میں لذت بیشتر تھی۔ اور یہ لذت وہی شخص کو
 حاصل ہوتی ہے جو تن پروری کی لذت سے باز رہے کیونکہ تن پروری اوس روحانی غذا کا حجاب
 ہے۔ یہ جب تک وہ پہلے صرف پٹان مار رہی کو ہر نعمت کی نعمت کا چشمہ تصور کرتا ہے جب اسکا
 دودھ چٹایا جاتا ہے تو دنیا کی ہزار نعمتوں سے مستمتع و مستفید ہونے لگتا ہے۔ یہ پٹان اور کے
 لئے ان نعمتوں کا حجاب تھا جب تن پروری کا حجاب رہ جاتا ہے تو روحانی نعمتوں کی کھانہ
 و بہشت نظر آنے لگتے ہیں جو ظاہری نعمتوں نے کبھی نہیں دیکھے اور نہ کانون نے سنے

این دہان بستی و مانے باز شد	کو خوردہ نعمتہ سے راز شد
خوردن تن مانع این خورد	جان جو بازگان تن چمن نہ شد
شیخ نامو اگر سرف افروخته	کہ بود رہن جو بہریم خوشہ

روزہ رمضان کے علاوہ اور بھی مہینے ہیں جن پر ایسا ہے رَام و صوفیہ عظامت منوط ہے ملاو
فرمائی ہے کہ یہ روزہ نہ کہتے ہیں اور یہ کئی طرح سے لکھے جاتے ہیں ایک صوم دہر اور دہر ہے کہ
تمام سال ورہ کیسے سو اذن یا م کے نہیں نہ موقوفہ بالکرم ہے جبکہ روزہ عیدین کے
افطار نہ کریں ایسے روزہ والا کو صایم لہ ہر کہتے ہیں صایم لہ ہر کی فصاحت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی
ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صایم اللہ ہر تشریف فرما ہے نیز فرمایا
کہ جو شخص سال بھر روزہ رکھے اور سپر میری شفاعت چاہے جاتی ہے اور مبتلا و میر حلال اور دوزخ حرام
ہو جاتا ہے اور جب وہ جاتا ہے تو عرض کے نیچے سے ندا آتی ہے کہ خداوندی دوست خدا مر گیا ہے اور اس کا
استقبال کرو پس ملائکہ و ارواح اس کے استقبال و تعظیم کو آتے ہیں دوسرا صوم داؤدی اور وہ یہ ہے کہ کیا
روزہ روزہ رکھیں اور ایک روزہ فطار کریں اس قسم کا روزہ حضرت داؤد علیہ السلام رکھا کرتے تھے حدیث
شریف میں ہے کہ ایسا روزہ دس سال ہر کے بعد کرنا ہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ ابھی ان کے شکم سے
نکلا ہے قیس صوم طے ہے روزہ یہ ہے کہ تین روز یا پانچ روز یا سات روز متواتر روزہ رکھیں ان میں
میں کچھ نہ کھائیں یہ روزہ اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکھا کرتے تھے شاید ایسا روزہ کسی بھی
پہنہ ہی نہ سکے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ علی المدوام صایم یہ ہے کہ جو جب کوئی نمان آجاتا تو فطرا
کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ یہاں کے ساتھ میری فقہت کے ساتھ فضیلت و زور کی فضیلت کے نہیں
بعض صوفیہ کرام کا یہ طریقہ تھا کہ صایم لہ ہر ہر سے تھے مگر غریب آتے تھے پھر فطار کر دیا کرتے تھے
رضان کے کہ ہمیں غریب کے بعد فطار کرتے تھے حضرت یحییٰ سیری سے کہنے پر چاہا کہ کیا ایسا روزہ
جائز ہے جو پیشان وقت افطار کیا جائے فرمایا کہ ایک طایفہ جو ظاہر شریعت کا پابند ہے ایسے روزہ
سے انکار کرتا ہے اگرچہ روزہ نفلی ہی کیوں نہ ہو مگر شایع ایسے روزہ کہ جس کی سختی میں ایسے روزہ
کی نیت یہ ہے کہ انش کو گرنے کے ساتھ تادیب کے روزہ پیشان وقت اسو طر فطار کرتا ہے کہ نفس یہ
دیکھ کر خود رنج و جاس کہ صایم لہ ہر دن کا عہدہ او سکوا حاصل ہوا گو اہل علم اس قسم کے روزہ کا
ہون مگر اہل صدق و وفات کے نزدیک مستحسن و مقبول ہے انما الاکمال بالتقویٰ
اعمال کا رد و قبول عامل کی نیت پر منحصر ہے۔

ادخلہ مستی ہذا ترار بہرست	خواہ تزار کو ش خواہ بدت را بش
---------------------------	-------------------------------

روزہ خواہ نافلہ ہو خواہ فرضہ افضلترین یہ ہے کہ اپنا دن کچھ کھانا سکیٹوں اور بیٹوں کو خیر
کے حصہ کرام اور روزہ کو نہایت ہی کر وہ جانتے ہیں کہ اپنا دن کا کھانا کچھ کم اور دینار کمین
زکوٰۃ دینا داری ہی ہم خود خوری بدایا روزہ منائی تو کل ہے صایم جو دن کا کھانا شام کے لئے اٹھا
رکتا ہے گویا خدا کی نراتی کا منکر ہے اور عباد نہیں کرتا کہ وہ شام کو بھی کھانے کو دیگا نہ باشد
روزہ داری صرف نان بہ ایک یا دو شاہی خدمتگار کو دونوں وقت کا کھانا سرکاری یا درجی خانہ سے ملا کر
تھا اور اسکا گزارہ خراج البالی سے ہوا کرتا تھا ایک پڑھ کر کو کھانا لانے میں یہ ہو گئی پیوستی نے کما بخت
جا کھانا لائے ہوئے ہیں اسنے کھانا کھا کر روزہ کی نیت کر لی ہے شام تک صلیغ نہ
بند ہے گا بیوی بٹے یہ سن کر نہایت فسون کیا اور دردناک لمحہ میں آہ سرد کہنچ کر کھاسے

کہ سلطان ابن عربین روزہ کوئی چھوٹا

کہ فطرا و عید طفلان بہت

چہارم زکوٰۃ و صدقات

زکوٰۃ شرع شریف میں فرض ہے اسکا تارک مستوجب عذاب ہے اور منکر کا قواد اسکے سائل نقد کی گناہ
میں مفصل بیان کئے گئے ہیں زکوٰۃ مفروضہ یہ ہے کہ جب چاہے پس یہ نقد جمع ہو جائیں تو ان میں سے
ایک پیراہ خدائیں دیا جائے جنس میں ہی زکوٰۃ ہے اور اسکے حکام مختلف ہیں فضائل زکوٰۃ میں
احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں چنانچہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی زکوٰۃ دیکھا اور
ایمان شریکے نفاق سے پاک ہوگا اور جو زکوٰۃ نہ دیکھا اسکا ایمان مقبول نہ ہوگا نیز فرمایا کہ محفوظ
مال کو زکوٰۃ دیکر جس نے زکوٰۃ دی اسکا مال ترقی و خوشی میں تلف نہ ہوگا نیز فرمایا کہ بے ایمان ہے جو نماز نہیں
پڑھتا اور نماز قبول نہیں ہوتی جب تک زکوٰۃ نہ دیکھے نیز فرمایا کہ جو شخص صاحبِ جو اور زکوٰۃ نہ
دے وہ ملعون ہے اور ملعون کی جگہ دوزخ ہے نیز فرمایا کہ مال غیر زکوٰۃ کو تپا کر صاحبِ مال کے بدنِ داغ
دینگے اور وہ اسی عذاب میں مبتلا رہے گا سنا ذی مرشدی حضرت یحییٰ بن ابراہیم قدس سرہ فرمایا

نہایت مال پر جب مال کرے

کہ نہیں جو کہ فرمایا ہے حاکم

بلا شک فرض ہے وہ تہہ ہر سال

نہ دی جس نے زکوٰۃ ملل دی طاب

نکالو اسکا شکرانہ میسرے

کہ اتنا حصہ نہیں ہے ہر نعم

کہ اہل چاکلار و دندر سر سال

کسا ہے شکر ہنویں صافی کرے

دیو چالیسواں حصہ ہر امی گزار و حکم حاکم داشتابی بلا غدا جو تہنے حکم موڑا	لکھا ہے جو کہ فقہانے امی نہیں تو دیکھو آئی ہر خسہ ابی ذرا بہر دین خمر اپنا بچھوڑا
--	---

زکوٰۃ چالیسواں حصہ مال کا نکالنا ہے اور وہ بھی سال ہر کے بعد غور کر کے دیکھا جائے تو یہ کچھ مشکل اور ناگوار نہیں اسکا توجہ آخرت میں ملے گا وہ تو بڑا عظیم ہے سر دست نہ بایں حج و عمرت ہے وہ حکم حدیث نبوی معلوم ہے کہ مال میں افزائش ہوتی ہے اور وہ تلف ہونے سے محفوظ رہتا ہے ایک عقلمند آدمی خوب سمجھتا ہے کہ یہ کیسا ستا سو ہے کہ ایک ہجیرہ سال میں ایسا ایک چوکیدار لمبا آتا جو سال بہ مال کی حفاظت کرتا ہے اور ایسا کیسا گر لمبا ہے جو دگنے چگنے بنا دیتا ہے ایسے ستم سے منہ موڑنا سخت ناوالی ہے جسکا نتیجہ مسک کو سو نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوتا سدا

زکوٰۃ مال ہر گرن کہ فضلہ رزرا	جو باغبان ہر دہشتہ درہر انکور
-------------------------------	-------------------------------

سوا بچنے کا دخت جب پلے دے چلتا ہے تو او سکی تمام شاخیں کاٹ دیتے ہیں یہ عمل کرین تو آئندہ سال ہوتا نہیں یہ ظاہری شاخیں ہیں جو مسکون کو خدا دکھائی دہیں کہ وہ زکوٰۃ کے فوائد کو سمجھیں

جوشش و افزونی زرد زکوٰۃ	عصمت افزش و منکر و مسئلہ
آن زکوٰۃ کیست با اسبان	دان صلوٰۃ ہم زر گز گات زبان

خدا کی ہر ایک نعمت کا شکر ہے مال کا شکر زکوٰۃ ہے مسک اپنی ناشکری سے مال ہی تلف کر دیتا ہے اور اپنی اور اپنے خویش و اقارب کی جان پر بھی مصیبت و وبال ڈالتا ہے۔ قارون کے پاس بے انتہا مال جمع ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسکو ہدایت کی کہ **لَحْسِنَ كَمَا احْسَنَ اللّٰهُ لَكَ** اسی قارون تو بوی احسان کی جیسا کہ اللہ نے تجھے احسان کیا ہے یعنی اللہ نے تجھ کو بے اندازہ مال دیا ہے تو اللہ کا حق اس میں سے نکال اور مساکین و فقراء کو دے کہ یہ مال کا شکر ہے اللہ تجھے برکت دیگا۔ قارون نے سوچا کہ یہ تمہارا مال لٹوانا چاہتا ہے حالانکہ میں اسی مال کی بدولت سب کو ذلیل و خوار کر کے روٹی میں کھا رہا ہوں چنانچہ اوسنے ایک عورت کو کئی ہزار روپیہ دیکر اس بات کی شہادت دینے پر آمادہ کیا کہ موسیٰ نے اوس سے زنا کیا مگر عورت نے صاف کہہ دیا کہ قارون نے مجھے ایسا کرنے کی ترغیب ہی تھی آخر کار وہی مال اوسکے لئے اور اوسکے دوستوں کے لئے وبال جان ہو گیا موسیٰ

۲
اسرارِ معروف
زکوٰۃ و صدقا
۱۹۵

علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ اُمّی میں قارون کو مال اور گہر سیت گل جا قارون زمین میں رہیں
اگیا اور اسکا سب مال و منال اور مکان اور اسکے سر پر دہرے گئے فحسفاً علیہم وعلیٰ اٰولادہم الا نض

اُنکے کہ بد نیار و دم خیزید	سر عاقبت اندر سر دنیا و دوزخ
خواہی کہ متع کبی یا نہ یا بعضی	با خلق کرم کن جو خدا با تو کرم کرد

صوفیہ کرام کے نزدیک ہے کہ زکوٰۃ ایک کوہ عوام جو محافظت مال کے لئے دیتے ہیں کہ
مال میں نقصان نہ دوسری کوہ عایدین کی ہے وہ صرف متابعتِ شریعت ہے اور ان
اُلو اب ازت تیسری کوہ سالکون کی اور وہ ہمیشہ آج و چیر دل کو مرغوب ہے نہ سکون چوریوں کے
الکس حبیبی شفیقاً علی الخبیثون نیکی حاصل نہ کر سکو گے جتنا کہ خدا کی راہ میں دین و دنیا
تکمیل یار میں یہ حضرت جنید سے کسی نے پوچھا کہ بی بیہ جو رکھتے ہو نہیں کہہ کر حاصل ہو نہ پایا
یقلع لما لوفات و سکر المشربہ سکت ہو چیرین دل کو مالوف تین انکی چیز ہو ڈالی اور چور دل کی
تین دنوں تک کر دیا اس طرح یہ نہ حاصل ہوا چوتھی زکوٰۃ کالمون کی ہے اور وہ بیگ کہ سوا خدا کو سیت

ترک کرین	خودی کر خودی و ان خود نمائیت	خودی کر خودی و ان خود نمائیت
----------	------------------------------	------------------------------

الکرمہ کمان کرے کہ قرآن شریف میں تو منفقو اما تجنون ہے اور تم خودی کر زکوٰۃ میں دیتے ہو چو کہ
بدتر اور بد کردہ چیز ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ گفتگو شریعت کی ہے صوفیہ کرام کے نزدیک خودی کا دنیا
اور مال کے لئے سے افضل تر ہے جس سے خودی اور خود نمائی پیدا ہو کہ یہ سالک کی باہرین ہے

نمود کفر درینہ خود نمائی بہ	بتزدان خودی دعویٰ خدائی بہ
-----------------------------	----------------------------

زکوٰۃ کی ایک تشریف یہ بھی ہے کہ دل کو ماسوی حق و بخل سے پاک کرے کیونکہ بخل دل کی نجاست ہے
جو آدمی کو شائبہ قرب حق سے باز رکھتی ہے مثلاً اگر بخل نجاست ظاہری سے ناپاک ہو جائے تو بغیر ان
کرنے کے اسکے ساتھ نماز درست نہیں ہوتی اسی طرح جبکہ دل کی نجاست پاک نہ کی جائے انسان
مناجات و مشاہدہ الہی کے لائق نہیں ہو سکتا بخل کی نجاست خفیہ کرنے کے ساتھ دل سے دور رہتی ہے
اور زکوٰۃ مثل بانی کی ہے جو دل کو نجاست بخل سے پاک صاف کر دیتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے کہ زکوٰۃ میں یہی ستر ہے کہ خداوند تعالیٰ نے خلقت کو اپنی محبت کا امر کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ چھپ
کی محبت کو خدا کی محبت پر ترجیح نہ دیں اور بظاہر کوئی مومن نہیں جو محبت الہی کا دعویٰ نہ کرے مگر

اثبات میں کوئی نشان و برهان ضروری ہے تاکہ ہر ایک شخص عوامی ہی حاصل برسرِ در نہو جائے نہ کہ
دنیا میں انسان کو مال کے زیادہ تر عزیز ہے اسلئے خداوند تعالیٰ نے اسکی آزمائش مال سے کی اور فرمایا کہ
ایسی انسان اگر تودستی میں جاتے تو اپنے ایک محبوب کی میرے رشتہ میں خدا کر دے کہ ہمارے محبوب
تو کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے جن لوگوں نے یہ ستر معلوم کر لیا وہ تین طبقوں میں تقسیم ہو گئے اول صدیق
جنہوں نے خدا کی دوستی میں جو بچہ رکھتے تھے سب کر دیا اور کہنے لگے کہ دوسرے میں پانچ درجہ زکوٰۃ
دینا انہیں لوگوں کا کام ہے دوسرے نیک و جو کیا رگی ال خرچ کرنے کی طاقت نہیں کہتے اور حاجات فقر ادھوتا
غیر کے فطر ہے ہیں اور اپنے تین درویشوں پر ترجیح نہیں دیتے سوم سرہ موجود دوسرے میں پانچ درجہ
دینے کی طاقت کہتے ہیں اور غرضی اور کفارہ پیشانی کے ساتھ بے درنگ اس فضل کو ادا کرتے ہیں
اور اپنے تین درویش نہیں جانتے مگر زکوٰۃ دینے میں درویشوں پر حسان ہی نہیں کہتے دوسرے
زکوٰۃ میں ہیں کہ مال ایک نعمت جو خدا ہی تعالیٰ نے انسان کو عطا کی ہے اور یہ سب باعث دنیا و آخرت کا
اس نعمت کا شکر یہ ہر ایک انسان پر واجب نماز و زکوٰۃ و حج و عمرہ کا شکر ہے اور نعمت مال کا شکر زکوٰۃ ہے
بعض شایخ زکوٰۃ کے باب میں مسد یقون کے درجہ ہی بڑھ گئے ہیں چنانچہ حضرت شیخ فرید الدین عطار
فرماتے ہیں کہ غلام غم غمیل و صوفیوں کے ساتھ سخت عداوت تھی دسٹے خلیفہ سے کہا کہ ایک گروہ پیدا ہو گیا
جو سرور و متاع و کفریات کی کتاب دہنے سے شغف رکھتا تھا اور خلوت میں پوشیدہ مشورے کرتا ہے
اور یہ سب نیکوئی کا خلیفہ کے قتل کا حکم دے تو نہ ہٹا دفعہ تیسرا دہو جائے کیونکہ یہی لوگ ہیں
اس مرتبہ کے سرگروہ ہیں اگر خلیفہ کے ہاتھ سے یہ کام سر انجام ہو جا تو میں ضامن ہونا ہوں کہ وہ جزیرہ
پانچا بنی فتنے قتل کا حکم دیدیا اور یہ لوگ دربار میں حاضر کئے گئے ان میں ابو حمزہ رقام شہابی اور سیّد
اور ان کے اصحاب نے جلاد نے سب سے پہلے رقام کے مارنے کا قصد کیا اور سیّد نے نہایت خوشی و شادمانی
جستہ پستہ رقام کو ہٹا دیا اور وہ دسکی جگہ بیٹھ گیا۔ ارکان دولت حیران ہو گئے اور کہو کہ اسی سخیہ بیان
حلو اتونین بیتلو سب غیر الیون ہوا جاتا ہے یہ جاتی ہی نوبت ہی آجاتی ہے اور یہی کہا گیا
طریقہ انیس درجہ ہے۔ باب عزیز زندگان ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ پند نفس اتی میں جانوں
کے کہ میں صرف کردہ۔ عہد ثواب بھی حاصل دین حالانکہ دنیا کی یاد نہ کی زندگی آخرت
ہزار سال سے میرے نزدیک ہے۔ یہ سب سب عبادت اور دوسرے اجرت و قربت اور قربت

خدمت سے حاصل ہوتی ہے خلیفہ اس کے صدق سے مستحق ہو گیا اور حکم دیا کہ انکے قتل میں توقف کرو اور قاضی کو بلایا اگر انکا امتحان کرے قاضی حیدر کے علم و فضل سے خوب واقف تھا نوری کے حالات ہی نہ چکا تھا علامہ خلیل کی عایت ہی اس سے منظور تھی دلیس کہا کہ اس کو اتنا مزاج یعنی شبلی سے فقہی مسئلہ پوچھنا چاہئے یہ جواب نہیں دے سکے گا پھر پوچھا کہ اسی شبلی میں دینار میں کتنی زکوٰۃ دینی چاہئے جواب دیا کہ میں دینار قاضی نے کہا یہ کس لئے کیا ہے کہا ابو بکر صدیق نے کہ چالیس ہزار دینار دیکھو اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا پھر پوچھا کہ یہ نصف دینار کیسا ہے کہا تہہ وان ہے کہ کیوں میں دینار جمع ہونے دے۔ پھر نوری سے کچھ پوچھا اس نے بھی بے تامل جواب دیا قاضی شرمندہ ہو گیا۔ پھر نوری نے کہا اسی قاضی نے سب کچھ پوچھا مگر جو بوجھنے کی بات تھی وہ نہ پوچھی کہ خدا کے بند سے میں خجکا قیام خدا کے ساتھ ہے اور کما کرت سکون نطق و سکوت اسی کے ساتھ ہے ایک محظہ جی شاہد حق سے باز میں تو اذکی جان ہوا ہو گیا اوس کے ساتھ سوتے ہیں اوس کے ساتھ کہاتے ہیں اوس کے ساتھ کھڑے ہیں اوس کے ساتھ دیکھتے ہیں اوس کے ساتھ سنتے ہیں اصل علم تو یہ تھا نہ وہ جو تو نے پوچھا قاضی انکی باتیں نہ کر سچیز ہو گیا اور بول اٹھا کہ اگر بیہ ندیق میں تو میں قہر سے دیتا ہوں کہ روز زمین پر کوئی موجد نہیں خلیفہ نے سب کو اغرا کے ساتھ رخصت کیا۔

صدقات شرع میں بعض نسبت میں جیسے صدقہ عید الفطر و زکوٰۃ قرآن یا استحقاق اس کی کوئی انتہا اور حد مقرر نہیں ہے کسی کچھ چاہے دے۔ دولت مند دن کو لازم ہے کہ زکوٰۃ و مقررہ کے بعد صدقات خیر میں پیش قدمی کرے کہ بہن مجید و صاحب فضل و ثواب ہے اخبار صحیحہ میں ہے کہ صدقہ بری موت سے بچاتا ہے یعنی صدقہ دینے والا دنیا سے باہمان چلتا ہے اور اس کو جان کنڈن کی تکلیف نہیں ہوتی نیز خیر میں ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا غضب الہی کو فرو کرتا ہے اور آشکارا صدقہ دینا آتش و دوزخ سے بچاتا ہے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ دو اگر میرا کلمہ اہی ہوا کہ کچھ ہی مقدور و برکت ہے ہو تو خوش اخلاقی اور اچھی بات سے سایل کا دل خوش کر دینے فرمایا کہ تو طری ہی چیز کے صدقہ دینے میں شرم نہ کرو کہ سایل کا محروم نہ رہنا اس سے بھی حقیر ہے نیز فرمایا کہ جو شخص سایل کو بھڑکتا ہے خوشی سے اس کو بھڑکتے ہیں نیز فرمایا صدقہ دینے میں ہال کا ہر نقصان نہیں ہوتا نیز فرمایا صدقہ عجیب ہے آپسے تین دفعہ اس کا کلمہ نکر رکھ کر ہوتا ہی مرشدی حضرت مولوی نور احمد جیلانی فرماتے ہیں

قبولے کر سخن بخشنہ ہمارا	کر دہی جان صدقے او ستون سارا
--------------------------	------------------------------

راکو جس چیز کی اکثر محبت یقین جانو کہ سی تانہ جیانی وہی دیو جو بہا دے اپنے من و ن اگر تم جان دیو جان دیسی جو اتر چہ نزدی تنہ بھٹکے ذرا دیکھو کہ کے ہاتھ دیسی	گزارند زوہ ناپاؤ و قربت ولی شکل کہ پرتانہ جیانی پایسو جو کہ دیو تم سجن نون وگر تم نان دیو نان دیسی کف من من آتی ہے پہلے پچھو سکہ یہ کیسی گل برسی
اگر چہ سیا حاکم دا آوے مگر تے کہی و سکو جو جہ کا جو قال امد اور سال الرسل	کر خوش و سکو تا خالی مچاؤ تو دیکھو تم یہ بدل غضب کرکا بیشک چہ سیا اوس شاہ کل ہے

حضرت مولوی منوی فرماتے ہیں کہ شریعت میں زکوٰۃ مال معین میں ایک معین حصہ کا لٹا ہے اور محققوں کے نزدیک ایک چیز پر جو خدا نے دی ہے زکوٰۃ واجب تیر فرمایا زکوٰۃ ظاہری خدا کی خوشنودی کے واسطی مال کا صرف کرنا ہے اور زکوٰۃ معنوی دل و روح کا خدا کی راہ میں خرچ کرنا ہے اور روح کو خدا کی راہ میں قربان کر دے تو نزاروں جانیں جو اوس سے بہتر جوئی تھیں بلنگی۔ یہ جانیں وہ نہیں ہیں ہماری تمہاری ہیں بلکہ یہ شہادت بوبیت تجلیات اور بیت میں جو مقام قربت میں حاصل ہوتے ہیں حضرت اسماعیل فرماتے ہیں کہ خدا کی راہ میں جان قربان کی ظاہر میں انکو ذبیہ فیہ ملا اور باطن میں انعام و اکرام آتی ہے اور کچھ حد و حساب ہی نہیں بیان تک کہ خدمت رسالت و شرف نبوت سے مشرف ہوئے اور شخص جو فہم ہے حوالیہ بازار کی قدر کرے جو ان کیل کے بدلے ہزاروں ایک گل کے عوض گزاریے ایک دانہ کے معاوضہ میں ہزار دخت ایک جبہ کے معاوضہ میں ارکان یک حدیف شریف میں ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں ایک حصہ صرف کرتا ہے خدا اسکے لئے ہے اس حدیف میں لفظ کان اللہ کہ اعلیٰ درجہ کی رحمت نام کی خبر دیتا ہے ایک حصہ کے عوض خدا مالک ہے لفظ لہ

المد اللہ زور و لغزیش و حسد	نظرہ در بحر بر گو مر برب
المد اللہ ہیچ تاخیر ملامت	کز جو لطف آید این سخن

ہم کہہ چکے ہیں کہ محققوں کے نزدیک ہر ایک چیز میں زکوٰۃ ہے جس کی زکوٰۃ ہر عضو میں جدا گانہ

کے کند لطف آتے ہیں بخل تن گنزار و بشیر آرزو برکہ و رشوت و رشہ ہر شے	گرم از جود و دست تو مال لب بہ بند کف پر از زر گرنا ترک لذت و شہوت و سخی
---	---

ظاہری باطنی دونوں قسم کا جود و سخا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بوجہ حق موجود تھا اگر جود و عطا چند قسم پر تھا کہی بہ کریت اور اپنا حق اور دین و عیسیٰ بر سوتا جہان نے کہی صدقہ کر دیتے کہی مدد اور تحفہ بھیجتے کہی کوئی چیز کسی سے فرید فرماتے اور غیبت داکہ ہر وہ چیز اوی کو دیدیتے کہی قرض لیتے ہر چاہ کو تہہ جہد لیا تھا اس سے زیادہ دیتے تھے اور ہر کی غیب سے زیادہ دیتے کہی یہ قبول فرماتے اور دسکے عوض دو چند انعام دیتے غرض جہاں ممکن تھا یا خیرات و سائل کا سوال کہی روز کرتے اگر کو بہ پاس نہ تھا تو قرض لیکر دیتے آپ پاس ایک عورت تھے اپنے آپ کو بہجا اس سے عرض کیا کہ میری ماں آپ سے ایک تھیں پہنچنے کو مانگتی ہے آپ نے فرمایا دو یا تیرے میں کہیں سے آجائے تو بدو کا لڑکے کی ماں نے بہراؤ کو بھیجا اور کہا وہی سیراہن میں جو آپ سے بہرے میں آپ گہر میں تشریف لے گئے اور اپنا فیصلہ اتار کر اس لڑکے کو بھیج دیا اور گہر میں تھے بیٹہ سے بلا لے لیا دی صحابہ نے ناز کے واسطے انتظار کیا اور آپ عریانی کے سبب ہر تشریف لائے تب یہ آیت اتری زکات تجعل لک معلو لک علی عتقک و لا تبسطہا کل البسط ففعلک مولى المحسن و لا زکاء اپنا ہاتھ بند اپنی گردن سے ساتھ اور نہ کہول دے او سکونز اکھوانا پھر تم بیٹہ سے الزام کیا یا ہا ایسی نہ ہقد رساک کر کہ کچھ بھی ہے اور نہ ہقد ریاضی کر کہ لوں تجھے ملاست کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حبیب آپ کے نماز روزہ میں عشق تھا ویسا ہی جود و سخا میں ہی تھا اور آپ عبد شکو رہا پانچ تھیں فتح حنین کے روز آپ نے ہر ایک بدوی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار گوسفند دے عھاس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اس روز پانچ لاکھ دے عباس واس اسلمی کو آپ نے چار اونٹ دے وہ اس سے ملوں اور جہد بیت کا میں کہ آپ نے فرمایا اسی علی او ثوا و ریری طرف اسکی زبان کاٹ ڈالو علی او سخا نہ تہہ لڑکے علی عباس نے کہا کیا تم سچ میری زبان کاٹ لو گے فرمایا جو حکم ہوا ہے اسے ضرور سجاؤ و حاجب نے ٹوٹ کے پاس ہوئے تو علی رضی نے فرمایا اسی عباس ان اونٹوں میں سے چار سے سو تک لو عباس نے کہا ماں باپ میرے تہہ ہذا ہوں تم سب سے کریم اور حلیم ہو۔ بحرین سے جو خراج آیا تھا اسکی نقد

نبی اور یہی خراج تھا جو پہلے پہل اسلامی سلطنت کو حاصل ہوا تھا آپ اسکو مسجد کے
 میں بھیج دیا اور جو سامنے آیا اسے سجا بیڈیا۔ ایک دفعہ آپ سے ایک سائل نے کچھ طلب کیا آپ
 نے سوخت کچھ نہ تھا آپ نے عذر کی راہ سے فرمایا میرے پاس تو ہفت کچھ نہیں ہے جا میرے نام
 سے قبر میں لیکر کام کر جب مال آجائیگا میں ان کو دنگا حضرت عمر رضی عنہ عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے آپکو
 تکلیف نہیں دی جبکہ آپ کا ذہن آپ کے یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اسو سٹو کہ اس میں دل شکنی سائل کی
 ہے اس نا خوشی کا اثر ترجمہ مبارک پر دیکھ کر ایک انصاری نے کہا یا رسول اللہ اقیقہ کا لا تخفف من
 ذی النحر شرف الاخرج کر دو اور خوف کر دو خدا سے کمی کی یہ نکر آپ سکرائے اور تازگی و خوشحالی آپ کے
 رخساروں کی پائی گئی اور فرمایا مجھے ایسا ہی حکم ہے کہ میں صرف کردن اور کھانڈن نہ کروں۔ آیام
 مرض میں آپ کے پاس کہیں سے کچھ اشرفیان آگئی تھیں آپ نے فرمایا انہیں فقرا تقسیم کر دو مگر چہ سات با
 آئندہ نو اشرفیان آپ نے عائشہ رضی عنہا کے حوالہ فرمائیں اسکے بعد آپ نے کچھ غشی سی طاری ہوئی جبکہ ش میں
 آئے تو فرمایا اسی عائشہ تھیں وہ اشرفیان کیا کہیں کہ اسیر سے پاس میں فرمایا فقرہ بقصد کر دو پھر آپ غشی
 طاری ہو گئی جبکہ ش میں آئے فرمایا تھے اشرفیان خیرات کہیں کہ اسیر سے پاس لانا
 آپ نے اشرفیوں کو لیکر فرمایا کیا گمان تھا محمد کو اپنے پروردگار کے ساتھ اگر اس کے دربار میں جاتا اور یہ
 اشرفیان اس کے پاس ہوتیں پھر آپ نے وہ اشرفیان علی رضی عنہ کو دیں کہ فقرہ خیرات کر دیں پھر فرمایا اب
 رحمت ملی جب کسی محتاج ہو کے پیاسے کو دیکھتے اپنا کانا پانی باوجود ضرورت کے اس پر اٹھا دیتے
 اور خود بہو کے پیاسے سے بچاتے غرض آپ کے نزدیک مال و دولت کی کچھ قدر و منزلت تھی۔ اگر فرض ہی
 نہ ملتا تو خوش کلامی سے سائل کو جواب دیتے۔ صدقات و خیرات میں ہی کیفیت صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کی
 تھی غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس ہزار آدمی کا لشکر روانہ کیا انہیں سے بیس ہزار کا
 سامان خور و نوش فراہم کیا تھا حضرت عثمان بن عفان نے کر دیا حضرت عمر بن الخطاب نے اپنا
 آدھا مال اور حضرت ابو بکر صدیق نے اپنا سارا مال دیا۔ حضرت عثمان نے مدینہ شریف کا بیروں میں چھوٹا
 ہزار درم کو خرید کر وقف کر دیا حضرت بلال رضی عنہ کے جو ایک سردار قریش میں تھا غلام تھے وہ اس
 نہایت تکلیف دینا گرم ریت اور پتھروں میں باندھ کر دوپہر کو دال اور کتا نوچ سے انکار کر دلاتے تھے
 الوہیت کا قایل ہوا وہ سخت تکلیف سے بیہوش ہو جاتے مگر جب آپ آتے اعدا اعدا کرتے ابو بکر صدیق

بڑا ہی مفرد و متکبر شخص ہے جو ایک سکیں کو چرکنا ہے سایل کو بھرنا خدا کی نعمت کی ناشکری ہے گویا متکبر کو یہ یقین نہیں کہ خدا چاہے تو محتاج کو غنی اور غنی کو محتاج بنادے اور سایل کو سؤل کر دے	
تو انکر ترش دے بارے چرت	مگر می ترسند ز بلخی خوست
سنت حسن رکنا صدقہ کو باطل دیتا ہے قال اللہ عزوجل لا تبطلوا صدقاتکم بالبین والاذی اپنے صدقات کو سنت حسن رکنے اور ایذا دینے سے باطل مت کرو قطعہ	
درخت کرم ہر کجا بیج کرد	گرشت فلک شاخ و بالاکا او
گر سید داری کرد بر خوری	بنت نہ آره بر بای او
حکامی عرب قول ہے کہ حمد و کائنات لا الہ الا انت الفایکہ الیک عائکہ بخشش کر اور حسن کر کیونکہ او کا فائدہ تیری طرف پہنچنے والا ہے۔ وہ بڑا ہی قوی ہے جو ہر شے پر اور حسن و برکت پر	
شکر خدا کی کن موفقی شدنی غیر	ز باغ و فضل خود بیعیل کر شدت
شمت نہ کہ بدعت سلطان ہی کنی	شمت سزاؤ کہ بخت بدست بدست
خیرات کے شکر کے منتظر نہا ہی سن اذی سے کم نہیں شکر میں نفس کی تازگی باقی جاتی ہے اور وہ عجب غرور پر مہتاب ہے نجات الناس میں ہے کہ عمر دین عثمان بنی پر کہ شریف میں نیس ہزار درم قرضہ ہو گیا وہ علی بن سہل بن الازہر صفہائی کے پاس اصفہان میں آئے کہ شاید وہ اسکے اوکر نے میں مدین علی سہل نے قرضہ کی تعداد معلوم کر کے بذریعہ ہندی مکہ میں قرضہ اہوں کے نام روپیہ دانہ کر دیا اور عمر کو خبر نہ کی اور خود انکی مہارات میں مشغول ہے اور رخصت نہ ہی نذر کیا عمر و چلے تو گئے مگر قرضہ ہوں کی طرف سے نہایت شوش و ملول تھے مکہ میں جانے پر معلوم ہوا کہ قرضہ داہر ہو چکا ہے آپ بہت خوش ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ علی سہل نے خفا اسلئے کیا تھا کہ سب ادا عمر و معذرت و شکریہ کرین مردان خدا کے حوصلہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی پر حسان کے شکر کے منتظر رہیں یہ ہر شاق اور ناکوار ہے پر علی سہل نے فرمایا کہ مردان خدا کو درویش کہنا سزا نہیں ہی لوگ ہیں جو محبت و شوق سے زیادہ تمہیں کیونکہ روپیہ انکی کما ہوں میں یا ایک حقیر و بقیہ رہے۔ انعام صدقات و خیرات سے افضل اور بے بہرہ	
پیشا بر ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی ضروریات پر دوسرے کی ضروریات کو مقدم سمجھیں اور یہ خامنیا و اولیا الصد کا ہے اہل ظاہر کو یہ رتبہ نصیب نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سپر اہل انار وینا کو	

خود ننگے بیٹھے رہنا اور سایل کو چار دفعہ کجوروں کا گھبادینا ایثار تھا حضرت علی مرتضیٰ کا اپنا گمانا ایل
کو اوٹھا دینا اور خود مع عیال قین و زنا قدر نہا ایثار تھا جکی وجہ سے آپ سے مرد سوره ہل اتے ہوئے اس بات
کو ہم ایک حکایت لکھ کر ختم کرتے ہیں چند صوفی حج کو روانہ ہوئے رستہ میں ایک سیہ بیابان میں گزرمو ہوا
دور و دریاں کا نام نشان تھا مگر کسی کو نہ تھا شدت تشنگی سے جان بلبھو گئے ناگمان ایک شتر سوار
نمودار ہوا اس کو حرم آیا اس نے خورجی سے ٹھنڈا پانی نکالا اور گلاس میں بہر کر ایک کے پاس گئے گیا اس نے کہا
پہلے میرے اس دست کو دو کر اس کی جان بچے یہی طرح ایک نے دوسرے کے واسطے سفارش کی

دور چو ساقی زمر آغ ساز کرد مست خستین کہ بخورد آن شراب خواہد صلا گفت جو لبش بود بر در گران برد چو آن آب سرد ماند بچرت چنان مردے ہست جہانم در دم صبر نہا	جسم حریفان قدرے باز کرد کشت مزاج از سرگشت خراب خاک شد آن تشنگ کہ لبش بود آن ہمہ تیر نہا آبخورد کین بہت جدا گانہ جوان مردے کار چو با جان فستد آبخار کرد
---	---

پنجم حج

حج اس شخص عمر بہر میں ایک دفعہ فرض ہے جو استطاعت رکھتا ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی
نے پوچھا کہ کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا خدا در رسول پر ایمان لانا پھر پوچھا کہ اسکے بعد کونسا عمل فاضلتر
فرمایا جہاد پھر پوچھا کہ اسکے بعد کونسا عمل فاضلتر ہے فرمایا حج مبرور یعنی مقبول اور حج مبرور کا نشان
یہ ہے کہ مومن جہر حالت میں حج کو گیا تھا اس سے بہتر حالت میں واپس آئے سے عبادت پر غلبہ اور
سے اعراض کہ سے اہل دل کے نزدیک سفر حج مثل سفر آخرت کی ہے بظاہر خانہ کعبہ کی یارت مقصود ہے اور
باطن میں خداوند خانہ کا دیدار مطلوب ہے حج میں بہت سے سار کئے ہیں کہ انکو فائدہ عقل میں نہیں آسکتے
مثلاً رقی جو خواہد مردہ در بیان سعی کہ نا وغیرہ کمال زندگی کی علامت ہی ہے کہ اپنی ہستی سے در گزر کر
اپنے تئیں معبود حقیقی کے حوالہ کرے اور جو کچھ اپنے منہ سے علم دیا ہے بغیر حجت و دلیل کے محبت و صدق دل سے بجا کر
اور خانہ سے گزر کر خانہ خدا کی تلاش کرے۔ انا ذی مرشدی حضرت مولوی نور احمد صاحب فرماتے ہیں

بوجہ رقی و جہاد ہی سے ایما کو	کر ونگسار تم دیو ہوا کو
-------------------------------	-------------------------

مردۂ اور صفائی گرد سیکھی	تو کیا حاصل صفا و مردہ دیکھی
کبھی گرد والا جو تنے نہ دیکھا	تو کھر کے دیکھنے کا کیا ہے لیکھا
زیارت گرد گہر والے کی کیتی	نہیں حاصل ہو با وین مسیتی
زیارت گہر خدا کی گو کہ ہے نور	وے گہر والے کی نور سے نور

حضرت مولوی معنوی فرماتے ہیں کہ حج دو نوع ہے ایک دوست کے کوچہ کی سیر اور بیہوشی کا حج ہے دوسرا خود دوست کے جمال کی سیر ہیں خواہ حج ہے ظاہر کا کعبہ یا ہے اور باطن کا کعبہ دل ہے کعبہ جو اینٹ پتھر کا بنا ہوا ہے محل طواف خلافت ہے اور کعبہ دل طواف گاہ الطاف خالق ہے کعبہ مقصد زوار اور دل مہبط انوار ہے مکہ میں خانہ ہے اور دل میں خداوند خانہ حج خانہ خلیل اللہ آسان ہے مگر حج حرم جلیل مردان خدا کا کام ہے لکھنؤ کا جلال ہر کسی راہبر کا سے ساختہ

دل دہشت گرد کر حج اکبر است	از ہزار ان کعبہ کھل بہتر است
کعبہ بنگاہ خلیل آزر است	دل گزر گاہ خلیل اکبر است

کعبہ کی جو عزت و تعظیم کی جاتی ہے وہ اینٹ پتھر کی وجہ سے نہیں بلکہ اخلاص ابراہیمی کی وجہ سے جاہل لوگ مسجد کی تعظیم کرتے ہیں مگر اہل اللہ کی لازاری سے نہیں جو کہنے اور افکار و تغیر و تبدل جانتے ہیں

مسجد سے کا مذر درون اولیت	سچی گاہ چلے است آنجا خدا است
---------------------------	------------------------------

ظاہری مسجد مسجد مجازی ہے اور دل مسجد حقیقی ہے قلۃ المؤمنین بکیت اللہ موسیٰ کا دل خانہ خدا ہے حضرت شیخ بائزید بطامی قدس سرہ لسانی حج کو منظر کو تشریف لے گئے جس شہر سے گزرتے تھے وہاں اہل اللہ کی تلاش کرتے تھے تاکہ شاید کوئی خضر وقت مل جائے ایک شہر میں ایک پیر مرد دیکھا جو خنجر قائم تھا اور صاحب جلال عیال دار بی تھا اس نے بوجہ اسی بائزید کہا ان کا قصد ہے کہا کعبہ کا ارادہ ہے پوچھا کہ زاد راہ کیا ہے کہا دو سو روپیہ میری مکر میں ہے اس نے کہا پیہ روپیہ مجھے دے دے اور میرے گروہ دفعہ طواف کر لے تیرا حج ہو جائیگا قسم ہے خدا کی جسے جان دے ہے کہ اس نے مجھے بت اللہ پر شرف دیا ہے میں اس سے رتبہ میں بالاتر ہوں کعبہ اگر چہ نیکیوں کا گہر ہے مگر میرا دل اسکے سر کی جگہ ہے۔ جب سے وہ گہر بن گیا وہ اوس میں کبھی نہیں آیا اور میں کہ میں دینی قیوم ہر وقت موجود رہتا ہے بلکہ کام خدا کی طاعت ہے وہ مجھے جد نہیں جسے نبی دیکھا بیشک خدا کو دیکھا اصل کعبہ میں ہوں۔

جہنم کی باز کن در سن نگر	تا بہ بینی نور حق اندر بشیر
ہر ایک شخص کا ایک قبلہ ہے جسکو وہ اپنا کعبہ سمجھتا ہے اور اوس کی طرف منہ کرتا ہے و لکل وجہۃ ہو مو لہما ہر ایک شخص کے واسطے ایک قبلہ ہے اور وہ اوس کی طرف منہ کرتا ہے اور عاشق صلو سوا دوست کے کسی کی طرف نہیں دیکھتا ہے جدہر دیکھتا ہے اوس کی ذات نظر آتی ہے ایما کو لدا فتم وجہ اللہ جبرائیل کا کعبہ سدرہ ہے اور عبد لہطول کا قبلہ سفرو۔ عارف کا قبلہ نور وصال ہے فلسفی کا قبلہ خیال۔ طالبوں کا قبلہ حرم وصال ہے اہل ہوا کا قبلہ ضلال۔ قبلہ زاہد فیض نظر ہے قبلہ طامع ہیمنان زہر	
قبلہ صورت پرستان چوب سنگ	قبلہ معنی و ران صیبر و درنگ قبلہ ظاہر پرستان روئے زن
حضرت شاہ مجاہد فرماتے ہیں کہ اون لوگوں پر مجھے تعجب آیا ہے جو سیکڑوں میل مسافت قطع کر کے بیٹھ کی زیارت کو جاتے ہیں اور خدا کو پتھروں میں تلاش کرتے ہیں کیوں نہیں سوچتے کہ دل میں اوسکو ڈھونڈتے کہ قلب المؤمنین بیت اللہ سبحان اللہ ایک تہ جہ پیران ہر میں ایک فوعلوہ ہوا و کی زیارت تو فرض ہوا و در جہاں کہی زمین و سوا تہہ ہر تہہ خدا کی نظر پڑتی ہے اوس کی زیارت اہل ترنوم پتھر میں گزیرا سال خدا کو ڈھونڈنے تو کہی شیکا دل میں ڈھونڈو گے تو ایک ساعت میں مل جائیگا وہ کعبہ ہزاروں گوس کی مسافت قطع کر کے نظر آتا ہے اور یہ کعبہ ترک شہوات سے دیکھا جاتا ہے اوس کعبہ میں ہونچکر آدمی حاجی بن جاتا ہے اور بیان جا کر فاضی وہ جہاد و ہجر ہے اور یہ جہاد اکبر کو کہاجاتا ہے اور تومروا نہ قدم اوٹھا و اور تمام مرادات کو بانوں کے نیچے چلا دے اوجہ اشجار گل و خار و در و دیوار سنگ و حجار کو جو حق نہ دیکھو ہی حق حقیقی ہے۔ حضرت حنید کا قول ہے کہ مقام ابراہیم وہیں ایک صوری و سر معنوی صوری کعبہ ہے اور معنوی مل جبکو یہ نفلوں حاصل ہو گئے اوس مقام ابراہیم پالیا۔ اگر ایسا نہ ہو تو صرف کعبہ کی زیارت سے کیا فائدہ۔ کسی نے بہت ہٹیک کہا ہے	
غزولیت کعبہ غنا کہ صد بارش	کعبہ بردم و بازش برہمن آدم
کالمون کا حج یہ ہے کہ وہ اپنی زیارت کرتے اور اپنی حقیقت پہچاننے میں عرق نفسہ فقہ عرفان	
بطوف کعبہ ہر مین فی خدا اینجا	براہ مردہ جہدم مین فی معنا اینجا
ایسے لوگ ہی ہیں حج فروش کرتے ہیں جب چند ایک شخص حج سے واپس آیا ایک منزل میں ٹہک کی ضرورت ہوئی خدا سے کہنا۔ بھلا اسے کس کے ہم جاویں ہیں تو اسانہ کہے غلام نکمے آلود و سکران ہر پای	

اتفاق ہوا تیسرے دن بہرنگ کی ضرورت ہوئی آقا نے ہر وہی جواب دیا کہ فعال سے لے آؤ غلام نے عرض کیا حضور پر سون فدی جتنا کچھ فروخت کیا تا کل اپنا کچھ کوئی حج باقی نہیں جسے فروخت کر کے نکال دے کسی آدمی صرح کو صرف گدائی کا ذریعہ جانتے ہیں ایسے ہی ہیں حج کے بعد نکل ہو جائے ہیں بہر حال اللہ رحمت وسیع ہے کیا خیر ہے کہ اوسکے نزدیک کسی عبادت مقبول ہے اور کوئی سر درد و خاتمہ باخیر ہو جائے تو انہی

گلاب نہیں جامی کہ نہ مرد خالق ہست نہ پر
بہر فاقہ و خاتمہ شجلیہ توئی
لے و نف علم فقہ و تفسیر
فَاتُفِّحُ بِالْمُخَيَّرِ رَبِّهِ اَتَمِّمُ بِالْمُخَيَّرِ

خاتمہ الکتاب کا سرصف کا ارادہ تھا کہ اس مجموعہ کو جو فاتح ابواب حست ہے حضور پر سفر فرما کر اس شوق حضور پر اور ان نئی مثنوی کی خواہش تفریق پر مجبور کیا بعض اصحاب شوق اس قدر غالب تھا کہ وہ جزا جزا اٹھائے طبع میں نکلنے لگے بہن دینی خرچ و تکلیف علاوہ جہل کے تلف ہو جائے گا اندیشہ تھا اندیشہ سبیل ہوا کہ شاید یہ شوق کی عایت مقدم سمجھ کر یہ جزا اندر ناظرین کی جائیں اور نگاہ اخصرہ دیا جائے جو ہر حصہ میں

فہرست مضامین حصہ اول کتاب اسرار تصوف

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۲۵	معنی انسان کہ جامع جمیع مرتبہ جہلی و کوئی	۲	حمد رب العالمین
۱۲۸	کیفیت دل	۳	نعت سید المرسلین
۱۳۷	در معنی الست برکہ قالوا بلی	۴	مرض حاجات بنیاب سالت آب
۱۴۱	حقیقت نبوت	۴	مناجات حضرت قاضی الحاجات
۱۴۴	در حقیقت نبوت خاتم الانبیاء علیہ السلام مصطفیٰ احمد	۵	سبب تالیف کتاب
۱۴۵	مجملے صلی اللہ علیہ وسلم	۱۸	نکاحات چند در بیان لایت معرفت تصوف
۱۴۵	نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹	بیان معرفت و عارف و متعرف و جاہل
۱۵۲	مستقیب صحابہ کرام و عترت عظام رضی اللہ عنہم	۲۱	شناخت معنی مصوف و ملاستی و فقیر
۱۵۷	مرتب شریعت طریقت و حقیقت	۲۸	بیان توحید
۱۶۵	ارکان خمسہ خیر نیلے اسلام قائم ہے	۳۱	بیان توحید بطرز جدید
۱۶۷	کلمہ شہادت	۳۶	دلائل نقلی و اثبات وحدت وجودی
۱۷۰	صلوٰۃ	۴۴	مشافہت ارباب الولاية
۱۷۱	وضو غسل تبسم	۷۴	کرامات الاولیاء
۱۷۴	صلوٰۃ اہل تصوف	۱۰۴	انواع کرامات و اقسام حوارق عادات
۱۸۴	روزہ	۱۰۷	روایہ منام
۱۹۴	زکوٰۃ و صدقات	۱۱۹	نکاحات چند در بیان معنی کثرت کثرت و غیر معنی ان اسرار
۲۰۴	حج		خلق آدم علی صورتہ

صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۲ و ۱۸۳ و ۱۸۴ و ۱۸۵ و ۱۸۶ و ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰ و ۱۹۱ و ۱۹۲ و ۱۹۳ و ۱۹۴ و ۱۹۵ و ۱۹۶ و ۱۹۷ و ۱۹۸ و ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

